کم قیمت اور معیاری جاسوسی ادب

موت کی نیند

Rs. 9.00

مصنف :۔ مائک راسکو

مترجم :۔ سراج الدین شیدا

کامران سیریز، راولپنڈی

پہلی بار ---------- مئی ۱۹۷۳ء

شمارہ نمبر ---------- ۷۹

ناشر ---------- ایم غلام محمد

مطبوعہ ---------- ایس ٹی پریس راولپنڈی

سول ایجنٹ

کتاب گھر نیا بازار راولپنڈی

پیش لفظ

پیش لفظ کا ایک مقصد زیر نظر ناول کا تعارف بھی ہوتا ہے سو اگر میں یہ کہوں
کہ اے قارئین کرام! زیر نظر ناول بہت اچھا ہے۔ اس میں اصلی اور نقلی محبت کے مناظر کے
ساتھ دھینگا مشتی، جاسوسی اور قتال و جدال کے روح فرسا مناظر آپ کے ذہن کو رگڑے
پر رگڑا دیتے چلے جائیں گے تو آپ مجھے یوں ٹوک سکتے ہیں "کہ اے مترجم! کامران سیریز کے اکثر ناول
بہت اچھے ہوتے ہیں۔ اور ذہن میں چھپا چھپا چند پیرا گراف والی صفات کے حامل بھی ہو سکتا ہے میں ضد میں آ کر کہوں "نہیں جی!
یہ ناول بہت ہی اچھا ہے اور مجھے چڑانے کے لئے آپ کہہ دیں کہ "ہٹلر کے قیدی" جیسا
روکھا پھیکا ہو گا۔ پھر مجھے غصہ آ جائے اور آپ بھی مشتعل ہو جائیں تو بات بڑھ سکتی
ہے۔ آپ کا اور میرا اچھا خاصا جھگڑا ہو سکتا ہے۔

تو صاحب آپ سے جھگڑنے کی جسارت کون کمبخت کرے۔ آپ اتنے سارے ہیں
اور میں مرنجاں مرنج قسم کا اکیلا ۔۔۔ اس لئے مصلحت اسی میں ہے کہ پیش لفظ ہی نہ
لکھوں اور اس طرح اپنی ہڈیوں کو سنکائی سے محفوظ کر لوں۔ آپ خود ناول پڑھ لیں
اور ناول کے متعلق آپ کا ہر فیصلہ مجھے منظور ہو گا۔

سراج الدین شیدا

شیخ محلہ راولپنڈی

معیاری جاسوسی ادب سے دلچسپی رکھنے والے حضرات سے ایک

گذارش

ادارہ کامران سیریز، سنسنی خیز بلند پایہ انگریزی ناولوں کے کم قیمت اور مناسب ضخامت پر مشتمل دلچسپ ترجمے ہر ماہ باقاعدگی سے شائع کر رہا ہے جو اپنے معیار اور افادیت کے پیش نظر جاسوسی ادب سے دلچسپی رکھنے والے اہل ذوق حضرات میں بہت پسند کئے جاتے ہیں اور ملک کے تمام اچھے بک سٹالوں سے دستیاب ہیں لیکن کچھ چھوٹے شہروں اور قصبوں میں جہاں بک سٹال موجود نہیں یا بڑے شہروں کے ایسے بک سٹال جو نیا شمارہ تو منگواتے ہیں مگر پرانے شمارے سٹاک میں نہیں رکھتے جس کی وجہ سے ناظرین کو مطلوبہ شماروں کے حصول میں دشواری پیش آتی ہے ایسی صورت میں گذارش یہ ہے کہ قارئین مطلوبہ شمارے براہ راست ادارہ سے طلب فرمائیں۔ کم سے کم تین شمارے ایک ساتھ منگوانے پر ڈاک خرچ فری اور پیراسیٹ یا کم از کم دس شماروں کے آرڈر پر ڈاک خرچ فری اور مزید پچیس فیصد رعایت

کچھ حضرات نے لکھا ہے کہ براہ راست ادارہ سے کتابیں منگوانے پر یہ تلخ تجربہ ہوا کہ بعض ادارے مطلوبہ کتب کے علاوہ کچھ اپنی مرضی سے ایسی کتابیں بھی بھیج دیتے ہیں جو ہمارے لئے بیکار ہوتی ہیں ایسے خود غرض اور بے اصول اداروں سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہے جو اپنی بے ایمانی سے خریداروں کو بدگمان کر دیں۔ ادارہ "کامران سیریز" بلا اجازت اور بغیر فرمائش کے کوئی کتاب ارسال نہیں کرتا۔ قارئین نوٹ فرمائیں۔

"ادارہ"

تیئیسواں گھنٹہ

دو مواقع یقینی طور پر ایسے ہوتے ہیں جب ایک آدمی غفلت کی گہری نیند سوتا ہے پہلا موقع وہ جب وہ کسی عورت سے عملی طور پر اظہار محبت کرنے کے بعد سو رہا ہو اور دوسرا وہ موت کی گہری نیند سو رہا ہو۔

فرش پر لیٹا ہوا آدمی دوسری قسم کی نیند سو رہا تھا۔ چاند کی زرد اور سپاٹ کرنیں پورے کمرے کو نہلائے دے رہی تھیں۔ اور مردہ شخص کے جسم پر خون کے جمے ہوئے چکتے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اس کی لاش کو گھورتے ہوئے میں نے یونہی کندھے جھٹک دیئے۔ اس کی موت پر مجھے ذرا رنج نہ ہوا تھا۔ جب وہ زندہ تھا۔ تب بھی وہ ایک برا شخص تھا۔ اور اب موت کے بعد بھی وہ ایک ناہنجار شخص تھا۔

"ہاں مسٹر اپریل!" یہ آواز میرے لئے متوقع تھی اس لئے میں نے مڑ کر نہیں دیکھا مجھے معلوم تھا۔ یہ آواز مسٹر الوری جے کیسل مین کی ہے۔

وہ میرا ایک موکل تھا۔ اور ان لمحات میں میں اس کے گھر کھڑا ہوا تھا۔ ایسے مواقع پر میری

زندگی میں شاذ ہی آتے ہیں۔ جب کیسل مین جیسا شریف اور مہربان موکل مجھے نصیب ہو۔

"ہاں تو مسٹر اپریل!" کیسل مین کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یہ بالکل سرد ہو چکی ہے۔" میں نے بتایا۔

کیسل مین کی سرد آہ مجھے سنائی دی اور میں نے گھوم کر دیکھا میرے سامنے کنساس سٹی کا امیر ترین شخص کھڑا تھا ایک جاسوس کے نکتہ نگاہ سے اس کا حلیہ یوں بیان کیا جا سکتا ہے

عمر ۴۳ سال۔ قد پانچ فٹ گیارہ انچ گہرے بھورے بال جو پیچھے کی طرف کنگھی کئے گئے تھے۔ بھوری آنکھیں، عینک، مونچھوں اور نشانوں سے محروم چہرہ، ملائم آواز ——
مگر اس بیان کردہ حلیئے سے کچھ بھی تو ظاہر نہیں ہوتا۔ البتہ آگے چل کر یہی حلیہ آپ کو میرا مطلب سمجھا دے گا۔

"مسٹر کیسل مین" میں نے کہا: "میرے خیال میں یہ بہتر ہے کہ پولیس کو جلد از جلد مطلع کر دیا جائے۔ کسی گھر میں ایسے قتل کی اطلاع دیر سے دی جائے تو پولیس کافی برا فروختہ ہوتی ہے۔ اور جناب یہی بہتر ہوگا۔ کہ گھر کا مالک ہونے کی حیثیت سے آپ خود پولیس کو فون کریں"

اس نے خاموشی سے سر کو اثبات کے انداز میں جنبش دی اور فون کی طرف قدم بڑھا دیئے اس کے پیچھے چلتے ہوئے میں نے سرسری نظر سے کمرے کا جائزہ لیا۔ ہر چیز پرانی اور قدیم ہونے کے باوجود شاندار اور نفیس تھی۔

فون پر کنکشن ملتے ہی کیسل مین نے گھمبیر آواز میں کہا۔ "میں ایوری جے کیسل مین بول رہا ہوں"

مجھے یقین ہے فون سننے والا چیف جم یہ نام سنتے ہی زیادہ محتاط ہو گیا ہوگا۔ کیسل مین نے کہا۔ "مجھے افسوس ہے جیمز۔ تمہیں بے وقت تکلیف دی۔ میں چاہتا ہوں۔ تم فوراً

یہاں آجاؤ۔"

مجھے یہ بھی یقین ہے کہ یہ سنتے ہی چیف نے اپنی ٹوپی کی طرف ہاتھ بڑھا دیا ہوگا
کیسل مین نے مزید کہا "یہاں ایک قتل ہوگیا ہے...... نہیں میں کسی چیز کو نہیں چھوؤنگا
شکریہ جم" وہ چونکا رکھ کر اسے گھورنے لگ گیا اور پھر کچھ سوچتے ہوئے مڑے بغیر بولا
"میرا خیال ہے تم ایسے حادثات کے عادی ہو مسٹر اپریل۔"

سگرٹ سلگا کر دھوئیں کا مرغولہ چھوڑتے ہوئے میں نے جواب دیا۔ "قتل ایسی چیز نہیں
مسٹر کیسل مین! جس کا عادی ہونے کا کوئی شخص دعویٰ کرسکے۔"

اس کے کندھے جھک گئے۔ "میں اپنے الفاظ پر معذرت خواہ ہوں۔"

"کوئی بات نہیں۔ آپ سے پہلے بہت سے لوگ اس قسم کا تبصرہ کرچکے ہیں۔" یہ کہہ کر میں نے
دھوئیں کا ایک اور مرغولہ چھوڑا جو اس کی کمر پر مکڑی کے جالے کی طرح پھیل گیا۔

۲

پچھلے بائیس گھنٹے

غالباً دوسری گھنٹی پر میری آنکھ کھلی۔ میں بڑبڑا کر اٹھا اور چونکا اٹھا کر بیزاری

سے چنگھاڑا۔ "تم نے غلط نمبر پہ فون کیا ہے۔" یہ کہہ کر میں نے چونگا کریڈل میں رکھ دیا اور پھر بستر میں جا گھسا۔ فوراً ہی گھنٹی دوبارہ بجی۔ میں پھر اٹھا اور فون کرنے والے کو دل ہی دل میں صلواتیں سناتا ہوا، فون اٹھا کر بولا۔ "ارے بھئی یہ غلط نمبر ہے۔ خواہ مخواہ کیوں۔۔۔۔"

"جانی۔" کسی نے میری بات کاٹ دی۔ "میں ایڈی نورس بول رہا ہوں۔" ایڈی نورس لیں کھلانے والا ایک مشہور بکی تھا۔

"کیا بات ہے؟" میں نے رکھائی سے کہا۔

"میں تم سے ابھی ملنا چاہتا ہوں۔ جلدی سے تیار ہو کر اپنی بلڈنگ کے نیچے پہنچ جاؤ۔"

میں نے بیڈ لیمپ کا سوئچ دبا کر وقت دیکھا۔ رات کے دو بج رہے تھے میں چیخا۔ "اس وقت صبح تک انتظار نہیں کر سکتے؟"

"یہ آج کی صبح ہے جانی۔" آواز سے الجھن ظاہر تھی۔ "میں ایک مصیبت میں پڑ گیا ہوں اور تم سے ابھی ملنا چاہتا ہوں۔"

ایک دو لمحوں کی سوچ بچار کے بعد میں نے کہا۔ "اچھا۔ لیکن اس کے لئے تمہیں معاوضہ ادا کرنا ہوگا۔"

"مرو نہیں۔ معاوضہ ضرور ادا کروں گا۔ مگر جلدی آؤ۔"

"میں پانچ منٹ میں نیچے آ رہا ہوں۔"

میں عموماً کپڑے اتار کر برہنہ سویا کرتا ہوں۔ چنانچہ تین منٹ بعد کپڑے پہن کر ایلیویٹر کے ذریعے نیچے پہنچا۔ لابی میں صرف کلرک جاگ رہا تھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر مسکرانا ضروری سمجھا اس کی مسکراہٹ میں جذبہ ترحم لہریں لے رہا تھا۔

میرا خیال تھا۔ برائیر کلف کے باہر ایڈی بے تابی سے چہل قدمی کر رہا ہوگا۔ مگر

وہاں کوئی ذی نفس موجود نہیں تھا۔ میرے تن بدن میں آگ سی لگ گئی اور معاً ایک ہلکی سی سسکی کی آواز سنائی دی۔ اور ساتھ ہی ایک آواز "ادھر چلے آؤ۔"

مجھے ایڈی کی آواز کا انتظار تھا۔ مگر زنانہ آواز نے مجھے پکارا تھا۔ میں حیران و ششدر ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا۔ اور میں نے پوچھا۔ "کیا تمہیں میری تلاش ہے؟"

"نہیں۔ ایڈی کو ہے۔ چلو بیٹھو اندر۔"

"وہ خود کہاں ہے؟"

"وہ گھر پہ تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ میں اس کی محبوبہ ہوں۔ وہ اس وقت سخت الجھن میں ہے۔"

"لیکن رات کے دو بجے کسی لڑکی کے ساتھ کار میں بیٹھ کر میں اپنے آپ کو الجھن میں نہیں پھنسانا چاہتا۔ اچھا شب بخیر۔"

"اپریل!" اس کی آواز سن کر میں رک گیا۔ "ایڈی نے کہا تھا۔ اس کے بغیر تمہیں قائل کرنا اور ساتھ لانا مشکل ہوگا۔ یہ لو۔"

میں تیزی سے مڑا اور نوٹوں کی گڈی تھام لی۔ وہ بولی۔ "یہ ایک ہزار ہیں۔ کافی رہیں گے؟"

"ہاں۔ ٹھیک ہیں۔" اور پھر میں ٹھیک سے بیٹھ بھی نہ پایا تھا کہ اس نے کسی کہنہ مشق ڈرائیور کی طرح کار کو ہوا کر دیا۔ گاڑی میں بیٹھے بیٹھے میں نے اس کا ہلکا سا جائزہ لیا۔ گہرے رنگ کے بالوں میں وہ پرکشش سی دکھائی دے رہی تھی۔ مگر مجھے اس کی پرکشش سے کیا۔ چنانچہ میں حسب عادت کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ پیچھے آنے والی کار کی روشنی کو دو تین مرتبہ ساتھ مڑتے دیکھ

کہ مجھے گمان ہوا کہ ہمارا ۔۔۔ تعاقب کیا جا رہا ہے۔ جب مجھے تعاقب کا یقین ہو گیا تو میں لڑکی سے مخاطب ہوا۔ "کچھ خبر بھی ہے۔ ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔"

یہ سنتے ہی اس کی آنکھیں عقبی مناظر دکھانے والے آئینے پر مرکوز ہو گئیں۔ میں نے پوچھا۔ "کچھ اندازہ ہے۔ یہ کون لوگ ہیں دلبر۔"

"میرا نام نکی ہے۔" وہ جلدی سے بولی۔

"چلو نکی ہی سہی۔ یہ تعاقب میں کون ہے؟"

"میں خود بھی سوچ رہی ہوں۔"

"کیا کہتی ہو۔ ان سے پیچھا چھڑایا جائے یا ان کے متعلق معلوم کیا جائے؟"

"تمہارے پاس ہتھیار ہے؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں۔"

یہ سن کر اس نے کار کا ڈیش کمپارٹمنٹ کھولا۔ اور چھوٹے سائز کا اعشاریہ تین آٹھ مجھے دیتے ہوئے بولی۔ "تو معلوم کر لو۔ یہ کون ہیں؟"

"اس کام کے لئے مزید ایک ہزار ادا کرنا ہونگے تمہیں۔"

"ایڈی ادا کرے گا۔"

"ایڈی زندہ باد" یہ کہہ کر میں نے راستے کا جائزہ لیا۔ ہم مین روڈ کے قریب پہنچنے والے تھے۔ سڑک سنسان اور تاریک تھی۔ اور آس پاس کے مکانات کی روشنیاں بجھی ہوئی تھیں۔ میں نکی سے مخاطب ہوا۔ "اچھا تو دلبر مین روڈ سے پہلے کہیں بھی گاڑی روک لو۔ کار کے رکتے ہی فوراً اتر کر کسی مکان کی پناہ میں چلی جاؤ اور جب تک میں نہ بلاؤں چھپی رہنا۔ سمجھ گئیں؟"

یہ سنتے ہی اس نے جھٹکے سے کار روک لی اور بتیاں بجھا کر چشم زدن میں اتر کر تقریباً پانچ سیکنڈ میں نگاہوں سے اوجھل ہو گئی اس اثنا میں میں بھی کار سے چھلانگ لگا کر ایک مکان کے دروازے کی اوٹ میں چھپ چکا تھا۔

دور سے ہماری کار کو کھڑا دیکھ کر تعاقب کرنے والے الجھن میں پڑ گئے تھے۔ جب وہ قریب آئے تو اپنی کار کی بتیاں بجھا دیں اور دھیمی رفتار سے نکی کی کیڈی کے قریب سے گزر گئے یہ بیوک کار تھی اور کار میں دو آدمیوں کے ہیولے دکھائی دے رہے تھے۔ کچھ آگے جا کر وہ رک گئے اور پھر مجھے ان کا لائیٹر جلتا دکھائی دیا۔ اب وہ مزے سے سگرٹ پی رہے تھے۔

اچانک ایک اور کار قریب سے گزری اور ان کی توجہ اس کار کی طرف مبذول پا کر میں چھپتا چھپاتا ان کی کار کی طرف بڑھا۔ اندھیرے میں مجھے زیادہ دقت پیش نہ آئی اور چار منٹ میں میں کسی جانور کی طرح رینگتا ہوا ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اعشاریہ تین آٹھ میرے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔

وہ بڑے اطمینان سے سگرٹ نوشی کر رہے تھے۔ کار کا ریڈیو کوئی سازینہ نشر کر رہا تھا۔ اور ڈرائیور نے اپنی کہنی کار کی کھڑکی کے باہر ٹکا رکھی تھی۔ اور یہ کہنی میرے لئے زریں موقع بہم پہنچانے کا سبب تھی۔

میں نے پھرتی سے کہنی پکڑ کر تیزی سے جھٹکا دیتے ہوئے اسے باہر کھینچ لیا اس جھٹکے سے حواس باختہ ڈرائیور کی گردن کھڑکی کے باہر آگئی۔ میں نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر ریوالور کی نالی اس کے سر سے جوڑ دی اور غراتے ہوئے کہا۔ "تم دونوں میں سے کسی نے بھی کوئی حرکت کی تو گولی کھوپڑی میں اتار دوں گا۔"

اس اچانک حملے نے ڈرائیور کے ساتھی کو بدحواس کر کے رکھ دیا تھا۔ تاہم اپنے حواس بحال کرتے ہوئے وہ بولا۔ "کوئی حماقت نہ کر بیٹھنا اپریل۔"

"تو تم میرا نام جانتے ہو۔ مگر تم کون ہو اور یہ تعاقب کیوں؟"

وہ قدرے مسکرایا۔ "میرا نام کاربون ہے۔ شاید تم نے یہ نام سنا ہو۔"

وہ بھی ایک مشہور و معروف بلی تھا۔ یہ مجھے معلوم تھا۔ میں نے پوچھا۔ "اس تعاقب کا کیا مقصد تھا؟"

"کیسا تعاقب؟ ہم تو محض ریڈیو سن رہے ہیں۔"

میں نے ریوالور کی نال سختی سے ڈرائیور کی گردن میں چبھو دی وہ ابھی تک بدستور میرے ہاتھوں میں لٹکا ہوا تھا۔ ڈرائیور کراہا اور کاربون بولا۔ "اسے مت تنگ کرو۔ یہ محض ڈرائیور کر رہا ہے۔"

"تو بتاؤ۔ تعاقب کیوں کر رہے تھے؟"

"ہم محض لڑکی کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ کہ وہ ہمیں کہاں لے جاتی ہے۔" کافی پرکشش اور جاندار لڑکی ہے۔ ہے نا؟"

میں ہنس دیا۔ اور پھر تند لہجے میں کہا۔ "بہانے بازی مت کرو۔"

کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ بولا۔ "ہمیں معلوم ہوا تھا کہ اس کا دوست کسی مصیبت میں ہے اور ہم معلوم کرنا چاہتے تھے۔ کہ وہ کس قسم کی مصیبت میں ہے؟"

"کہتے جاؤ۔"

"ٹامی کو چھوڑ دو۔ پھر بتاتا ہوں۔" کاربون نے مطالبہ کیا۔

"نہیں۔ پہلے بتاؤ۔"

"تمہاری خوشی۔ مجھے بس یہی کہنا تھا۔ کہ کسی نے مجھے فون کیا کہ ایڈی نورس کسی مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہے۔ میں جب ایڈی کے گھر پہنچا تو یہ لڑکی باہر آتی دکھائی دی۔ میں نے اس کے تعاقب میں ہو لیا۔"

"تم نے جا کر ایڈی سے کیوں نہیں پوچھا یا پھر لڑکی کو روک کر کیوں نہیں پوچھا؟ کارلون! مجھے چکمہ دینے کی کوشش بیکار رہے گی۔"

کارلون کے نصیب اچھے تھے۔ اچانک ایک پولیس کار آتی دکھائی دی اور ہمارے قریب آکر آہستہ ہو گئی۔ شاید پولیس کا افسر کسی شک میں پڑ گیا تھا۔ کار رکنے سے پہلے ہی میں نے ٹامی کو آزاد کر دیا۔ اور جلدی سے کہا: "خدا جانے تم یا ٹامی پستول بازی میں کتنے ماہر ہو بہرحال یاد رکھنا کہ مجھے شوٹنگ کے لئے مجبور نہ ہونا پڑے۔ میں دریغ نہیں کروں گا۔"

پولیس کار سے افسر اتر کر قریب پہنچا اور کچھ پوچھنے کو تھا۔ کہ کارلون بولا۔ "کوئی ایسی ویسی بات نہیں ہے آفیسر۔ ہم محض باتیں کر رہے تھے۔"

پولیس افسر نے ٹارچ کی روشنی اس کے چہرے پر ڈالی اور پھر فوراً روشنی بجھاتے ہوئے ادب سے بولا۔ "اوہ مسٹر کارلون۔ مجھے افسوس ہے کہ میں مخل ہوا۔ سب ٹھیک ٹھاک ہے نا؟"

"سب ٹھیک ہے آفیسر۔ ہاں مگر مسٹر اپریلی کی روانگی کے بعد مجھے تم سے چند باتیں کرنا ہیں۔"

حرامی پلے نے بڑی خوبصورتی سے مجھ سے جان چھڑا لی تھی۔ اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے میں نے کہا۔ "بس میں جا ہی رہا ہوں۔ اچھا شب بخیر۔ امید ہے ہم جلد ہی دوبارہ ملاقات ہو گی۔"

ٹامی طنزیہ انداز میں مسکرا دیا۔ کارلون نے الوداعی انداز سے ہاتھ ہلا دیا۔ مجھے بھی مجبوراً خوش دلی سے ایسا کرنا پڑا۔

میں نیکی کی کار کے قریب پہنچا تو وہ پہلے ہی کار میں موجود تھی۔ میں نے کار میں بیٹھ کر

سگرٹ سلگا لیا اور نیکی نے کار کو حرکت میں لا کر پوچھا۔ "کون لوگ تھے؟"

"ڈرائیور کا نام ٹامی اور دوسرے کا نام کارلیون تھا۔ دونوں ہی بڑے چلتے پرزے اور عیار ہیں۔ انہیں جانتی ہو؟"

اس نے ہلکی سی سیٹی بجائی اور بولی۔ "ہاں وہ ایک بہت مشہور ریکی ہے۔"

"اس کا بیان ہے کہ وہ اس لیے تمہارے تعاقب میں تھا کہ اسے معلوم ہوا تھا کہ لیڈی کسی مصیبت میں پھنسا ہوا ہے۔ میں زیادہ نہیں پوچھ سکا کیونکہ پولیس آن دھمکی تھی۔ پولیس افسر نے بڑے مودبانہ لہجے میں اسے مخاطب کیا تھا۔"

"ہوں۔ ریوالور ڈیش بورڈ میں رکھ دو۔ ہم پہنچنے ہی والے ہیں۔"

ریوالور کو ڈیش بورڈ میں رکھنا میں اب تک بھولا ہوا تھا۔ میں نے خانہ کھول کر ریوالور رکھا، اتنے میں اس نے گاڑی روک کر بتیاں بجھا دیں ہم دونوں نیچے اترے یہ وارڈ پارک وے کا رہائشی علاقہ تھا۔ نیکی نے گھر میں جانے کی بجائے گیراج کے دروازے پر دو مرتبہ دستک دی اور پھر دروازہ کھلتے پر مجھے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ اندھیرے میں ایڈی کی آواز ابھری "جلدی سے اندر آجاؤ۔"

"بڑا اندھیرا ہے۔ کچھ روشنی کرو۔" میں نے کہا۔

اندھیرے میں کسی کار کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر ایک اور کیڈلک کار کی ڈیش لائٹ جل اٹھی۔ ایڈی نے آگے بڑھ کر مجھ سے مصافحہ کرتے ہوئے گرمجوشی سے کہا۔

"تمہیں یہاں دیکھ کر مجھے بہت سکون محسوس ہو رہا ہے۔"

"مگر مزید ایک ہزار کمالے کے باوجود مجھے کوئی سکون نہیں۔"

ایڈی نے کھنچے ہوئے سوالیہ چہرے سے میری طرف دیکھا تو نکی نے مختصراً کاربون کے تعاقب کا حال سنا دیا۔ یہ حال سن کر ایڈی الجھن میں پڑ گیا۔ اور بولا "کاربون! بڑی عجیب بات ہے کہ وہ نکی کے تعاقب میں تھا۔ مگر خیر اس کے متعلق بعد میں سوچیں گے۔ فی الحال تو میری الجھن سن لو۔"

"کہو۔"

"رات ایک بجے کے بعد میں اور نکی ایک پارٹی میں گئے۔ پارٹی میں حاضری دینے کے بعد ہم نے سوچا کہیں چل کر کافی پی جائے۔ اور اوہ میرے خدا وہیں یہ حادثہ پیش آیا۔"

"کیا مطلب؟ کیسا حادثہ؟"

"کار میں بیٹھتے وقت نکی نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو پچھلی سیٹ پر اسے کوئی لیٹا ہوا دکھائی دیا۔ یہ ایک لاش تھی۔ میرے خدا ایک لاش اور میری کار میں۔" وہ بڑا پریشان ہو رہا تھا۔

"گھبراؤ مت اور سکون سے بتاؤ۔"

"پتہ نہیں یہ لاش کب سے میری کار میں پڑی تھی۔ اتنا مجھے یقین ہے کہ پارٹی میں جانے سے پہلے لاش کار میں نہیں تھی۔" ظاہر ہے کہ جب ہم پارٹی اٹنڈ کر رہے تھے۔ اسی وقت کسی نے یہ لاش میری کار میں ڈال دی ہوگی۔"

"کہتے جاؤ۔"

"بڑی مصیبت یہ ہے کہ یہ لاش اس شخص کی ہے جو میرے توسط سے شرط بدا کرتا تھا۔ اور میرا نو ہزار کا مقروض تھا۔"

"کیا واقعی؟" میں نے کٹیلے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ مگر میں نے اسے قتل نہیں کیا۔ یقین کرو۔ اس کے قتل میں میرا کوئی ہاتھ نہیں"
اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔
کچھ دیر سوچنے کے بعد میں نے کہا: "میرا خیال ہے تمہارے ایک ہزار تمہیں لوٹا دوں مگر نہیں وہ تو میں نے کاربون کے متعلق تفتیش کر کے کما ہی لئے ہیں۔ میں مزید مطالبہ نہیں کرتا۔ اور تمہارا کیس لینے کے لئے بھی آمادہ نہیں۔"
"جانی۔ تمہیں میری مدد کرنا ہوگی" اس نے گڑگڑا کر کہا۔ "میں نے اسے قتل نہیں کیا اور یہ بھی یاد رکھو کہ میں نے دو تین مرتبہ تمہاری مدد کی ہے۔"
"ہاں مگر اس قسم کی نہیں۔"
"چھوڑو پیارے" نکی نے آگے بڑھ کر ایڈی سے کہا۔ "یہ شخص دولت کا بھوکا ضرور ہے مگر اتنا نہیں کہ کوئی خطرہ مول لے سکے۔ اس نے آج رات آسانی سے ایک ہزار کمالئے ہیں۔ وہ دوستوں کی مہربانیوں کو یاد رکھنے والا شخص نہیں۔"
میں نے نکی کی طرف غور سے دیکھا۔ وہ بڑی سنجیدہ دکھائی دے رہی تھی۔ اس کا طنز مجھ سے برداشت نہ ہوسکا اور میں بولا۔ "اچھا میں ہر ممکن مدد کروں گا۔ لاش کا تم نے کیا کیا؟"
"وہ اب بھی یہاں میری کار میں موجود ہے۔"
یہ سن کر میں گم سم ہو کر رہ گیا۔

۳

دو تین منٹ کے بعد طویل اور گھمبیر سکوت کو بالآخر ایڈی نے توڑا۔ "ان حالات میں میں کسی اور پر اعتماد نہیں کر سکتا اور یہی وجہ ہے کہ میں نے تمہیں بلایا ہے۔ اسے کسی گڑھے میں پھینک بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ بہت سے لوگ جانتے ہیں کہ وہ میرا مقروض ہے۔"

میں نے بڑے غور سے سارے معاملے کو ذہن ہی ذہن میں دہرایا۔ مگر پولیس کو بلانے کے سوا مجھے کوئی چارہ نہ دکھائی دیا۔ چند لمحوں تک سوچنے کے بعد میں نے کہا۔ "ایڈی یہ ٹھیک ہے کہ میں تمہیں کچھ مدت سے جانتا ہوں اور ایک بکی ہونے کے باوجود تم نیکنامی رکھتے ہو۔ تم نے دو تین مرتبہ مجھ پر مہربانی بھی کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں یہاں ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے صاف صاف کہہ دو تاکہ میں خود اپنے ہاتھوں سے تمہارے لئے قبر کھود دوں۔"

تھوڑی دیر ٹکر ٹکر دیکھنے کے بعد وہ بولا۔ "میں قسم کھاتا ہوں جانی کہ میں نے اسے قتل نہیں کیا۔"

"چلو میں اعتبار کئے لیتا ہوں۔ آؤ اب اسے ایک نظر دیکھ لیں۔"

اس نے آگے بڑھ کر کار کی سیٹ پر سے ٹارچ اٹھائی اور مجھے تھما دی۔ میں نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا۔ اور ٹارچ کی روشنی میں جائزہ لیا۔ میرا خیال ہے کہ زندگی میں یقیناً

خوبرو نوجوان ہوگا۔ مگر اب اس کا چہرہ بھیانک نظر آرہا تھا۔ ظاہر تھا کہ گلہ گھونٹ کر اسے ختم کیا گیا ہے گلے پر گہرے سرخ نشان موجود تھے اور گولی یا کسی ہتھیار کا کوئی زخم نہیں تھا میں نے ٹارچ بجھا دی اور ایڈی کی طرف مڑا ۔" بڑی صاف گوئی سے یہی مشورہ دوں گا۔ کہ مزید وقت ضائع کئے بغیر پولیس کو مطلع کر دو۔"

اسے لاش سے مس نہ ہوتے دیکھ کر میں نے کہا : ایڈی، آخر مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ کیا اسے کسی ایسی جگہ دبا دوں جہاں سے اس کا کوئی سراغ نہ مل سکے!؟"

"کسی طرح مجھے اس سے چھٹکارا دلا دو۔۔۔ مگر نہیں تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں بے قصور ہوں تو پھر مجھے کیا ڈر ہے۔"

"ہاں یہی بہتر ہے۔ پولیس خود قاتل کی گردن ناپ لے گی اور مجھے بھی اس کیس سے دست کش ہونے کی اجازت دو۔"

نکی نے آگے بڑھ کر اس کا کندھا تھپتھپایا۔" ایم ایل ٹھیک کہتا ہے۔ فوراً پولیس کو فون کر دو۔"

مصمم ارادہ کرنے کے بعد اس نے گیراج کی بتیاں جلا دیں اور گیراج کے بغلی دروازے سے گھر کے اندر چلا گیا۔

نکی نے میری طرف دیکھا۔" پولیس کو قاتل کرنا کافی دشوار ہوگا۔"

"ظاہر ہے۔"

"مگر اس نے یہ قتل نہیں کیا۔ اسے کیا پڑی تھی کہ کسی کو قتل کرنے کے بعد اپنی گاڑی میں لادے پھرتا۔

"پولیس کو یہ نکتہ سمجھا کر ایڈی کی مدد کرنے کی کوشش کرنا۔"

"وہ تو میں کروں گی ہی،" اس نے عزم سے کہا اور سگرٹ سلگائی۔

بغلی دروازے میں سے ایڈی نے نمودار ہو کر کہا۔ "پولیس آرہی ہے میں نے اپنے وکیل کو بھی فون کر کے طلب کر لیا ہے۔"

میں نے جیب سے نوٹوں کی گڈی نکالی اور اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "یہ رکھ لو تمہیں ضرورت پڑے گی۔

اس نے بھنویں اچکا کر مجھے دیکھا۔ "تو کیا تم نہیں رکو گے؟"

"دیکھو ایڈی۔ تم ناداں نہیں ہو۔ میں یہاں رہ کر تمہاری یا پولیس کی کیا مدد کر سکتا ہوں؟ پہلا سوال وہ یہ کریں گے کہ میں یہاں کیا کر رہا ہوں اور قتل کے متعلق انہیں فوراً ہی کیوں آگاہ نہیں کیا۔ انہیں حقیقت بتا دینا اور یہی بہترین طریقہ رہے گا۔"

"میں تمہاری ہدایت سے پہلے ہی حقیقت بیانی کر چکی ہوں اور پولیس کو بتا چکا ہوں کہ تم یہاں موجود ہو۔"

"شاباش۔ شاباش!" میں نے ناخوشگوار لہجے میں اسے داد دی

"پولیس چاہتی ہے کہ تم یہاں موجود رہو۔"

"آفرین ہے!" میں نے بددلی سے کہا۔

ہم خاموشی سے انتظار کرنے لگے۔ ایڈی اس کیڈلک سے ٹیک لگا کر کھڑا تھا جس کی پچھلی سیٹ پر ہیلو کے پل لاش ماحول کو سوگوار کئے دے رہی تھی۔ ایڈی کو سکون بخشنے کی نیت سے یا پھر سہارے کے لئے نکی اس کے سامنے جٹ کر کھڑی ہوئی تھی۔ اور میں۔ بے چارہ میں صرف کیڈلک کا سہارا لئے کھڑا تھا۔

معاملہ قتل کا ہو تو پولیس بھاگم بھاگ پہنچتی ہے کنساس سٹی کی پولیس بھی قتل کے معاملات

میں تاخیر کی قائل نہیں۔ سائرن کی آواز سن کر ایڈی نے گیراج کا دروازہ کھول دیا۔ چند ثانیوں میں سُرخ روشنیاں نمودار ہوئیں۔ اور پھر عملے کے متعدد افراد کے ساتھ کیپٹن اومیلی آن دھمکا اس شخص کو مجھ سے خدا واسطے کا بیر تھا۔ پولیس عملے میں میڈیکل ایگزامینر، فوٹو گرافر، انگلیوں کے نشانات لینے والے اور مختصر نولیس کیپٹن کے پیچھے تھے۔

مجھے دیکھتے ہی اومیلی میری طرف لپکا اور مجھ سے ایک فٹ دور رک کر کولہو پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ "آہا۔ لاشوں کو غائب کرنے والے جانی اپریل یہاں موجود ہیں۔ ایڈی نے پولیس سے پہلے تمہیں طلب کیا۔ اس نے تمہارے سان فرانسسکو کے اس کیس کا حال پڑھ لیا ہوگا جس میں تم نے ایک لاش کو کھڑکی سے نیچے دھکیل دیا تھا۔ ایڈی کا خیال ہوگا۔ کہ اب بھی کوئی ایسا ہی گُر استعمال کر دگے۔ کیوں ٹھیک ہے نا!"

باقی سارا عملہ خاموشی سے یہ چبھتے ہوئے فقرے سن رہا تھا۔

"اور میں اس چیز کو ہرگز فراموش نہیں کر سکتا۔" اومیلی نے مزید غبار نکالا۔ "کہ تم نے قتل کی بابت ہمیں فوراً ہی کیوں نہیں مطلع کیا۔" اچانک اسے اپنے ساتھیوں کا خیال آیا۔ اور وہ ان پہ برسا۔ "اور تم یہاں کھڑے کیا جھک مار رہے ہو۔ کام کیوں نہیں کرتے؟ ہینک! اپریل کے تازہ ترین کارنامے پر ایک نظر ڈال لو اور اس سے میں خود نپٹ لیتا ہوں۔"

یہ سنتے ہی سب بکھر گئے اور ہینک کیڈلک کی پچھلی سیٹ پر لاش کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس طرف سے مطمئن ہونے کے بعد اومیلی مجھ سے مخاطب ہوا۔ "چلو اپریل باہر چلیں۔"

گیراج سے باہر آتے ہوئے میں نے سگرٹ سلگایا یہ دیکھ کر اومیلی نے جیب سے سگار نکال کر منہ میں لٹکا لیا اور منتظر رہا کہ اسے سلگانے کے لئے لائیٹر پیش کروں۔ مگر جب میں نے بے نیازی ظاہر کی تو وہ پھنکار کر بولا۔ "تم نے ابھی تک اپنے مداح میڈیرا کے متعلق

نہیں پوچھا۔ تمہیں بتا دوں کہ وہ آج چھٹی پر ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آج تم
بے رحم و کرم پر ہو۔ اب جلدی سے اپنی زبان کو حرکت دینا شروع کر دو۔ لیو لو۔"
میں نے تازہ سلگایا ہوا سگرٹ فضا میں اچھالتے ہوئے کہا۔" خدا حافظ ادمیلی"
اور قدم اٹھانے شروع کر دیئے۔

جونہی اسے میری روانگی کا احساس ہوا وہ گلا پھاڑ کر چیخا" اپریل"

میں لاپرواہی سے باہر کی طرف قدم اٹھاتا رہا۔

وہ بے تحاشا بھاگا اور میرا بازو پکڑ کر موڑنے کی ناکام کوشش کی اب مجھ سے ضبط
نہ ہو سکا اور میں غصے سے سلگتی ہوئی آواز میں بولا۔" کیپٹن ادمیلی۔ غور سے سنو تمہاری بہتری
اسی میں ہے کہ میرا بازو چھوڑ دو ورنہ تمہاری وردی کا لحاظ کئے بغیر ایسی پٹخنی دونگا کہ ہمیشہ
یاد رکھو گے۔"

اس کا ہاتھ ایک ثانیئے کے لئے سخت ہوا اور پھر اس نے بازو چھوڑ دیا۔

" دوسری بات۔ خدا جانے تم نے وہاں اندر پداری کا سا تماشا کیوں مناسب سمجھا
بہر حال میں اس سے ذرا خائف نہیں ہو سکا۔ اس کیس میں میرا دامن اتنا صاف ہے کہ صدر
حکومت بھی مجھ سے باز پرس نہیں کر سکتا۔ ایڈی اور اس کی محبوبہ اس بات کی قسم کھا سکتے ہیں
رہا سان فرانسسکو والا معاملہ تو تم پر واضح کر دوں کہ سانپ گذر چکا ہے اور اب تم لکیر پیٹنے
کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کیس میں مجھے باعزت طور پر بری کر دیا گیا تھا۔ وہاں کی پولیس
سے جاسوسی کا پروانہ مجھے حاصل ہے اور یہاں تمہارے محکمے سے بھی پروانہ حاصل کر چکا ہوں
سو اگر میرا تعاون درکار ہے۔ تو نرمی سے بات کرو ورنہ اس وقت تک کسی سوال کا جواب نہیں
دوں گا۔ جب تک اپنے وکیل کو نہ بلوا لوں۔ کوئی بات پلے پڑی؟"

اس کی آنکھیں بند ہونے کی حد تک سکڑ گئیں۔ کچھ دیر کی گہری سوچ بچار کے بعد وہ شکست خوردہ لہجے میں بولا۔ "ٹھیک ہے اپریل! میرا خیال ہے میں آپے سے باہر ہو گیا تھا۔ بہرحال کسی غلط فہمی میں مت پڑنا اور اب اس کیس کی تفصیلات بتاؤ۔"

پورے غور سے تفصیلات سننے کے بعد اس نے پوچھا۔ "ایڈی سے تمہاری گہری واقفیت ہے؟"

"ہاں۔"

"کس حد تک؟"

اس سوال کا مقصد بھانپ کر میں بولا۔ "اومیلی! ایڈی کو میں، تم اور شہر کے لوگ اچھی طرح جانتے ہیں۔ اگر وہ اپنے آپ کو بے قصور کہتا ہے تو مجھے اس کے بیان کی صداقت پر یقین ہے۔"

اومیلی محض طنزیہ طور پر ہنس پڑا۔

"ایک بات اور۔ وہ اتنا احمق نہیں کہ قتل کے بعد لاش کو اپنی کار میں ہی رکھتا وہ اسے کہیں بھی پھینک سکتا تھا، اور اب مجھے جلدی سے فارغ کر دو۔ مجھے سخت نیند آ رہی ہے"

یہ سن کر اس نے سگار کو اس زور سے دانتوں میں دبایا کہ سگار ٹوٹتے ٹوٹتے... بچا۔ پھر وہ اپنے آپ پر قابو پا کر بولا۔ "آؤ اندر چلتے ہیں۔ شاید کوئی کام کی بات معلوم ہوئی ہو۔"

گیراج کے اندر پولیس کا عملہ تندہی سے مصروف عمل تھا۔ کیمروں کے بلب بار بار جل بجھ اٹھتے۔ ایڈی اور نکی کے بیانات ٹیپ کئے جا رہے تھے۔ البتہ کیڈی سے ٹیک لگائے ہینک متفکر انداز سے سگریٹ پھونک رہا تھا۔ ہمارے پاؤں کی چاپ سن کر اس نے ہماری طرف دیکھا۔ اور پھر اومیلی کی سوالیہ نگاہوں کو اپنے اوپر مرکوز پا کر کہنے لگا۔ "کسی مضبوط اور تندرست

دتو اتنا شخص نے ہاتھوں سے کام لے کر قتل کیا ہے۔ تشدد کا اور کوئی نشان نہیں ملا۔ موت کو کم و بیش تین گھنٹے گزر چکے ہیں۔ جس کسی نے اسے قتل کیا ہے یا تو غصے کی شدت سے دیوانہ ہو گیا تھا۔ یا پھر اس کے ہاتھ ہن مانس کی طرح مضبوط تھے۔ کیونکہ منکا ڈھلک گیا ہے۔ ایک نظر خود دیکھ لو۔"

کار کے کھلے دروازے میں سے ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے کے بعد اومیلی نے پوچھا۔ "کسی رسی وغیرہ سے تو کام نہیں لیا گیا؟"

"نہیں۔ صرف دو مضبوط اور قوی ہاتھوں سے کام لیا گیا ہے۔" ہنیک نے جواب دیا۔

سگار کا دھواں اڑاتا ہوا اومیلی مجھے وہیں چھوڑ کر دوسرے کارکنوں سے پوچھ گچھ میں مصروف ہو گیا۔ پولیس کی کارروائی تیزی سے تکمیل کے مراحل طے کرنے لگی۔ لاش کو کار میں سے نکال کر سٹریچر پر ڈال دیا گیا۔ اومیلی نے چند اور احکامات صادر کئے اور پھر سب لوگ کار کو وہیں چھوڑ کر گیراج سے باہر آ گئے۔ آس پاس کے گھروں سے کچھ لوگ تانک جھانک کرنے جمع ہو گئے تھے۔

اومیلی نے آخری احکامات یوں دیئے۔ "اب باقی تفتیش ہیڈ کوارٹر میں مکمل کی جائے گی اور نکی اور اپریل بھی ہمارے ساتھ جائیں گے۔" ایڈی کا ذکر اس لئے لاحاصل تھا کہ اسے ہتھکڑی لگائی جا چکی تھی۔

یہ سن کر ایڈی نے معنی بھری نگاہوں سے میری طرف دیکھا ان نگاہوں کا مفہوم اومیلی سے چھپا نہ رہ سکا۔ اور وہ ایڈی سے مخاطب ہوا۔ "اب اپریل تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا نوزس۔ اب میں تمہیں بچا سکتا ہوں یا غرق کر سکتا ہوں۔ یہ بات ذہن میں رکھ لو۔"

"کیپٹن!" ایڈی بولا۔ "میں نے تو کچھ نہیں کیا۔"

ہمسایوں کے لئے یہ نوک جھونک آج کی چہ میگوئیوں کا مواد تھی۔ اوملی نے جواب دیا: "ہاں تم نے کچھ نہیں کیا۔ مگر جو کچھ تم سوچ رہے ہو وہ مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ اس لئے ایپریل سے نظر بازی کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد وہ اپنے ایک کارکن سے مخاطب ہوا۔

"سارجنٹ کانسے۔ فالتو لوگوں کو یہاں سے نکال دو۔ اور تم ابھی یہیں رہ کر خیال رکھو گے کہ کوئی شخص گیراج کے قریب نہ پھٹکے نہ ہی گھر میں کسی کو گھسنے دے۔ آؤ اب چلیں۔"

مجمع چھٹنے کو تھا۔ کہ دو کاریں یکے بعد دیگرے وہاں آن رکیں۔ انہیں دیکھ کر منتشر ہونے والے لوگ وہیں رک گئے۔

پہلی کار سارجنٹ رکی میڈیرا کی تھی اور دوسری جے جے کالوز کی۔ وہ ایڈی نورس کا وکیل تھا۔ وکیل کالوز نے اوملی کے قریب آ کر پوچھا "کیا صورتحال ہے معاملے کی؟"

"قتل کا کیس ہے۔ مقصد قتل واضح ہے۔ اور لاش بھی ملزم کی کار میں موجود ہے" اوملی نے رکھائی سے جواب دیا۔

"تمہیں اعتراض نہ ہو تو میں بھی تمہارے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلوں" وکیل نے پوچھا۔

اوملی نے محض کندھے جھٹک دیئے اور کالوز نے اس حرکت کو اجازت جان کر ایڈی نورس کی طرف قدم بڑھائے۔ اوملی خاموشی سے اس کی طرف دیکھا کیا۔ طنزیہ مسکراہٹ اس کے لبوں پر کھیل رہی تھی۔ جونہی وکیل ایڈی کے قریب پہنچا۔ اوملی نے کسی فوجی کمانڈر کی طرح حکم دیا۔ "باتوں کا وقت نہیں ہے۔ چلو سب ہیڈ کوارٹر۔"

اس کا یہ نادرشاہی حکم سن کر ایڈی نے غصے سے اس کی طرف دیکھا۔ مجمع تیزی سے منتشر ہونے لگا۔ اور یہ اس بات کی نشانی تھی۔ کہ گیراج کے مقابل ہونے والا شو ختم ہو چکا ہے۔

۴

ایک جنازہ بردار گاڑی، دو پولیس کاریں، تین کیڈلک کاریں۔ اب یہ قافلہ ہیڈ کوارٹر کی سمت رواں تھا۔ دم آخر او میلی نے گیراج میں سے وہ کار بھی مزید چیکنگ کے لئے ساتھ لے لی تھی جس میں لاش پائی گئی تھی۔

میں رکی میڈیرا کی کار میں تھا۔ اور اسے ساری تفصیلات سے آگاہ کر چکا تھا۔ اس نے بتایا کہ سونے سے پہلے اس نے ہیڈ کوارٹر فون کیا اور قتل کی خبر پا کر خود تفتیش میں شامل ہونے چلا آیا

قافلہ ہیڈ کوارٹر جا پہنچا۔ جنازہ بردار گاڑی مردہ خانے کی طرف چلی گئی۔ اور باقی سب لوگ کاروں سے اتر کر پولیس کی عمارت کی طرف چل دیئے۔ اچانک نکی نے رک کر اپنے سپاہی سے کہا کہ وہ اپنی کار ٹھیک جگہ پارک کرنے جا رہا ہے۔ سپاہی نے اس درخواست کو بے ضرر جان کر اسے اجازت دے دی۔ نکی کے محافظ سپاہی نے یہ نہ سوچا کہ اگرچہ وہ اپنی کار کی بتیاں بجھا آئی ہے مگر کار کا انجن اب بھی چل رہا تھا۔ اور بڑی مدھم گھرگھراہٹ سنائی دے رہی تھی۔ بیٹھنے کے بعد نکی کار کو ڈرائیو کرتے ہوئے ہم لوگوں کے عین قریب آ گئی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایڈی اپنے محافظ سپاہی کو دھکا دے کر آگے بڑھا۔ نکی نے دروازہ کھول دیا تھا۔ ایڈی چھلانگ لگا کر اندر جا بیٹھا اور نکی نے کار کو ہوا کر دیا۔

بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ کیڈلک کار آہستہ آہستہ رفتار پکڑتی ہے مگر یہ خیال حقیقت پر مبنی نہیں۔ اسے ڈرائیو رکھنے والے کی رگوں میں جوان لہو دوڑ رہا ہو تو یہ کسی جیٹ ہوائی جہاز کی طرح رفتار پکڑ لیتی ہے۔

اس حادثے کی صحیح نوعیت اس وقت ہم لوگوں کی سمجھ میں آئی جب کار ایک بلاک دور جا چکی تھی۔ اور جب تک کوئی عملی اقدام کیا جاتا۔ کیڈلک کار تین بلاک پرے جا چکی تھی۔ فرار کو روکنے کے لئے تعاقب شروع ہوا تو نیلی کار نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔

اگلے چند لمحات میں کبھی فراموش نہ کر سکوں گا۔

جھلایا ہوا اومیلی پاگلوں کی طرح حکم پر حکم دیئے چلا جا رہا تھا۔ میں اپنی جگہ گم سم کھڑا تھا۔ ایک سپاہی دیوانہ وار دوڑتے ہوئے پولیس کار میں جا بیٹھا۔ جونہی اس نے کار کو موڑا اس کا ساتھی چلتی ہوئی کار میں کودا۔ تیز رگڑ کھانے والے ٹائروں کی آوازوں کے ساتھ ساتھ سائرن بھی چیخنے لگے اور سرخ روشنیاں جگنوؤں کی طرح جلنے بجھنے لگیں۔ دو تین سپاہیوں نے ریوالور نکال لئے تھے۔ مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی۔ مایوس ہو کر انہوں نے ریوالور دوبارہ ہولسٹر میں اڑس لئے اور بھاگتے ہوئے پولیس ہیڈ کوارٹر کی عمارت میں جا گھسے۔

اومیلی نے پستہ قد وکیل کا نور کو کالر سے پکڑ لیا اور چیختے ہوئے بولا۔" اس فرار کے ذمہ دار تم ہو۔ تم نہیں چاہتے تھے کہ اس لڑکی کو ہتھکڑیاں ڈالی جائیں۔ چلو اندر عیار وکیل"

اس نے وکیل کو عمارت کی طرف اس زور سے دھکا دیا۔ کہ وہ لڑکھڑا گیا۔ وکیل کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ جانے وہ کیا کہنا چاہتا تھا۔ مگر اس کے گلے سے کوئی آواز نہ ابھر رہی تھی

اسے چھوڑ کر اومیلی بنچے جہاز کر میڈیر یا کے پیچھے پڑا۔" تم سر سے پاؤں تک ... وہ گدھا سپاہی کہاں ہے جس نے اس کتیا کو کار میں بیٹھنے کی اجازت دی۔"

اس کے بعد میری باری آئی۔" شکریہ ایپریل۔ اپنے موکل کو بچانے کا بڑا خوبصورت طریقہ سوچا تم نے۔ بس بس صفائی کی ضرورت نہیں۔ ورنہ مکا مار کر بتیسی باہر نکال دوں گا" یہ ایسا موقع نہیں تھا کہ میں اسے کوئی جواب دیتا۔ مجھے اس کی حالت پر ترس آرہا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ قتل کا حادثہ بے حد افسوسناک تھا۔ مگر یہ فرار تو بڑا ہی روح فرسا تھا۔ اپنے افسروں کے سامنے اومیلی کو جواب دہ ہونا تھا۔

عمارت کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے خنک رات کے باوجود وکیل کا نور بار بار اپنے چہرے سے پسینہ پونچھ رہا تھا۔

چوتھی منزل پر ہم اومیلی کے دفتر میں داخل ہوئے ہی تھے کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی اومیلی نے لپک کر چونگا اٹھایا اور بولا: "ہاں" ایک دو لمحوں تک سننے کے بعد وہ بولا "ہاں ہاں۔ میں چاہتا ہوں کہ انہیں فوراً پکڑ لیا جائے اور اگر گولی مارنی پڑے تو بھی دریغ نہ کیا جائے۔ ہاں ایڈی کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑی ہوئی ہیں۔ اس کی نشان دہی مشکل نہ ہوگی۔ ہاں کیڈلک کار ہے۔ اتنی رات گئے زیادہ کیڈلک کاریں سڑکوں پر نہ ہوں گی۔"

چونگا لٹکا کر وہ وکیل سے مخاطب ہوا۔" ان کی گرفتاری تک تمہیں یہیں رکنا ہوگا۔ کوئی اعتراض ہے تمہیں؟"

"نہیں" وکیل نے جواب دیا۔" میں۔ مجھے ان کے فرار پر افسوس ہے

چند لمحوں تک فرش کو گھورنے کے بعد اومیلی نے دوبارہ وکیل سے کہا۔" میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے۔ تم جاسکتے ہو۔"

وکیل نے بے یقینی سے آنکھیں جھپکا کر اس کی طرف دیکھا اور پھر رکتے رکتے بولا۔" ان کے فرار پر میں بے حد ناخوش ہوں۔ اور اگر ان کا کوئی پتہ چلا تو میں ضرور اطلاع دوں گا۔"

"شکریہ" اومیلی نے کہا۔ "اب چلے جاؤ۔ کہیں میں ارادہ نہ بدل لوں۔
یہ سنتے ہی وکیل وہاں سے بھاگا۔ جیسے گدھے کے سر سے سینگ
کمرے میں اومیلی کے پاس اب میں اور رکی میڈیرا رہ گئے تھے۔
اپنی صفائی پیش کرنے کی نیت سے میں نے کہا۔" ان کا فرار بڑا غیر متوقع تھا۔ مجھے
افسوس ہے کیپٹن۔ انہیں روکنے کے لئے میں کچھ نہ کر سکا۔"
اس نے سر ہلا کر کہا۔" میں جانتا ہوں۔ میں بھی حیران رہ گیا تھا۔ مگر اب کیا ہونا چاہیئے
"میں جا کر انہیں تلاش کرتا ہوں۔"
"ہونہہ! جا کر تلاش کر لو۔"
"اسے مذاق نہ سمجھو۔ میں انہیں ڈھونڈ سکتا ہوں کیپٹن۔"
وہ پھر طنزیہ طور پر مسکرا دیا۔ اور پھر اچانک بولا۔" ڈیوڈ میتھو کا نام تم دونوں
میں سے کسی کے لئے اہمیت رکھتا ہے۔"
اس نام پر غور کر لے کے بعد ہم دونوں نے اپنے سروں کو منفی انداز میں حرکت دی۔
اومیلی پھر بے معنی طور پر مسکرا دیا۔ اور بولا۔" اس کے متعلق میں بھی زیادہ نہیں جانتا
البتہ یہ ضرور جانتا ہوں۔ کہ وہ ایک لڑکی جینی سے منسوب تھا۔ اور یہ جینی کوئی عام لڑکی
نہیں کیسل مین کی بیٹی ہے۔ کیا اور کچھ بتانے کی ضرورت ہے!"
یہ سن کر میں میز کے کنارے پر ٹک گیا۔ اور میڈیرا نے اپنے لئے ایک کرسی گھسیٹ لی
اومیلی میز کے پیچھے ٹھوڑی کو ہاتھوں کے پیالے میں لئے بیٹھا تھا۔ اب وہ گویا اپنے
آپ سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا۔
"کیسل مین کا خاندان اس شہر کا قدیم، امیر اور نفیس ترین خاندان ہے بوڑھے کیسل مین

کہ میں اور چیف بخوبی جانتے ہیں اور ہم ہی کیا۔ کنساس سٹی کا بچہ بچہ اُسے جانتا ہے۔ ریاست اور اس شہر کے لئے جو کچھ اس خاندان نے ایثار کیا ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے تم گمان کر سکتے ہو کہ یہ خبر بم کے گولے سے کم نہ ہو گی۔ کہ حبشی کا منگیتر ڈیوڈ میتھیو قتل کر دیا گیا ہے اس کا گلا گھونٹ کر اُسے ایک کار کی پچھلی سیٹ پر پھینک دیا گیا ہے جیسے کوئی دھلائی کا کپڑا۔ اخبارات اس خبر کو شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کریں گے۔"

لیکن تمہیں یہ کب معلوم ہوا کہ یہ لاش ڈیوڈ میتھیو کی ہے۔" میں نے گھٹے گھٹے لہجے میں پوچھا۔

"لاش کو دیکھتے ہی مجھے خیال ہوا تھا۔ کہ یہ چہرہ میرا دیکھا بھالا ہے مگر کہاں! یہ یاد نہیں آ رہا تھا۔ اور عین اس وقت یاد آیا۔ جب وہ دونوں فرار ہو گئے۔ لعنت ہو میرے کند حافظے پر۔"

فون کی گھنٹی بجی۔ اس مرتبہ اومیلی نے سکون سے جواب دیا۔" ہاں۔ میں اومیلی بول رہا ہوں۔" پھر چونگا میری طرف بڑھاتے ہوئے وہ بولا۔" اپریل۔ فون تمہارے لئے ہے۔"

"میرے لئے؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"ہاں تمہاری ایجنسی کی وساطت یہ تمہارے لئے ہے اور جب بات کر چکو تو میں تمہیں بتا دوں گا۔ کہ اس کے متعلق پولیس کا کیا خیال ہے؟"

میں نے ریسیور پکڑ کر جواب دیا۔" ہاں میں اپریل بول رہا ہوں۔"

"مسٹر اپریل۔ ایک جنٹلمین تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔"

اس کے ساتھ فون ملا دو۔"

جب کنکشن ملایا جا رہا تھا۔ تو میں نے اومیلی پر نگاہ ڈالی۔ وہ بڑے اطمینان سے سگار

کے کش لگا رہا تھا۔ میڈ یرا کھڑکی کے پاس باہر کا اندھیرا دیکھ رہا تھا۔

فون کا سلسلہ ملتے ہی میں نے کہا۔ "ہیلو۔ میں اپریل بول رہا ہوں۔ فرمایئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

"جانی خدا کے لئے اپنے آپ پر قابو رکھو۔ میں ایڈی نورس بول رہا ہوں۔"

یہ آواز سن کر میں نے بمشکل تمام اپنے آپ کو قابو میں کیا۔ البتہ چونکنے پر میری گرفت سخت ہو گئی تھی۔ میرا دوسرا ہاتھ مردہ ہو کر گھٹنوں پر دھرا رہ گیا تھا۔ اور میرا سارا بدن سن ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"سنو جانی۔ میں ایسا کرنے پر مجبور تھا۔ اور مجھے تعاون کی انتہائی اشد ضرورت ہے۔ میں ایجنسی کی وساطت تم سے رابطہ قائم رکھوں گا۔ اس وقت میں ایک محفوظ پناہ گاہ میں ہوں ہتھکڑیاں اتارنے کا بندوبست ہو چکا ہے۔ اور آئندہ مجھے جالس باقی کے نام سے پکارنا۔ کیا تم سن رہے ہو جانی۔"

میڈ یرا میرے قریب آ چکا تھا۔ اس کے چہرے پر نگاہ ڈالتے ہی میں سمجھ گیا کہ وہ صورت حال سے آگاہ ہو چکا ہے۔ البتہ اویلی بڑے مزے سے سگار نوشی میں مصروف تھا۔

"جانی۔ کیا تم فون پر ہو؟"

"جی ہاں جناب۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ اس وقت میں آپ کا کیس نہیں لے سکتا۔ میں بے حد مصروف ہوں۔"

"سنو جانی۔ تمہیں میری مدد کرنی ہوگی۔ خدا کے لئے انکار نہ کرو۔"

"میں سن رہا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"تم کیا کرتے ہو تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ یاد کرو میں نے کبھی تمہاری

مدد کی تھی ۔ میں قسمیہ کہتا ہوں کہ میں نے یہ قتل نہیں کیا۔"

"ہاں ہاں جناب مجھے یاد ہے بہت بہتر۔ جب آپ کو تفصیلات مل جائیں تو میں دیکھوں گا۔ کہ میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں۔"

"شکریہ ۔ جانی شکریہ ۔" اور اس کے ساتھ ہی فون خاموش ہو گیا۔

اڈیلی کا انہماک ٹوٹا" ہاں۔ تو!"

میں اور میڈیرا اس کا منہ تکنے لگے۔

اڈیلی نے غور سے میری طرف دیکھا۔" یہ" ہاں تو "کے دو لفظ تمہارے لئے تھے جانی"

میں نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔" میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا"

وہ اپنا سگار گھما کر دوسرے جبڑے کی طرف لے گیا۔" تمہارا کیا خیال ہے اپریل۔ میں کب سے پولیس میں ہوں؟"

"میرا خیال ہے کافی مدت ہو گئی ہے۔"

"سترہ ۔ سترہ طویل سال ہو گئے ہیں۔ مجھے اس محکمے میں کوئی بات سمجھ میں آئی؟"

اس نے سگار ایش ٹرے میں رکھ دیا۔" اب کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں۔ میں نے یونہی تمہیں فون پہ بات کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ ایڈی نورس اور اس لڑکی کے سوا کسی کو یہ معلوم نہیں کہ اس وقت تم میرے کمرے میں بیٹھے ہو۔ بتاؤ وہ کیا چاہتا ہے اور اس وقت کہاں ہے؟ بولو۔"

اس جہاندیدہ کیپٹن کو غچہ دینا مشکل تھا۔ چنانچہ میں نے ساری بات بتا دی۔ البتہ ایڈی کا فرضی نام نہیں بتایا۔

"ہوں ۔ ہوں۔" فون پہ گفتگو کا حال سننے کے بعد اڈیلی نے کہا۔" تو یقینی ہے کہ وہ

جلد ہی تم سے دوبارہ رابطہ قائم کرے گا۔ میلڈیرا! میں چاہتا ہوں تم اپریل کے ساتھ رہو اور جونہی وہ یا لمڈکی اپریل سے رابطہ قائم کرے، ان کا اتہ پتہ لینے کی کوشش کرو۔ اور یہ سن لو کہ میں انہیں زندہ یا مردہ جلد ہی حراست میں دیکھنا چاہتا ہوں۔"

ہم دروازے کے قریب تھے کہ اس کی آواز سنائی دی۔ "صبح ہونے میں چند گھنٹے ہیں اور ان چند گھنٹوں میں ان کی گرفتاری عمل میں آجانی چاہیئے۔"

رکی کی کار میں بیٹھتے ہوئے میں نے کہا۔" دفتر میں اتنی صبح اس کا فون ملنے کا احتمال نہیں۔ اس لئے میرا گھر زیادہ بہتر رہے گا۔"

" ہاں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری نگرانی پر مامور ہوں۔ مگر تم جانتے ہی ہو کہ ایڈی کے فرار کی وجہ سے ہم کس الجھن میں پھنس گئے ہیں۔"

" مجھے اوسلی سے یا تم سے کوئی شکایت نہیں۔ البتہ اس نے مجھے خوب ہی نکے ہاتھوں پکڑا۔ کس مزے سے سگار کا دھواں اڑا رہا تھا۔

رکی کھلکھلا کر ہنس دیا۔" اس وقت اس کا دماغ پوری سپیڈ سے کام کر رہا تھا۔"

رات کی تاریکی میں شہر ابھی تک گہری نیند سو رہا تھا۔ سڑکوں پر آمد و رفت نہ ہونے کے برابر تھی۔

رکی کے ساتھ مشورے کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ کار کو میرے گھر سے کافی دور پارک کیا جائے اور میں تنہا اپنے گھر جاؤں۔ پانچ دس منٹ بعد رکی بھی آجائے۔ اس طرح اگر ایڈی میری دیکھ بھال کر رہا ہوگا۔ تو اسے رکی کا ہرگز پتہ نہ چلے گا۔

عمارت کی لابی حسب سابق خالی تھی۔ استقبالیہ کلرک مجھے دیکھتے ہی مسکرا دیا۔ میں اس کے پاس رکا اور بولا۔" ہیو! تھوڑی دیر میں میرا ایک دوست آنے والا ہے آج

رات وہ میرے پاس رہے گا۔ میں نے سوچا تمہیں بتا دوں۔"

اس کی آنکھوں میں شرارت ناچ اٹھی۔ اور مسکراہٹ پر قابو پانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "میں سمجھ گیا۔ مسٹر اپریل۔"

میں تن کر بولا۔ "میرا وہ دوست کوئی لڑکی نہیں۔ بلکہ ایک آدمی ہے اور وہ اکیلا آ رہا ہے۔ کسی لڑکی کو ساتھ نہیں لا رہا۔"

اس کی خبیث مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ "ہاں ہاں میں سمجھ گیا مسٹر اپریل"

"کسی نے مجھے پوچھا تو نہیں یا فون تو نہیں کیا؟"

"نہیں۔"

"شکریہ۔ شب بخیر!"

وہ پھر مسکرا دیا۔ "صبح بخیر! اب پانچ بجنے والے ہیں۔"

میں خفت چھپانے کے لئے ہنس دیا۔ "ہیو۔ تم ایک زندہ دل انسان ہو۔ اچھا صبح بخیر ہی سہی۔" ایلیویٹر میں بیٹھ کر میں اپنی منزل پر پہنچا۔ کمرے کا تالا کھول کر اندر داخل ہوا اور بتی جلانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

اچانک ایک آواز سن کر میرا ہاتھ اندھیرے میں معلق ہو کر رہ گیا۔ "جانی۔ اتنی دیر وہاں کیا کرتے رہے؟"

یہ وہی آواز تھی۔ جس نے ہیڈ کوارٹر میں فون پر مجھ سے باتیں کی تھیں۔ یعنی ہفرو ایڈلی نورس کی آواز

میرا ہاتھ بتی جلائے بغیر لٹک گیا۔

۵

حیرت کے ابتدائی صدمے سے بحال ہو کر میں نے بتیاں جلائیں۔ ایڈی بذات خود کوچ پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے آہستگی سے دروازہ بھیڑا اور اس کے قریب پہنچا۔ اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں نہ دکھائی دے رہی تھیں۔ اس تیزی کے ساتھ ہتھکڑیوں سے نجات پانے پر مجھے حیرت تھی۔ اور اس بات پر بھی کہ اس وقت نکی کہاں ہے۔

الماری میں سے سکاچ کی بوتل لے کر میں باورچی خانے میں گیا اور برف کے کچھ ٹکڑے اٹھا لایا۔ گلاس میں ڈبل شاٹ انڈیل کر میں کوچ پر اس کے قریب جا بیٹھا اور ایک چسکی لگانے کے بعد کہا۔ "سب سے پہلے فرار اور ہتھکڑیوں سے نجات پر مبارک قبول کرو۔ اور اس کے بعد یہ خبر سنانے دو کہ پولیس تمہیں اور نکی کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کی انتہائی جد وجہد کر رہی ہے اور مجھے بھی یہی حکم ملا ہے کہ اگر ممکن ہو تو تمہیں زندہ گرفتار کر لوں۔"

وہ کوچ سے اچھل کھڑا ہوا۔ "میرے دوست ہو کر تم مجھے گرفتار کرو گے؟"

میں نے شراب کا ایک اور گھونٹ لے کر کہا۔ "ہاں بشرطیکہ تم کوئی بہتر تجویز نہ پیش کر سکے تو!۔۔ بہر سبیل تذکرہ یہ بتاؤ کہ اتنی جلد ہتھکڑیاں کیسے اتار لیں اور میرے کمرے میں کیسے پہنچ گئے؟"

"ان باتوں پر زیادہ زور نہ دو۔ میں چند اہم خبریں لایا ہوں۔"

"وہ کیا؟"

"میں یہی اطلاعات فراہم کرنے کے لئے فرار ہوا تھا۔ ڈیوڈ مقتول صرف میرا مقروض نہیں تھا۔ اس نے کاربون سے چھ ہزار، بنک سے بارہ ہزار اور سٹین سے اٹھارہ ہزار قرض لئے تھے۔"

"کیا واقعی وہ ان سب لوگوں کا اتنا ہی مقروض تھا؟"

"ہاں۔ یہ حقیقت ہے۔"

"مگر اس طرح تو یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ تم چاروں نے مل کر اسے قتل کرنے کی ٹھانی اور قتل کرنے کے لئے قرعہ فال تمہارے نام نکلا۔"

"مگر یہ سراسر جھوٹ ہے" اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

"اومیلی اسے سراسر سچ مانے گا۔ اب بھی وقت ہے کہ تم اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دو"

یہ سنتے ہی اس کے چہرے کے تاثرات میں عظیم تبدیلی رونما ہوئی۔ اس کا نرم چہرہ سخت ہو گیا۔ آنکھیں بھینچ گئیں اور منہ کا دہانہ تنگ ہو گیا وہ کسی بدمعاش کی طرح پھنکارتے ہوئے بولا "میں حوالات جانے کے لئے تیار نہیں اور تم اگر یہ کوشش کرو گے۔ تو نقصان اٹھاؤ گے۔ میں اب جا رہا ہوں الچی کیتے۔"

مجھے یقین تھا۔ کہ اس کے پاس ریوالور ہے اور میں تنہا تھا۔ چنانچہ میں بےحس وحرکت بیٹھا رہا۔ مزید برآں میں نے دیکھ لیا تھا۔ کہ اس کے پیچھے میڈیرا ہاتھ میں ریوالور لئے آہستہ آہستہ دروازہ کھول رہا ہے۔ جونہی ایڈی جانے کے لئے مڑا، میڈیرا کے ریوالور نے اس کے قدم روک دیئے۔ میڈیرا نے کہا " اس مرتبہ بھاگنے کی کوشش بیکار ہو گی۔ جانی پولیس کو فون کرو۔"

یہ سن کر میں اٹھ کھڑا ہوا۔ اچانک مجھے میڈیرا کی پشت پر نکی دکھائی دی۔ اس نے اپنا ریوالور میڈیرا کی کمر سے جوڑ دیا تھا۔ وہ غرا کر بولی: "اپریل۔ حرکت مت کرنا۔۔۔ اپنا ریوالور پھینک دو سرجنٹ۔۔۔ جلدی۔ ورنہ گولی دل میں اتار دونگی۔" یہ کہہ کر اس نے ریوالور کی نال اس سختی سے رکی کی پسلیوں میں چبھوئی کہ اسے اپنا ریوالور پھینکتے ہی بنی۔ ایڈی نے آگے بڑھ کر ریوالور اٹھا لیا۔

میں نے ایک دفعہ اور حجت کی: "ایڈی۔ تم اپنے لئے مزید مشکلات پیدا کرنے چلے جا رہے ہو۔ یہ ارادہ ترک کر دو۔"

"میں بہتر سمجھتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے جانی۔ اپنا منہ موڑ کر کھڑے ہو جاؤ۔"

میں مڑنے کو تھا۔ کہ مجھے چوٹ پڑنے کی آواز سنائی دی۔ نکی نے ریوالور کا دستہ پوری قوت سے میڈیرا کے سر پر دے مارا تھا۔ اس آواز سے ایک لمحے کے لئے ایڈی کی توجہ بھی ہٹ گئی اور میں اچھل کر آگے بڑھا اور زور سے ایڈی کے ہاتھ پر گھونسا جڑ دیا۔ اس کا ریوالور ہاتھوں سے نکل کر دیوار سے جا ٹکرایا۔ میں گرنے سے سنبھلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کہ ایڈی کا مکہ میرے پیٹ کی طرف بڑھا۔ اس مکے کو بچنے دینے کی کوشش بیکار جان کر میں نے اپنے پیٹ کی رگوں کو تان کر اس کا استقبال کرنے کی ٹھان لی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مکے کی شدت اتنی کارگر نہ رہی۔

میں نے ایک طرف ہٹ کر دایاں ہاتھ اس کے جبڑے پر دیا۔ اس نے کسی قدر سنبھل کر بایاں مکہ میری طرف بڑھایا اچانک نکی کا ریوالور زناٹے دار آواز کے ساتھ میرے سر سے آ ٹکرایا۔ چوٹ کی شدت سے میرے سر میں چنگاریاں سی چھوٹیں اور میں فرش پر گر گیا اس کے بعد ایک اور چوٹ میرے سر پر پڑی۔ میرے منہ میں تیزابیت سی پیدا ہو گئی اور میں ہوش و

حواس سے بیگانہ ہو گیا۔

کچھ دیر بعد اپنے گلے پر کسی ٹھنڈی چیز کا لمس محسوس کر کے میں ہوش میں آیا۔ میں نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تو درد کی ایک تیز ٹیس سر سے اٹھی اور پورے وجود میں اتر گئی۔ میں نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔ اس مرتبہ برف کی ڈلی کا لمس مجھے اپنی کن پٹی پر محسوس ہوا۔ اور میں نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں۔ درد اب بھی ہو رہا تھا۔ مگر اتنا شدید نہ تھا۔

"کیسی حالت ہے جانی؟" میڈیرا کہہ رہا تھا۔

"اچھا ہوں۔ میرا خیال ہے اس تتلی کو اپنا باڈی گارڈ رکھ لوں۔" میرا اشارہ لکی کی طرف تھا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ اٹھنے کی کوشش کرو۔"

میڈیرا نے برف کی ڈلی ایک طرف رکھ دی اور سہارا دے کر مجھے اٹھنے میں مدد دی میڈیرا نے کہا۔ "اس کی دوسری ضرب نے تمہاری کھوپڑی زخمی کر دی تھی۔ میں نے پٹی باندھ دی ہے۔"

میں نے چھو کر دیکھا۔ ایک چھوٹی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ میڈیرا کا شکریہ ادا کر کے میں نے سکاچ کا گلاس اٹھا کر دو تین گھونٹ بھرے اور آنکھوں کے سامنے سے رہی سہی دھند بھی چھٹ گئی۔ تھوڑی دیر بعد میں نے کہا۔ "اب کیا کرنا چاہیئے۔"

"فون کے ذریعے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دے دو۔"

"اور انہیں کہوں کہ ایک گڑیا نے مار مار کر ہمارا بھرتہ نکال دیا ہے۔ نہیں وہ سب ہمارا مذاق اڑائیں گے۔ تمہیں پتہ ہے کارلون کہاں رہتا ہے؟ یا پیٹ والٹر زیا لی

سیٹن ۔ یہ سب یہی ہیں ۔"

" سوائے کارلون کے اور سب کے پتے جانتا ہوں ۔ کارلون عموماً گھومتا پھرتا رہتا

" میرا خیال ہے فی الحال ہمیں ان دونوں سے مل لینا چاہیئے ۔"

ٹھیک ہے ۔ میں سوچ رہا ہوں کہ ایڈی تمہارے کمرے میں کیسے داخل ہوا ؟"

" یہ کونسی مشکل بات ہے کوئی ماسٹر کی استعمال کی ہوگی ۔"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی ۔ میں نے چونکا اٹھا کر کہا: ہیلو ۔"

" اپریل بول رہا ہے ؟" کسی نے پوچھا ۔

آواز جانی سی لگتی تھی ۔ مگر میں نہ پہچان سکا ۔" کون بول رہا ہے ؟"

" میں انجیلو کارلون بات کر رہا ہوں ۔"

" اوہ تم ! تم جہنم رسید کیوں نہیں ہوئے کارلون ۔"

" کسی سے مار کھائی ہے کیا ! ۔ غور سے میری بات سنو ۔ میں نے سنا ہے پولیس

ایڈی نورس کو میتھو کے قتل کے الزام میں پکڑ لیا ہے ۔"

" کارلون ! تم رہتے کہاں ہو ؟" اس کی بات نظر انداز کر کے میں نے سوال کیا

وہ جھلا کر کہنے لگا ۔" احمق شخص ۔ میری بات سنو ۔ ایڈی نورس اپنے انجام کو

جلد ہی پالے گا ۔ میرا خیال ہے وہ اسے پھانسی دینے میں دیر نہیں کریں گے ۔ اور میں چاہتا

ہوں کہ تم اس کی کوئی مدد نہ کرو ۔ اسے اکیلا چھوڑ دو ۔"

میں ہنس کر بولا :" تم نے شاید یہ خبر ابھی نہیں سنی کہ ایڈی اور نجی پولیس کی حراست

سے بھاگ نکلے ہیں ۔ اور میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ محتاط رہو ۔ اس کے ہتھے چڑھ گئے

تو وہ تمہیں پیار نہیں کرے گا ۔"

" ہوں تو ایڈی بھاگ نکلا۔ گویا اس نے خود ہی اپنے آپ کو مجرم بنا دیا — یہ اور بھی اچھا ہے۔ بہر حال تمہیں تنبیہ کر رہا ہوں کہ اس کی کوئی مدد نہ کرنا" اتنا کہہ کر اس نے چونگا رکھ دیا۔

میں نے رکی میڈیرا کو اس کی تنبیہ سے آگاہ کیا۔ اس کی اس تنبیہ پہ میڈیرا بھی حیران تھا۔ بہر حال یہ طے تھا۔ کہ کاربون ایڈی کا جانی دشمن تھا۔

جانے سے پہلے میں نے سوچا کہ استقبالیہ کلرک کو اپنی منزل مقصود کے متعلق بتا دوں۔ پھر یہ ارادہ ترک کر دیا۔ عمارت سے باہر آکر کچھ دیر اس بات پہ بحث ہوئی۔ کہ میری کار استعمال کی جائے یا میڈیرا کی پولیس کار۔ بالآخر یہ فیصلہ ہوا۔ کہ میڈیرا کی کار بہتر رہے گی کیونکہ اس میں سائرن لگا ہوا تھا۔ اور سرخ روشنیوں کا انتظام بھی ہے۔ یہ دونوں چیزیں راستے میں پڑنے والے ٹریفک کو ہٹانے کے لئے کافی موثر ثابت ہوتی ہیں۔

ہپی والٹرز ایک بہت بڑی شاندار عمارت میں رہتا تھا۔ ظاہر تھا۔ کہ دولت کی ریل پیل کی وجہ سے ایسا ممکن تھا۔ ہم کار سے اتر کر صدر دروازے پہ پہنچے۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ ہپی تیسری منزل پہ مقیم ہے۔ ایلیویٹر کے ذریعے تیسری منزل پہ پہنچ کر ہم کمرہ نمبر ۳۰۷ کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ ظاہر تھا کہ اتنی سویرے ہپی کسی کی غیر متوقع آمد پر خوش نہیں ہوگا۔ تاہم میں نے دروازے پر گھنٹی کے بٹن کو دبایا۔

گھنٹی بجتی رہی مگر دروازہ کھولنے کوئی نہ آیا۔

چند لمحوں بعد بھی گھنٹی کے جواب میں کسی نے دروازہ نہ کھولا۔ تیسری مرتبہ کوئی جواب نہ پاکر میڈیرا نے مستفسرانہ نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔ اور میری رضامندی پاکر جیب سے ایک ماسٹر کی نکالی۔ دروازہ کھول کر اس نے ریوالور ہاتھوں میں تھام لیا اور

ہم اندر داخل ہو گئے۔

ایران کے قیمتی نرم قالین نے ہمارے قدموں کا استقبال کیا۔ ہم جلد ہی ہم بڑے ہال سے رہائشی کمرے کی طرف چلے۔ قیمتی فرنیچر سے آراستہ رہائشی کمرے میں ہم ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ اور رکی میڈیرا نے بھنچی ہوئی آواز میں کہا "وہ دیکھو۔"

ایک بڑی آرام کرسی کے عقب سے ایک ننگا پاؤں جھانک رہا تھا۔ ہم آگے بڑھے یہ پاؤں ہی والٹرز کا تھا اور وہ اس آرام کرسی کے پیچھے بے جان لاش کی صورت پڑا ہوا تھا۔ ہم جھک کر دیکھنے لگے۔

اس نے سیاہ پاجامے پر سیاہ گاؤن پہن رکھی تھی۔ عمر چالیس سال کے قریب ہوگی اور قد چھوٹا تھا۔ لمبے لمبے سیاہ بال اس کے بے جان چہرے پر کیا تاثر تھا۔ جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو کہ اسے قتل کیا جا رہا ہے۔ یا وہ مرنے والا ہے۔

"اسے چھو کر دیکھو جانی۔" رکی میڈیرا نے کہا۔

مردے کو چھوتے ہوئے مجھے بڑی وحشت ہوتی ہے تاہم یہ ضروری تھا۔ کہ میں میڈیرا کے خیال کی تصدیق یا تردید کروں۔ میں نے اس کے گالوں کو چھو کر دیکھا۔ میڈیرا کا خیال ٹھیک تھا۔ اسے مرے تھوڑی ہی دیر گذری تھی۔ کیونکہ گالوں میں ہلکی سی حرارت موجود تھی۔

رکی نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا: "تم یہیں ٹھہرو۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ قاتل موجود ہے یا بھاگ گیا ہے۔" یہ کہہ کر وہ دبے پاؤں آگے بڑھ گیا۔

میری نگاہ سیف پر مرکوز تھی۔ سیف کھلا پڑا تھا۔ یہ روشندان کے عین نیچے واقع تھا۔ شاید ہی موت سے پہلے سیف کھولے بیٹھا تھا۔ سیف میں ہرے ہرے نوٹوں کی گڈیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں اور تعداد میں اتنی تھیں کہ انہیں گننے کے لئے کسی بینک

کا شمار کنندہ پندرہ منٹ سے کم وقت کبھی نہ لیتا۔ سیف میں نوٹوں کے سوا کسی قسم کی نوٹ بک یا کاغذات نہیں تھے۔ نوٹ۔ محض نوٹ۔ نوٹوں کی نفیس بندھی ہوئی گڈیاں۔

ایک ہلکی سی آواز مجھے اپنی عجیب دنیا میں واپس لے آئی۔ جانے یہ آواز کہاں سے آئی تھی۔ رکی میڈیرا کو گئے ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی۔ چنانچہ میں کوئی ہتھیار لئے بغیر ہی رکی کی تلاش میں چل نکلا۔ ایک کمرہ، دوسرا کمرہ، ایک غسل خانہ کے بعد دوسرا غسل خانہ سب چھان مارا مگر رکی کہیں نہ ملا۔

"رکی؟" میں نے زور سے آواز دی۔

"رکی۔ تم کہاں ہو؟" میں نے دوبارہ بلند آواز سے پکارا۔ اب میرا رخ باورچی خانے کی طرف تھا۔ یہی ایک جگہ دیکھنے سے رہ گئی تھی۔

رکی فرش سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ گلے پر تھا۔ میں نے اسے ہاتھ دے کر اٹھاتے ہوئے وحشت سے پوچھا۔ "کیا ہوا رکی۔؟"

اس نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔ "مجھے تھوڑا سا پانی دو۔"

میں نے فریج کھول کر پانی کی بوتل نکالی۔ اور کارک اتار کر اسے دے دی پانی کے چند پہلے گھونٹ حلق سے نیچے اتارتے ہوئے اسے کافی دقت ہوئی۔ اسے کرسی پر بٹھاتے ہوئے میں نے دیکھا، کہ اس کا ریوالور کرسی پر پڑا ہوا ہے میں نے ریوالور اٹھا لیا۔ اور اسے کرسی پر بٹھانے کے بعد اسے تھما دیا۔

"اوہ ہو۔ بھائی!"

"اوہ ہو کیا؟" میں نے پوچھا۔

ایک لمبا سانس لینے کے بعد وہ بولا۔ "میں سیدھا باورچی خانے کی طرف آیا تھا۔ کسی

کو ڈھونڈتے ہوئے ہم پہلے باورچی خانے میں پہنچے ہیں کیونکہ اس طرف نکلنے کے لئے دروازہ ہوتا ہے۔"

"مجھے معلوم ہے۔"

"مجھے کچھ پانی اور دو۔"

ایک دو گھونٹ پی کر بولا" بوتل میرے پاس رہتے دو، باورچی خانے میں داخل ہو کر میں بجلی کا سوچ ڈھونڈ رہا تھا۔ کہ اچانک کوئی چیز میرے گلے سے لپٹ گئی اور اسے دبانے لگی۔ میں نے گلا چھڑانے کی بہت کوشش کی مگر بیکار۔ اور پھر میرا خیال ہے میں بے ہوش ہو گیا تھا۔"

"خیال نہیں۔ یقین سے کہو۔ جاتے ہوئے وہ دروازہ بند کر گیا ہے۔ اسے ڈھونڈنے کی کوشش اب بیکار ہے۔ وہ تو گھر پہنچ کر اب خراٹے لے رہا ہوگا۔"

چند گھونٹ پانی اور پینے کے بعد ہم رہائشی کمرہ میں آئے۔ ہال میں فون موجود تھا رکی میڈیرا نے مختصر سی گفتگو کے بعد اوملی کو صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ پھر ہم بیٹھ کر چند ایک اور بیہ لاحاصل گفتگو کرتے رہے اور اوملی کا انتظار رہی۔

اوملی نے جائے واردات پر پہنچنے میں تاخیر نہیں کی۔ اس کے پیچھے اس کی وہی فوج ظفر موج تھی۔ جسے میں آج ہی ایک دو گھنٹے قبل ایڈی کے گیراج میں دیکھ چکا تھا اوملی لاش کے معائینے سے جلد ہی فارغ ہو گیا۔ اور اس کے اشارے پر باقی عملہ اپنے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ اوملی ہمارے پاس آگیا اور رکی میڈیرا نے تفصیل سے ہر بات اس کے گوش گذار کر دی۔ اس کے بعد میں نے بھی بیان دے دیئے عجیب بات ہے کہ اوملی نے میرے گھر پر ایڈی اور نکی سے ہونے والی ٹکر کے متعلق کوئی فقرہ نہیں کسا

" پنی کے قتل کا اہم ترین پہلو یہ ہے" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا " کہ پنی کا سیف نوٹوں سے بھرا پڑا ہے۔ مگر اسے چھوا تک نہیں گیا۔ نہ ہی مقتول کو لوٹا گیا تھا۔ وہ ایک گاہک تھا۔ یعنی بکیوں کی وساطت شرطیں لگایا کرتا تھا۔ اور اب ایک بکی بھی قتل کر دیا گیا ہے۔ اس سے کیا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے اپریل ؟"

" فی الحال صرف اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس معاملے میں مقتول، پنی، سٹیون، ایڈملی، کارلیون اور نکی بھی کسی نہ کسی طرح ملوث ہیں ان میں سے دو ہلاک ہو چکے ہیں اور اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو باقیوں کو حراست میں لے لیتا۔

" تمہارا مطلب ہے کارلیون کو بھی ! "

" ہاں اور یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ کارلیون کے معاملے میں تم لوگوں کے نرم رویے کا کیا مطلب ہے، ہر ایک اس بات سے کیوں خائف ہے کہ کہیں وہ خفا نہ ہو جائے۔"

" اس کی وجہ یہ ہے" ایڈملی نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔" کہ کارلیون صرف ایک بکی نہیں بلکہ ایک بہت بڑا کاروباری آدمی بھی ہے۔ اس کے علاوہ شہر کے بیشتر خیراتی اداروں کا کفیل بھی ہے "

" کیا یہ حقیقت ہے ؟" میں نے حیران ہو کر پوچھا۔

" ہاں ! کیا معلوم ہوا ہنیک ؟ "

" اس شخص کی موت ایک گھنٹے سے کم وقت میں واقع ہوئی ہے" میڈیکل آفیسر ہنیک نے جواب دیا۔" موت کی وجہ وہی ہے یعنی اسے بھی گلا گھونٹ کر مارا گیا ہے" ایک لمحہ توقف کے بعد اس نے اضافہ کیا " البتہ پہلے کی نسبت قاتل کو کم قوت صرف کرنی پڑی

گلے پر کوئی نشان نہیں یا شاید قاتل نے دستانے پہن رکھے ہوں۔"

"کسی رسی یا کپڑے کو تو نہیں استعمال کیا گیا؟" میں نے پوچھا۔

"لگتا تو یہی ہے۔ مگر یقین سے فی الحال کچھ کہنا مشکل ہے۔ ہینک نے جواب دیا۔

اڈمیلی مجھ سے مخاطب ہوا۔" جانی" اس کا یہ خطاب حیرت بخش تھا کیونکہ وہ مجھے عموماً جان یا اپریل کہہ کر ملایا کرتا تھا۔" تم اپنے طور پر تحقیقات کے لئے آزاد ہو۔ جب کچھ معلوم ہو فوراً مجھے مطلع کرنا۔ ایڈیٹر امیر ساتھ رہے گا۔ اور ہاں ایک بات کا خیال رکھنا جانی۔ کاربون جیسے لوگوں کے احساسات کو مجروح کرنے سے گریز کرنا۔"

"اچھا تو میں چلتا ہوں۔" میں نے کبیدہ خاطر ہو کر کہا اور وہاں سے چل دیا۔

۶

شہر پر سویرا اتر رہا تھا۔

یادھویں سٹرک پر چلتے ہوئے میرا ذہن گذشتہ واقعات کی کڑیاں سلجھانے کی ناکام کوشش میں مصروف تھا۔ رکی پر حملہ سب سے عجیب واقعہ تھا۔ پی کے قاتل نے اس سے ریوالور چھین کر کرسی پر ڈال دیا تھا۔۔۔ قرضخواہ اور مقروض دونوں قتل کر دیئے گئے تھے کیوں؟۔۔۔ مین سٹریٹ کی نکڑ پر میرے قدم رک گئے۔ دفتر جاؤں یا گھر؟۔۔۔ بالآخر میں نے کاظمی ہوٹل پہنچنے کا فیصلہ کیا یہ ہوٹل میرے گھر سے چند قدموں کے فاصلے پر تھا۔

کانٹی ہوٹل پہنچ کر میں نے اپنی ایجنسی کو فون کیا۔ ڈیوٹی پر موجود لڑکی نے مجھے بتایا کہ ایگل بلڈنگ کا ایک معزز شخص کسی اہم سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ اس نے شہر کے ایک بارسوخ وکیل مسٹر مینول کا حوالہ دیا تھا۔ مجھے توقع ہوئی کہ یہ ایک اچھا موکل ثابت ہوگا۔ ایجنسی کی لڑکی نے مجھے مزید بتایا کہ میرا متوقع موکل ساڑھے آٹھ بجے میرے دفتر میں ملنے آئے گا۔ میں نے لڑکی کا شکریہ ادا کیا اور چونگا لٹکا دیا۔

کانٹی ہوٹل میں ناشتہ مزیدار تھا۔ مگر اخبارات کی خبریں اتنی خوشگوار نہ تھیں۔ مینو کے قتل کی خبروں کو بڑی بڑی سرخیوں کے ساتھ اخبارات کی زینت بنایا گیا تھا۔ اور پولیس کی نا اہلی پر بھرپور تبصرے کئے گئے تھے۔ ناشتہ کے بعد میں نے حجام سے شیو کرائی اور پھر یہ سوچتا ہوا دفتر کی جانب چل دیا کہ اتنی صبح سویرے میرے دفتر پہنچنے پر میری سیکرٹری سینڈی ضرور حیران ہوگی ٹھیک آٹھ بجکر چھبیس منٹ پر میں سینڈی کی میز کے قریب سے گزر کر اپنے کمرے میں جا بیٹھا۔ وہ ابھی تک دفتر نہ آئی تھی۔

اپنی کرسی پر بیٹھ کر میں نے سگریٹ سلگایا اور پھر اٹھ کر بتیاں جلا دیں کیونکہ کھڑکیاں بند ہونے کی وجہ سے کمرے میں اندھیرا سا لگ رہا تھا۔

میرا متوقع موکل ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے وارد ہوا۔ ایک نہیں تین موکل تھے اور ان میں سے دو کے ہاتھوں میں مہلک پستول اور ہنٹر سے ہوئے تھے۔ وہ دھڑلے دار میرے کمرے میں گھس آئے تھے۔ سب سے آگے کاربون تھا اس کے ہاتھ جیبوں میں تھے۔ اور چہرے سے ظاہر تھا۔ کہ تازہ شیو بنائی ہے۔

کاربون کے ساتھی لپستہ قد تھے۔ مگر دیکھنے ہی سے بڑے کائیاں اور غنڈے لگ رہے تھے۔ وہ اس قسم کے لوگ تھے جو چند ہرے نوٹوں کے عوض کسی بھی شخص کی تکا بوٹی

کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور مزید چند نوٹوں کے عوض ان بوتلوں کو کھڑکی سے باہر اچھال پھینکتے ہیں۔

میں نے پوچھا۔ "کیا معاملہ ہے؟"

کارلون محض مسکرا دیا۔ اس کا ایک ساتھی زور سے ہنسا اور دوسرے نے شانے اچکا دیئے۔ جلو مان لیا کہ میں خوفزدہ اور مرعوب ہو گیا ہوں۔" میں نے سکون سے کہا۔ "اب اپنی آمد کا مقصد بتاؤ۔ کیا تم نے ہی آج صبح ایجنسی فون کر کے مجھ سے ملاقات کا وقت لیا تھا؟"

"ہاں۔" کارلون نے جواب دیا۔ "تم تک پہنچنے کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں تھا۔"

میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی دونوں ریوالور میری چھاتی کو تاکنے لگے میں دوبارہ بیٹھ گیا اور بولا۔ "اچھا کارلون۔ بتاؤ تو سہی معاملہ کیا ہے؟"

"میں نے تمہیں ہدایت کی تھی کہ ایڈی کے معاملے سے الگ رہو۔ بعد میں میں نے سوچا کہ شاید تمہیں اور کوئی مصروفیت نہ ہو اور تم بدستور ایڈی کے معاملات سے چپکے رہو۔ سو تمہیں مصروف رکھنے کی نیت سے ملاقات کا وقت لیا اور پھر دیکھو ٹھیک وقت پر آ گیا ہوں۔"

"کارلون تم معاملات کو اور الجھا رہے ہو۔"

"ابھی تو اور الجھیں گے۔ چلو لڑکو کام شروع کر دو۔" کارلون نے کہا اور جیب سے ہاتھ نکال لیا اس ہاتھ کے ساتھ اشارہ تین آٹھ تھی تھا۔ ریوالور ہاتھ میں پکڑے وہ بڑا شاندار انسان لگ رہا تھا۔ میرا خیال تھا۔ کہ میں ابھی اپنے انجام کو پہنچ جاؤں گا مگر میرا خیال غلط تھا۔ اس کا ٹارگٹ میرا دفتر تھا۔

اس کے ساتھیوں نے اپنے ریوالور ہالسٹروں میں اڑس لئے اور چاقو نکال کر میرے دفتر کی چیزوں کا اپریشن شروع کر دیا۔ چمڑا اندھے فرنیچر کو وحشی جانوروں کی طرح

چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ کھڑکی کے پردوں تک کو چاقوؤں سے تار تار کر دیا۔ معمولی اور ہلکی چیزوں کو ٹھوکروں سے توڑا پھوڑا۔ صرف وہ کرسی بچ رہی جس پر میں بیٹھا غصے سے بل کھا رہا تھا۔ اپنے دفتر کی چیزوں کا ستیاناس ہو رہا تھا۔ اور میں خاموش تماشائی تھا۔ کیونکہ کاربون کے ریوالور کی نال میرے سینے کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔ کمرے میں توڑ پھوڑ اور چیر پھاڑ کی آوازیں گونج رہی تھیں۔

جب وہ اس کام سے فارغ ہوئے تو کاربون کا اشارہ پا کر جیب سے بوتلیں نکال لیں۔ ان بوتلوں کو دیکھ کر غصے سے میرے تن بدن میں آگ لگ گئی یہ سور کے بچے میرے دفتر کا ہر طرح سے کباڑا کرنے آئے تھے۔ خدا ہی ۔۔ نہیں نہیں بلکہ شیطان ہی جانتا تھا کہ ان بوتلوں میں بھرا ہوا سیال مادہ کن عناصر سے بنا تھا!

ان بوتلوں میں وہ سیال مادہ تھا۔ جو چیزوں کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے اور ایسی بدبو اور عفونت پیدا کرتا ہے کہ دماغ پھٹنے لگے۔ ایک دفعہ ایک مردہ گھر میں یہ سیال مادہ چھڑکا گیا تھا۔ تو محکمہ صحت کو پورے دو ہفتے اس مردہ خانے کی صفائی ستھرائی میں لگ گئے تھے۔ اور پھر بھی سڑاند ایک عرصے تک باقی رہی تھی۔ اس سیال مادے میں تیزابیت بھی بلا کی تھی۔

کاربون کے بدبخت ساتھیوں نے بوتلوں کے کارک ہٹا کر یہ مادہ میرے دفتر کی سب چیزوں پر چھڑکنا شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں بدبو اتنی ہو جائے گی کہ دم گھٹنے لگے گا۔ میں بڑی بے بسی سے سوچ رہا تھا۔ انھوں نے کھڑکیوں دروازوں، کٹے پھٹے فرنیچر اور دیواروں پر وہ بوتلیں خالی کر دیں۔ میں بلند آواز سے انھیں کوسنے لگا۔ غصے کی شدت سے مجھے اپنی رگیں اور نسیں پھٹتی محسوس ہونے لگیں۔

اس کے لبوں سے خارج ہوئی۔ میں نے بمشکل سہارا دے کر اسے اٹھایا اور لڑکھڑاتے قدموں سے اسے واٹر کولر کے پاس لے گیا پانی کا ایک گلاس غٹا غٹ پینے کے بعد وہ اچھی طرح ہوش میں آگئی۔ اس کے بعد میں نے خود پانی پیا۔ کانٹی ہوٹل میں کیا ہوا ناشتہ اس پانی کے خلاف صدائے احتجاج کرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"یہ بدبو کیسی ہے جانی؟ میرا تو سر پھٹا جا رہا ہے۔" سینڈی نے کمزور آواز میں پوچھا۔

اسے کوئی جواب دیئے بغیر میں کھڑکیوں کی طرف بڑھا اور جلدی جلدی ساری کھڑکیاں کھول دیں۔ کھڑکیاں کھلنے سے بدبو اڑنے لگی اور ہمسائے ایک ایک کر کے میرے دروازے سے لوٹ گئے کمرے کے اندر آکر مجھ سے کچھ پوچھنے کی انہیں ہمت نہ ہوئی بدبو ہی ایسی تھی مجھے یقین تھا کہ ان میں سے کوئی ایک ضرور پولیس کو فون کر دے گا۔

"اب ٹھیک ہو؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں کچھ کچھ۔"

"یہ کارلون اور اس کے دو حواری تھے۔ میں میتھیو کے قتل کے کیس پہ رات سے کام کر رہا ہوں۔ اس کا حال تم نے اخبار میں پڑھ لیا ہوگا۔"

"ہاں۔"

"محکمہ صحت کو فون کر کے کمرے کی صفائی کا انتظام کرالینا اور اگر تفتیش کے لئے پولیس آئے تو اسے سب کچھ بلاکم وکاست بتا دینا۔ اور دیکھو میز پہ لفافے میں رقم پڑی ہے اسے سیف میں رکھ لینا۔ محکمہ صحت کے بعد فرنیچر والوں سے معاملات طے کرنا اور پھر گھر چلی جانا۔ سمجھیں!"

اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔" میرا جبڑا دکھ رہا تھا۔

میں جانتا ہوں۔ میرا سارا بدن دکھ رہا ہے۔ اپنے آپ پر قابو پاؤ۔ میں جا رہا ہوں۔"
یہ کہہ کر میں نے میز کی دراز کھولی اور پچھلے خانے میں سے میگنم اعشاریہ تین پانچ سات نکال کر اپنی پیٹی میں اڑس لیا۔ ایسا کرتے ہوئے میں کاربون کی سات پشتوں کو کوس رہا تھا۔ بدلہ لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔

"میں پولیس کو فون کر دوں؟" سینڈی نے پوچھا۔

"نہیں پولیس اس وقت بے حد مصروف ہے اور کاربون کو اس بات کا پورا یقین تھا میں اب اس سے نپٹنے کے بعد ہی دفتر کی حالت دیکھنے آؤں گا۔"

"کیا تم اب کاربون کو ڈھونڈنے جا رہے ہو؟"

"نہیں فلم دیکھنے جا رہا ہوں۔" میں نے جل کر کہا۔

"اوہ میرے خدا۔ تم غصے سے پاگل ہو رہے ہو۔ اس حالت میں تم اسے زندہ نہیں چھوڑو گے۔ اس کا معاملہ تم پولیس پر کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔ وہ خود ہی اسے ڈھونڈ لے گی۔"

"اور کوئی نصیحت خالہ جان۔؟"

"تم ایک جاسوس ہو۔ تمہیں دیوانہ پن نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس نے تمہارا دفتر تباہ کر دیا ہے اور تمہیں بھی زدوکوب کیا ہے۔ لیکن تمہیں بے قابو نہیں ہونا چاہیئے۔ اس طرح تو تم اپنی جان، اپنا لائسنس اور جانے کیا کچھ کھو بیٹھو گے!"

اس کی باتیں حقیقت پر مبنی تھیں۔ مگر میں انہیں ان سنی کئے جا رہا تھا۔ میں نے اپنے ہیٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ چھلا کر بولی۔ "اچھا تو جاؤ اسے قتل کر دو۔ اور خود پھانسی لگ جاؤ۔"

اس کے اس انداز نے میرا جوش کافی حد تک کم کر دیا۔ وہ بڑے نرم دل کی مالک تھی

اور دو سال تک میری ملازمت کے باوجود اس کا دل سخت نہ ہوا تھا۔ میں نے مسکرا کر اس کا کندھا تھپکایا اور اسے چھوڑ کر دفتر سے چل دیا۔

۷

کانٹی ہوٹل پہنچ کر اترتے ہی میں نے شکاگو فون کیا۔ وہاں یکیوں کے سنڈیکیٹ کا سیکرٹری رالف ملکا رہتا تھا۔ میں نے زمانہ جنگ میں اس کے زخمی بیٹے کو خون کا عطیہ دیا تھا۔ اور رالف ملکا نے میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا تھا "جانی۔ اس پھیلے ہوئے نیلگوں آسمان کے نیچے تمہیں جب بھی میری ضرورت ہو۔ ذرا تامل نہ کرنا۔ تمہیں ہر ممکن مدد دینے سے مجھے کوئی عار نہ ہوگا۔"

اور اب وہ وقت آ گیا۔

کچھ دیر انتظار کے بعد اوپر آواز آئی۔ "میں رالف ملکا بول رہا ہوں۔"

"رالف۔ میں جانی بول رہا ہوں۔"

"خوشا! جانی۔ کہو کیا ہے۔" اس کی آواز میں مسکراہٹ کی کرنیں رقصاں تھیں۔

"خیریت ہے۔ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔"

"تو کہو نہ بندہ خدا کیوں۔"

"مجھے انجلو کارلون کی رہائش گاہ کا پتہ درکار ہے۔"

"بس اتنا سا کام تھا۔ ایک منٹ ہولڈ کرو۔"

پھر منٹ پورا ہونے سے پہلے ہی اس کی آواز آئی۔ "وہ فی الحال فلپس ہوٹل کی بالائی منزل میں مقیم ہے، چند دن وہ وہیں رہے گا، ہم نے اسے آگاہ کر دیا ہے کہ بار بار پتے بدلنا سنڈیکیٹ کو پسند نہیں۔"

"پتے کے لئے شکریہ"

"ایک تتلی بھی اس نے رکھ چھوڑی ہے، جس کا نام لولا ہے وہ نیویارکر ہوٹل کے کمرہ نمبر ۲۲۲ میں رہتی ہے۔"

"مزید شکریہ"

"سنا ہے کنساس میں بڑی گرما گرم خبریں ہیں۔ مجرم کا کوئی پتہ چلا؟" قدرے توقف کے بعد رالف نے پوچھا۔

قتل کی خبریں جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی ہیں۔ میں نے سوچا اور جواب دیا۔ "ابھی نہیں۔"

"کچھ پتہ لگے تو مجھے آگاہ کرنا۔"

بہت بہتر۔ مگر شاید تم نتائج کو پسند نہ کرو۔"

"حالات کی رفتار بھی مجھے پسند نہیں۔ تاہم میں نے اپنے کچھ آدمی تفتیش کے لئے مامور کر دیئے ہیں، وہ جلد ہی تجھے مطلع کر دیں گے۔"

گفتگو ختم کرنے کے بعد میں نے سگریٹ سلگایا اور کچھ دیر کھڑا سوچتا رہا۔ فلپس ہوٹل میرے دفتر سے صرف ایک بلاک کے فاصلے پر تھا۔ اور نیویارکر ہوٹل صرف آدھا بلاک دور تھا۔ سنڈیکیٹ کی طرف سے اسے حکم تھا کہ وہ بار بار رہائش گاہ تبدیل

نہ کرے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنی ہائی کمانڈ کے حکم سے سرتابی کی شکل سے جرأت کرے گا۔

اپنے دفتر کی تباہ کاری پر میرے دل میں ابھی تک غم و غصے کے جذبات موجزن تھے۔ اس حالت میں میں کاربون کے پاس چلا جاتا تو یقینی تھا کہ اسے جان سے مار ڈالتا اور یہ کوئی اچھی بات نہ ہوتی۔ مجھے لازم تھا کہ جذبات کے اعتدال پر آنے تک اس سے دور رہوں اب دس بجنے کو تھے۔ میں نے ایک ٹیکسی کرائے پر لی۔ تاکہ گھر جا کر اپنی کار لے سکوں۔

اپنی مرسیڈیز میں بیٹھ کر میں کیسل مین کے گھر کی طرف چل دیا۔ وہ پلازا ڈسٹرکٹ میں مقیم تھا اس علاقے میں امیر ترین لوگ قیام پذیر ہیں۔ بڑی بڑی کھڑکیوں اور دروازوں والے گھر کو محل کہنا زیادہ موزوں ہو گا۔ قدیم طرز کی اس اقامت گاہ کی دیکھ بھال پر یقیناً کافی رقم خرچ ہوتی ہو گی۔

پارکنگ شیڈ میں دو کاریں پہلے سے کھڑی تھیں۔ ان میں سے ایک کار پولیس کے چیف جیم کی تھی۔ غالباً وہ مس کیسل مین کی بیٹی سے یا مسٹر کیسل مین سے میتھو کی موت پر تعزیت کے لئے وہاں پہنچا ہوا تھا۔

صدر دروازے پر ایک باوردی سپاہی متعین تھا۔ بڑے لوگوں کی بڑی باتیں یہی وجہ تھی کہ پولیس چیف اندر موجود تھا۔ شاید وہ میتھو کے قاتل کو جلد پکڑ لینے کے لیے چوڑے دعوے کر رہا ہو گا۔

میں صدر دروازے پر پہنچا۔ تو سپاہی سگرٹ پھینک کر تن گیا۔ گویا اسے اپنی اہمیت کا احساس ہو گیا تھا۔ وہ مجھ سے واقف نہیں تھا۔ اور نہ ہی میں اسے جانتا تھا۔ میں نے کہا۔ "صبح بخیر آفیسر، میں مس کیسل مین سے ملنا چاہتا ہوں۔"

اس نے مشتبہ نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ "تم کوئی نامہ نگار ہو؟"

"نہیں۔ از راہ کرم اُسے مطلع کر دو۔ کہ مسٹر اپریل تم سے ملنا چاہتا ہے۔"

"مسٹر اپریل ہو نہہ۔" سپاہی نے حقارت سے کہا۔ "کیا ملاقات کا وقت لے رکھا ہے؟"

"دیکھو۔ آفیسر۔ تم اس سے جا کر کہہ دو کہ مسٹر اپریل ملنا چاہتا ہے۔"

سپاہی کا سینہ کچھ اور تن گیا اور وہ درشتی سے بولا۔ "چلتے پھرتے نظر آؤ مسٹر چند ہفتوں بعد ملنے کی کوشش کرنا۔ مس کیسل میں اس وقت کسی سے نہیں ملنا چاہتی۔"

"بہت اچھا۔" میں کبیدگی سے بولا۔ اور مڑ کر چلنے لگا۔ تین چار قدم چلنے کے بعد میں اچانک رک گیا۔ اور ایڑیوں کے بل گھوم کر بولا۔ "او ہاں۔ آفیسر! جب جم باہر آئے تو اسے کہنا کہ مجھے افسوس ہے کہ میں اس سے نہیں مل سکا۔ اور اسے وجہ بھی بتا دینا کہ کیوں نہیں مل سکا۔" پھر اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر میں اپنی کار کی طرف گامزن ہو گیا۔

صورت حال کو سمجھنے میں اسے پورے پندرہ سیکنڈ لگے۔ پھر اس کے تیز قدموں کی چاپ سنائی دی۔ مگر میں نہیں رکا۔

"مسٹر اپریل ایک منٹ رکیں۔" اس کی آواز سنائی دی۔

میں رک گیا۔ اور گردن گھما کر نخوت سے اس کی طرف دیکھا۔ اس کے لبوں پر ایک بوکھلائی ہوئی مسکراہٹ چپکی ہوئی تھی۔ "کیا چیف کو آپ کا انتظار تھا۔"

میں نے محض کندھے اچکا دیئے۔

"بہت اچھا جناب میں اسے اطلاع دیتا ہوں۔"

میں تیزی سے بولا۔ "اگر وہ زیادہ مصروف ہو تو میں پہلے جینی سے مل لوں گا۔"

ضرور جناب۔ میں ابھی آیا" یہ کہہ کر وہ بھاگتا ہوا اندر چلا گیا۔ میں دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا۔ کہ خدا کرے چیف بہت زیادہ مصروف ہو۔ اگرچہ وہ مجھے جانتا تھا۔ پھر بھی اس وقت مجھے اس سے کوئی کام نہیں تھا۔

تین چار منٹ بعد وہ آکر کہنے لگا۔ " چیف تو بہت مصروف ہے مسٹر اپریل۔ البتہ ٹانگ آپ کو مس کیسل مین کے پاس پہنچا دے گا۔"

میں محض سر کو جنبش دے کر اس کے قریب سے گذرتا ہوا اندر چلا گیا۔ راہداری کے سرے پر ٹانگ میرا منتظر تھا۔ ٹانگ ایک پستہ قد اور کمزور دکھائی دینے والا چینی تھا۔ زندگی میں وہ اس کثرت سے مسکرانے کا عادی تھا۔ کہ چہرے سے اس کی عمر کا اندازہ کرنا محال تھا وہ مخصوص چینی لبادے میں ملبوس تھا۔ یہ لباس کسی قدر مضحکہ خیز دکھائی دے رہا تھا چھوٹی آنکھوں کے پس منظر میں روشن اور ذہین دماغ جھلکتا محسوس ہوتا تھا۔ مجھ پر ٹانگ کا پہلا تاثر کچھ ایسا ہی مرتب ہوا۔ اس نے ادب سے جھکتے ہوئے کہا۔ "مسٹر اپریل میرے پیچھے چلے آؤ۔"

اس کے پیچھے پیچھے میں راہداری میں چلنے لگا۔ ہلکی مدھم روشنی والی راہداری میں سے گذرتے ہوئے مجھے کچھ یوں گمان ہو رہا تھا۔ جیسے میں کسی عجائب گھر میں سے گذر رہا ہوں۔ راہداری کی دیواروں پر تھوڑی تھوڑی دور کیسل مین خاندان کے بزرگوں کی تصاویر آویزاں تھیں۔ راہداری میں ایک بند دروازے کے پاس وہ رک کر کہنے لگا۔ "مس چینی بے حد غمزدہ ہے۔ میرا خیال ہے۔ تم اس کے دکھی جذبات کو ضرور مدنظر رکھو گے۔ یہ رات اس کے لئے اور ہم سب کے لئے قیامت کی رات تھی۔

اس کے لب و لہجے میں کوئی ایسی بات تھی۔ کہ میں اسے غور سے دیکھنے پر مجبور ہو گیا

مگر اس کے چہرے سے کچھ نہ پڑھ سکا۔ اس نے آہستگی سے دروازہ کھول دیا۔
کمرے پر پہلی نظر ڈالتے ہی میں حیران رہ گیا۔ کمرے کا فرش رنگین پتھروں سے مزین
تھا یہی نہیں بلکہ فرش کے اس سرے سے اس سرے تک رنگین قوس قزح کھینچی ہوئی تھی
کمرے کے وسط میں مس کیسل مین کسی مصور کے خواب کی طرح دکھائی دے رہی تھی اس
نے پھولدار لباس اور اونچی ایڑی والے جوتے پہن رکھے تھے اس کے سرخی مائل بال شانوں پر
لہروں کی صورت پھیلے ہوئے تھے۔ وہ بڑی مضطرب اور بے چین حالت میں کچھ سوچتی ہوئی
ایک کاغذ کو مل دیئے جا رہی تھی۔

ٹانگ نے سر کو تعظیمی انداز سے خم کر کے دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ اور مس کیسل
مین دھیرے سے مڑی۔ مجھے دیکھ کر اس کے لبوں پر افسردہ مسکراہٹ تیر گئی۔ "تم
مسٹر امریل جاسوس ہو؟"

میں نے مثبت انداز میں سر کو آہستہ سے حرکت دی۔

"تمہارے متعلق اخباروں میں میں نے پڑھا ہے۔ اور تمہاری تصویریں بھی دیکھی
ہیں" یہ کہتے ہوئے وہ ہاتھ والے کاغذ کو برابر مل دیئے جا رہی تھی۔

"مس کیسل مین۔ میں پولیس کے ساتھ مل کر اس کیس پر کام کر رہا ہوں اور اسی
لئے تم سے ملنے آیا ہوں۔"

"کچھ عرصہ پہلے تمہارے متعلق میں نے پڑھا تھا۔ کہ تمہیں ایک لڑکی سے بے حد
محبت تھی۔ اس کا نام بینی تھا۔ اور اسے قتل کر دیا گیا تھا۔" اس کی آواز سے بے حد افسردگی
ٹپک رہی تھی۔

یہ سن کر میں بھی اداس ہو گیا۔ بینی کی یاد نے میرے چہرے پر زردی بکھرا دی۔

"اس کی جدائی کا اب کبھی تمہیں دکھ ہو گا مسٹر اپریل۔"

"مس کیسل مین ــــ میں۔۔۔۔"

"تمہیں احساس ہو گا کہ اس وقت میری کیا حالت ہے؟ ابو جان کا خیال ہے کہ میتھو کی موت کا صدمہ میں نے خوش اسلوبی سے برداشت کر لیا ہے۔ میں نے اب تک ایک آنسو بھی نہیں بہایا نہ ہی گریہ وزاری کی ہے لیکن میرا دل جانتا ہے کہ مجھ پر کیا بیت رہی ہے۔"

"مس کیسل مین" میں نے ایک اور کوشش کی۔ "کوئی ایسی بات تمہیں معلوم ہو جو میتھو کے قاتل تک ہماری رہنمائی کر سکے؟"

وہ محض خاموشی سے مجھے گھورتی رہی۔ میں نے کہا۔ "مجھے یقین ہے۔ تمہاری پوزیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے پولیس نے اس بے تکلفی سے تم سے نہیں پوچھا ہو گا۔ عام لوگوں سے وہ بار بار سوال کرتے ہیں۔ مگر تمہارے متعلق انہیں یہ یقین ہے کہ کوئی بات یاد آئی تو تم ازخود انہیں بتا دو گی" میں سانس لینے کے لئے رکا۔ "کوئی ایسی بات، کوئی معمولی سی تفصیل کوئی اشارہ؟"

اب وہ کاغذ کو اور تیزی سے بل دینے لگی تھی۔ اس کا باقی جسم ساکن و صامت تھا۔ وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔ "میں نے پولیس کو ہر بات تفصیل سے بتا دی ہے۔ ہر ایک بات ــــ البتہ تم کچھ پوچھنا چاہو تو پوچھ سکتے ہو۔"

"میرے ذہن میں اس وقت کوئی بات نہیں مس کیسل مین۔ یہ وقت دینے کے لئے میں شکر گذار ہوں۔ جونہی مجھے کسی بات کا پتہ چلا۔ میں تمہیں آگاہ کر دوں گا۔"

"شکریہ مسٹر اپریل۔" اس کی آواز بے حد مدھم تھی۔

اس کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے میں اپنی حیثیت سے کہیں آگے بڑھ گیا تھا۔ اور اب

واپسی ناممکن تھی، چنانچہ میں نے اندھیرے میں تیر چھوڑنے کے متعلق سوچا۔ اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کی نیت سے میں مڑا۔ اور دروازے کی سمت قدم اٹھانے لگا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر میں یوں رکا۔ جیسے اچانک کوئی بات یاد آگئی ہو۔ میں مڑا۔ حسب توقع وہ میری طرف دیکھ رہی تھی۔ میں آہستہ آہستہ اس کی طرف قدم اٹھانے لگا۔ میرا چہرہ تنا ہوا اور آنکھیں بھنچی ہوئی تھیں۔ مجھے اس حالت میں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر کاغذ کو گردش دیتے ہوئے اس کے ہاتھ رک گئے۔

چند انچوں کے فاصلے پر رک کر میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ اور جونہی وہ کچھ بولنے کو ہوئی میں نے جلدی سے کہا۔ "کیا تم نے پولیس کو اس دوسری عورت کے متعلق بتایا ہے؟"

اس کی بھوری آنکھیں پھیل گئیں اور سانس رکتا دکھائی دیا۔

میں نے دوبارہ کہا۔ "دوسری عورت کے متعلق مس کیسل مین۔ کیا تم نے چیف کو اس کے متعلق بتایا ہے!"

"میرا خیال ہے میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی مسٹر ایپریل۔"

میں چھچھورے انداز سے مسکرا دیا۔ "میرا مطلب تم اچھی طرح سمجھتی ہو۔ مس کیسل مین وہ کون تھی؟ تمہیں کب اس کے متعلق معلوم ہوا؟"

اس نے اپنا ایک ہاتھ منہ پر رکھ لیا۔ اور اس کی آنکھیں دھندلا گئیں۔ اس نے ہاتھ کو زور سے دانتوں میں داب لیا۔ میں ڈرا کہیں اس پر ہسٹیریا کا دورہ نہ پڑ جائے۔ وہ میری طرف تسلسل سے گھور رہی تھی۔ شاید دوسری عورت کے متعلق میرا خیال یکسر غلط تھا یہ سوچ کر مجھے پسینہ آنے لگا۔ یقینی بات تھی کہ اس کی شکایت پر میرا لائسنس ضبط کر لیا جاتا

"اس کی جدائی کا اب کبھی تمہیں دکھ ہو گا مسٹر اپریل۔"

"مس کیسل مین ـــ میں ....."

"تمہیں احساس ہو گا کہ اس وقت میری کیا حالت ہے؟ ابو جان کا خیال ہے کہ میتھو کی موت کا صدمہ میں نے خوش اسلوبی سے برداشت کر لیا ہے۔ میں نے اب تک ایک آنسو بھی نہیں بہایا نہ ہی گریہ وزاری کی ہے لیکن میرا دل جانتا ہے کہ مجھ پر کیا بیت رہی ہے۔"

"مس کیسل مین؟ میں نے ایک اور کوشش کی۔" کوئی ایسی بات تمہیں معلوم ہو جو میتھو کے قاتل تک ہماری رہنمائی کر سکے؟"

وہ محض خاموشی سے مجھے گھورتی رہی۔ میں نے کہا۔ "مجھے یقین ہے۔ تمہاری پوزیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے پولیس نے اس بے تکلفی سے تم سے نہیں پوچھا ہو گا۔ عام لوگوں سے وہ بار بار سوال کرتے ہیں۔ مگر تمہارے متعلق انہیں یہ یقین ہے کہ کوئی بات یاد آئی تو تم از خود انہیں بتا دو گی" میں سانس لینے کے لئے رکا۔ "کوئی ایسی بات، کوئی معمولی سی تفصیل کوئی اشارہ؟"

اب وہ کاغذ کو اور تیزی سے بل دینے لگی تھی۔ اس کا باقی جسم ساکن و صامت تھا۔ وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔ "میں نے پولیس کو ہر بات تفصیل سے بتا دی ہے۔ ہر ایک بات ـــ البتہ تم کچھ پوچھنا چاہو تو پوچھ سکتے ہو۔"

"میرے ذہن میں اس وقت کوئی بات نہیں مس کیسل مین۔ یہ وقت دینے کے لئے میں شکر گزار ہوں۔ جونہی مجھے کسی بات کا پتہ چلا۔ میں تمہیں آگاہ کر دوں گا۔"

"شکریہ مسٹر اپریل۔" اس کی آواز بے حد مدھم تھی۔

اس کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے میں اپنی حیثیت سے کہیں آگے بڑھ گیا تھا۔ اور اب

واپسی ناممکن تھی۔ چنانچہ میں نے اندھیرے میں تیر چھوڑنے کے متعلق سوچا۔ اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کی نیت سے میں مڑا۔ اور دروازے کی سمت قدم اٹھانے لگا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر میں یوں رکا۔ جیسے اچانک کوئی بات یاد آگئی ہو۔ میں مڑا۔ حسب توقع وہ میری طرف دیکھ رہی تھی۔ میں آہستہ آہستہ اس کی طرف قدم اٹھانے لگا۔ میرا چہرہ تنا ہوا اور آنکھیں بھینچی ہوئی تھیں۔ مجھے اس حالت میں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر کاغذ کو گردش دیتے ہوئے اس کے ہاتھ رک گئے۔

چند انچوں کے فاصلے پر رک کر میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ اور جونہی وہ کچھ بولنے کو ہوئی میں نے جلدی سے کہا۔ "کیا تم نے پولیس کو اس دوسری عورت کے متعلق بتایا ہے؟"

اس کی بھوری آنکھیں پھیل گئیں اور سانس رکتا دکھائی دیا۔

میں نے دوبارہ کہا۔ "دوسری عورت کے متعلق مس کیسل مین۔ کیا تم نے چیف کو اس کے متعلق بتایا ہے؟"

"میرا خیال ہے میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی مسٹر ایپریل۔"

میں چھچھورے انداز سے مسکرا دیا۔ "میرا مطلب تم اچھی طرح سمجھتی ہو۔ مس کیسل مین وہ کون تھی؟ تمہیں کب اس کے متعلق معلوم ہوا؟"

اس نے اپنا ایک ہاتھ منہ پر رکھ لیا۔ اور اس کی آنکھیں دھندلا گئیں۔ اس نے ہاتھ کو زور سے دانتوں میں داب لیا۔ میں ڈرا کہیں اس پر ہسٹیریا کا دورہ نہ پڑ جائے۔ وہ میری طرف تسلسل سے گھور رہی تھی۔ شاید دوسری عورت کے متعلق میرا خیال یکسر غلط تھا یہ سوچ کر مجھے پسینہ آنے لگا۔ یقینی بات تھی۔ کہ اس کی شکایت پر میرا لائسنس ضبط کر لیا جاتا

دفتر کو تالا لگا دیا جاتا۔ اور مجھے ریاست بدر کر دیا جاتا۔ اس پریشانی میں مجھے اور کچھ نہ سوجھا۔ میں مڑا اور دروازے کی طرف گامزن ہو گیا۔

"مسٹر اپریل!" میرے کانوں نے آواز سنی۔ میں مڑ کر پھر اس کے قریب چلا گیا وہ بولی۔ "ہاں ایک عورت تھی۔" یہ سن کر مجھے اپنا گلہ بند ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

"لیکن میں اسے نہیں جانتی۔ مجھے اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔"

"کوئی ایک بات۔" میں نے پوچھا۔ "اس کا نام، حلیہ، پتہ یا کوئی اور سراغ اور پھر میں اسے ڈھونڈ لوں گا۔"

"میں نے پولیس کو کچھ نہیں بتایا۔ اور بتانے کو کچھ تھا بھی نہیں۔ میرا وجدان کہتا ہے کہ کوئی عورت تھی ضرور۔"

"مجھے کچھ تفصیل سے بتاؤ مس کیسل مین۔ اور جو کچھ تم بتاؤ گی۔ وہ سب باتیں صیغہ راز میں رہیں گی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ پولیس کو بھی اس کی ہوا نہ لگنے دوں گا۔"

اس کی نگاہیں فرش پر مرکوز تھیں۔ میں نے مزید ترغیب دلاتے ہوئے کہا "مس کیسل مین۔ تمہاری مدد سے تمہارے منگیتر کا قاتل کیفر کردار تک پہنچ سکتا ہے۔" اسے اب بھی چپ پاکر میں نے کہا۔ "تم مجھ پر اعتماد کر سکتی ہو۔ وہ شخص قتل ہو چکا ہے جس سے تمہیں محبت تھی۔ اور جس کے ساتھ تمہاری شادی ہونے والی تھی۔ تمہاری خاموشی اس کے قاتل کو فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ مگر اسے نہیں۔"

اس نے آنکھیں میچ لیں اور میں خاموش ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ شکست خوردہ مدھم آواز میں ہولے ہولے کہنے لگی۔ "وہ..... اس نے کئی ماہ..... سے۔ وہ کئی ماہ سے میرے قریب نہیں آیا۔ اور ایک عرصہ گذر گیا ہے کہ..... اس نے میرا بوسہ نہیں لیا

اس کی محبت میں کوئی جان نہ رہی تھی .... یقینی بات ہے کہ کوئی اور عورت اسے بھا گئی تھی۔ جو اسے مجھ سے بہتر طریقے سے رجھا سکتی تھی۔"

اس کی آنکھوں کی پتلیاں کپکپائیں۔" اسے ڈھونڈو مسٹر اپریل اسے تلاش کرو۔ اس نے ملیتھو کو مجھ سے چھین لیا تھا۔ اس عورت کو ڈھونڈ نکالو اور قاتل تک پہنچ جاؤ گے"
اعتراف سے اس کا ذہنی خلفشار بڑھ گیا تھا۔ اور ہاتھ میں پکڑا ہوا کاغذ بری طرح بل کھا رہا تھا۔ غمزدہ اور اداس لہجے میں وہ کہنے لگی۔" میں اس وقت تک زندہ ہوں جب تک میٹ کے قاتل کا پتہ نہیں چلتا۔ میں انتقام لینا چاہتی ہوں۔ اپنے ملیتھو کا انتقام اور یہی وجہ ہے کہ میں نے اعتراف کر لیا ہے ایک ایسا اعتراف جو کوئی لڑکی نہیں کرتی۔"

"تم ایک بہادر اور جرات مند ہستی ہو مس کیسل ہن۔ مجھ سے جو کچھ ممکن ہوا۔ میں ضرور کروں گا۔"

اس نے آنکھیں کھول کر مسکرانے کی کوشش کی۔ ایک مجروح مسکراہٹ اس کے لبوں پر تیر رہی تھی:" ہر شخص یہی کہتا ہے۔ ٹانگ نے بھی یہی کہا ہے۔ ایک مدت کے بعد اس نے چند دنوں کی چھٹی لی۔ اور جب اس نے قتل کا حال سنا تو...." وہ از خود چپ ہو گئی۔

"وہ تمہارا بے حد احترام کرتا ہے۔ اچھا مس کیسل ہن! اب میں چلتا ہوں۔"
کاغذ کی گردش اس کے ہاتھوں میں رک گئی۔" مسٹر اپریل!"
"فرمائیے" میں نے .... اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"تم نے اپنی محبوبہ مینی کے قاتل کو ڈھونڈ لیا تھا نا!"

یہ سن کر ماضی کے چند لمحات میرے پردہ تصور پر روشن ہو گئے میرے ہاتھوں میں ایک گلے کو پکڑ رکھا تھا۔ ان ہاتھوں کی گرفت تنگ ہوتی گئی اور مینی کا قاتل تڑپ

تڑپ کر ہلاک ہو گیا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے تم نے ہیپی کے قتل کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا تھا۔ یہ بات مجھے بتائی تھی۔ اگر تم قاتل کو ڈھونڈ کر میرے حوالے کر دو تو میں ساری دنیا تمہارے قدموں میں ڈال دونگی۔ اسے ڈھونڈ لاؤ۔ میں تمہیں ہر وہ چیز بخش دونگی۔ جس کی تم تمنا کر سکتے"

"میں ہر ممکن کوشش کروں گا۔ مس کیسل مین۔" یہ کہہ کر میں مڑا اور دروازے کا رخ کیا۔ اچانک میرے پاؤں کے نیچے کوئی چیز آئی۔ میں نے رک کر دیکھا یہ وہ مڑا تڑا کاغذ تھا۔ جیسے جینی مسلتی رہی تھی۔ بے اختیار میرے منہ سے نکلا۔ "مجھے افسوس ہے۔"

وہ بے دلی سے مسکرا دی۔" یہ محض کاغذ کا پرزہ تھا۔ مسٹر اپریل۔ میرا دل نہیں تھا۔ اس کے لئے معذرت طلب ہونے کی ضرورت نہیں۔" یہ کہتے ہوئے اس کا چہرہ اداسی کی دبیز دھند میں ڈوب گیا۔ میں بوکھلا کر کچھ نہ کہہ سکا۔ اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا

۸

میں تیزی سے راہداری میں چلا آ رہا تھا۔ کہ ایک آواز نے میرے قدم روک لئے۔" مسٹر اپریل!" یہ ٹانگ تھا۔ جو راہداری کا دروازہ کھول کر مجھ سے مخاطب ہوا تھا۔"

وہ تیز قدموں سے چلتا ہوا میرے قریب آیا۔" اگر تمہیں کبھی مدد کی ضرورت ہو تو ٹانگ کی خدمات سے ضرور استفادہ کرنا۔"

"شکریہ۔ میں یاد رکھوں گا۔"

وہ مسکرا دیا اور اس کے سفید دانت چاول کے دانوں کی طرح دکھائی دیئے۔ "میں انتظار کروں گا۔ کہ تم مجھے کب یاد کرتے ہو۔ تم مس جینی کی مدد کرو گے؟" یہ سوال کس انداز سے کیا گیا تھا۔ کہ سوال نہ معلوم ہوتا تھا۔

"ہاں ٹانگ میں اس کی مدد کروں گا۔"

وہ مسکرا کر قدرے جھکا۔ "شکریہ مسٹر اپریل!" یہ کہہ کر وہ مس جینی کے کمرے کی طرف چلا گیا۔ میں صدر دروازے کی طرف چل دیا۔ پاہی اب بھی وہاں موجود تھا۔ میں نے اسے خدا حافظ کہا اور ایک سگریٹ سلگا کر اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا۔

مرسیڈیز میں بیٹھ کر میں اپنے دفتر کے قریب ایک فون بوتھ پر رکا۔ اور دفتر جانے کی بجائے وہیں سے فون کیا۔ سینڈی نے فون کا جواب دیا۔ اور بتایا کہ محکمہ صحت کے کارکن دفتر کو بدبو سے نجات دلانے کی انتہائی کوشش کر رہے ہیں تاہم ان کا خیال ہے کہ ایک ہفتے سے پہلے دفتر استعمال کے قابل نہ ہو سکے گا۔ سینڈی نے مزید بتایا کہ فرنیچر والے ابھی نہیں آئے۔ البتہ بیمہ کمپنی والے آنے والے ہیں ہیڈ کوارٹر سے ابھی کوئی نہیں آیا۔ آخر میں اس نے بتایا۔ کہ اس کا جبڑا ابھی تک دکھ رہا ہے۔

میں نے ہیڈ کوارٹر فون کر کے رکی میڈیرا سے بات کی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ایڈی اور ٹی ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکے۔ اور مقتولین کے سلسلے میں وہ کوئی نئی بات نہیں معلوم کر سکے اوسلی کافی نازک پوزیشن میں ہے آخر میں اس نے کہا۔ "اوسلی تمہیں یاد کر رہا تھا۔ کچھ آگے بڑھے تم؟"

"ہاں ایک دو نئی باتیں معلوم ہوئی ہیں اور میں اب ان کی اہمیت کی تصدیق کے لئے

جارہا ہوں۔"

"خوب۔ ہم اس پارٹی کے لوگوں سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ جس میں ایڈی اور نکی گئے تھے۔"

"خیر تو میں جارہا ہوں۔ دعا کرنا۔"

"خوشا نصیب!" اس نے دعا دی۔

اب میں نے فلپس ہوٹل فون کر کے کاربون کے کمرے کا نمبر مانگا۔ وہاں سے بتایا گیا کہ اس نام کا کوئی شخص ہوٹل میں مقیم نہیں۔ ان معلومات کے بعد نیو یارکر ہوٹل فون کرنا بے سود تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی کار دفتر کے قریب ہی ایک پارکنگ پلاٹ میں کھڑی کی اور خود پیدل نیو یارکر ہوٹل کی طرف چل دیا۔ اس خیال سے میرے خون کی گردش کچھ تیز ہوتی جارہی تھی۔ کہ تھوڑی دیر میں کاربون سے مڈھ بھیڑ ہونے والی ہے

نیو یارکر ہوٹل گیارہویں اور بارہویں سٹریٹ کے درمیان بلاک کے وسط میں واقع ہے اپنی جدید آرائش اور ایئر کنڈیشننگ کی وجہ سے اب یہ جدید ترین ہوٹلوں میں شمار ہوتا ہے۔ کرسمس کے دنوں میں نچلی منزل پر واقع بار میں شراب مفت تقسیم ہوتی ہے اس وجہ سے یہ ہوٹل خاصا مشہور ہوگیا ہے۔

ایلیویٹر پر سوار ہو کر میں دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ کمرہ نمبر ۲۲۴ کے سامنے پہنچ کر میں نے میگنم ہاتھ میں پکڑ لیا اور جلدی کے انداز میں دستک دی۔ اندر سے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اور کسی نے کھٹکا ہٹا کر دروازہ کھولنا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر میں نے پوری قوت اور تیزی سے دروازے کو دھکا دیا۔ کوئی اندر کی طرف گرا اور مجھے ایک ہلکی سی چیخ سنائی دی۔

میرا خیال تھا دروازہ کھولنے والا کاؤبوئے ہوگا۔ مگر نہیں یہ اس کی محبوبہ لولا تھی۔ دھکا لگنے سے وہ عارضی طور پر خود فراموشی کی حالت کو پہنچ گئی تھی۔ میں نے جلدی سے دروازہ بند کر لیا۔

میگنم ہاتھ میں لئے میں نے دوسرے کمرے، غسلخانہ اور الماریاں کھوج ڈالیں مگر کوئی نہ ملا۔ میں پھر اس لڑکی کی طرف آیا۔

اس نے باریک جالی دار گاؤن پہن رکھی تھی اس گاؤن میں سے اس کے جسم کے سارے نشیب و فراز بڑے واضح اور دلکش دکھائی دے رہے تھے۔ تازہ دودھ کی طرح اس کی جلد چمک رہی تھی۔ اس لمبے قد اور سیاہ بالوں والی لڑکی کے جسم کے خطوط اور خم اتنے جاذب نگاہ تھے کہ میری رگوں میں خون سنسنانے لگا۔

میں نے میگنم دوبارہ بیلٹ میں ٹانک لیا۔ پہلے خیال آیا کہ اسے کسی کپڑے سے ڈھانپ دوں مگر طبیعت نہ مانی۔ غسلخانے میں سے تھوڑا سا پانی لا کر میں نے اس کی پیشانی اور ہونٹوں پر چھڑکا۔ وہ کسمسا کر پھر ساکت ہو گئی۔ میں نے کچھ اور پانی چھڑکا۔ اس نے ایک طویل سانس لے کر آنکھیں کھول دیں۔ بڑی بڑی سیاہ آنکھوں کو چند مرتبہ جھپکنے کے بعد اس نے مجھے دیکھا۔ پھر ایک جھٹکے سے اپنے باریک گاؤن کو اپنے جسم کے گرد اچھی طرح لپیٹا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ لیکن گاؤن یوں لپیٹ کر اسے کوئی فائدہ نہ ہوا تھا۔ بلکہ اب اس کا قیامت خیز شباب اور نمایاں نظر آنے لگا تھا۔ اس کی مدور چھاتیاں گاؤن سے الجھ کر میرے جذبات کو الجھائے دے رہی تھیں۔ میرا جی بے اختیار چاہنے لگا کہ اسے سینے سے لگا لوں ـــ ممکن ہے آپ کو میری یہ خواہش احمقانہ محسوس ہو کیونکہ میں یہاں اس مقصد کے لئے ہرگز نہیں آیا تھا۔ لیکن اس کا زہد شکن شباب ایسا تھا۔ کہ

میں مستی کی لہروں میں غوطے کھانے لگا۔

کسی قدر حیرت اور غصے کے عالم میں وہ مجھے گھورتی رہی اور میں مشتاق نگاہوں سے اس کے سراپا کا جائزہ لیتا رہا اچانک اس کا منہ کھلا۔ " اپنی آنکھیں اچھی طرح سینک لو شاید پھر کبھی ایسا نہ کر سکو۔"

میں مسکرا دیا۔ " کیا مطلب ؟ "

" میرا مطلب تم اچھی طرح جانتے ہو۔"

" اوہو ! تم تو خفا معلوم ہوتی ہو لولا۔"

اس نے کندھے اچکائے۔ یہ منظر قابل دید تھا۔ کندھوں کے ساتھ اس کے جسم کے باقی حصے بھی پارے کی طرح تڑپ اٹھے۔

" تم میرا نام جانتے ہو۔"

" ہاں تم اپنے دوست کی منتظر تھیں ؟ " یہ کہہ کر مجھے کچھ خیال آیا۔ اور میں نے دروازہ اندر سے مقفل کر دیا۔

" یہ قفل اسے اندر آنے سے نہیں روک سکتا۔"

" جوتے پہن لو کہیں ٹھنڈ نہ لگ جائے۔"

اس نے ایک قدم بڑھایا اور پھر کچھ یاد آتے ہی اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

" میں تمہیں پہچان گئی ہوں اپریل۔ تمہاری تصویریں اخبار میں دیکھ چکی ہوں۔ یہاں کیا لینے آئے ہو ؟ اگر دیدار بازی کا ہی شوق تھا تو دروازے کے سوراخ میں سے بھی دیکھ سکتے تھے۔"

میں نے مسکرا کر سگرٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ " تم چاہو تو بیٹھ کر بات کر سکتی ہو۔"

"ضرور بیٹھو گی" یہ کہتے ہی اس نے فون کی طرف چھلانگ لگائی کوشش اچھی تھی مگر مجھے پہلے سے اس کی توقع تھی چنانچہ میں نے اسے فون تک نہ پہنچنے دیا۔ اور پکڑ لیا۔ اس پر وہ قابو سے باہر ہو گئی۔

یہ خوبصورت حسینہ سرو قامت تھی۔ قد پانچ فٹ سات یا آٹھ انچ ہو گا۔ بھرے بھرے جسم کی یہ قتالہ کوئی گڑیا نہیں تھی۔ چند منٹوں تک ہم دونوں زور آزمائی کرتے رہے اس کا جسم میرے جسم سے مس ہوتا رہا۔ اس نے اپنا گھٹنا موڑ کر میری ٹانگوں میں جھونکا۔ مگر اس گھٹنے کے منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے ہی میں نے اسے دونوں باہوں میں لے کر سینے سے لگا لیا اور زور سے بھینچ لیا۔ اب اس نے دانتوں سے کام لینے کی کوشش کی اور میں نے باہوں کا حلقہ اور تنگ کر لیا۔ اس کے دانت میری قمیص میں کھب گئے تھے۔ اور اس کے ناخن میری گردن نوچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور کوئی راہ نہ پا کر میں نے پوری قوت سے اسے باہوں کے حلقے میں دبا لیا۔ وہ مجھ سے دو تہہ والے پراٹھے کی طرح چپکی ہوئی تھی۔ اور اس کے جسم کا ہر حصہ میرے جسم سے چھو رہا تھا۔ لیکن میں اس لطف سے محروم تھا۔ جو دوسرے حالات میں اٹھا سکتا۔

اس کے لئے سانس لینا محال ہوا تو اسے ہتھیار ڈالتے ہی بنی۔ اس کے بازو ڈھیلے پڑ گئے اور سر میری چھاتی پر ٹک گیا میں نے تقریباً ایک منٹ تک اسے یونہی قابو کئے رکھا۔ اور پھر آہستگی سے چھوڑ دیا۔ وہ لڑکھڑانے لگی تو میں اسے سہارا دیئے کوچ تک لے گیا۔ وہ بے دم ہو کر کوچ پر بیٹھ گئی۔

میں نے غالیچے پر سے جلتا ہوا سگریٹ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کے گالوں کا رنگ بحال ہونے لگا اور اس نے دوسری مرتبہ آنکھیں کھولیں۔ مجھے یقین تھا۔ کہ وہ پھر مجھ پر جھپٹے گی۔ اور اس نے مجھے مایوس نہیں کیا مگر حوصلے اور جذبے کے باوجود اس کی طاقت جواب

دے چکی تھی ۔ میں نے اسے کندھوں سے پکڑ کر کہا۔" اب جانے بھی دو جان من ۔ غصہ تھوک دو۔ کافی تھک چکی ہو۔" ایک ہلکے دھکے نے اسے پھر کوچ پر بٹھا دیا۔

" مجھے ایک سگرٹ دو۔" چند لمحوں بعد وہ بولی۔" مگر نہیں ۔ میں اپنا سگرٹ پیونگی۔"

یہ کہہ کر وہ اٹھی اور لڑکھڑاتی ہوئی خوابگاہ کی طرف چلی ۔ اس کا گاؤن پہلے سے زیادہ مسلا جا چکا تھا۔ اور اب نظارہ زیادہ جاندار اور دلکش تھا۔

بستر کے قریب تپائی پر سے اس نے ڈبیا اٹھائی اور سگریٹ نکال کر سلگایا اور پھر آہستہ آہستہ میری طرف آنے لگی ۔ اب اس کے جسم کا سامنے کا حصہ مجھے صاف دکھائی دے رہا تھا۔ میرا دل بے قابو ہو کر دھڑکنے لگا۔ اس منظر کو دیکھنے سے وہ لطف کہاں حاصل ہو سکتا تھا۔ جو لمس سے ممکن تھا ۔ میں خاموشی سے کھڑا انتظار کرتا رہا۔ مجھ سے دو فٹ کے فاصلے پر رک کر اس نے ایک کش لیا اور دھوئیں کا مرغولہ اپنے جسم پر پھینکتے ہوئے بولی:" آؤ دوستی کر لیں۔"

اس کایا پلٹ پر میں حیران رہ گیا۔ اس نے ایک اور کش لیا اور دھوئیں کا مرغولہ میرے چہرے کی طرف اچھالتے ہی سگرٹ والا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ میں نے چہرہ بچانے کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ مگر مداخلت کی کوشش ناکام رہی۔ سگرٹ کا جلتا سرا میرے گال میں کھب گیا۔ اور راکھ پھیل گئی۔ میں اس حادثے پر حیران و ششدر رہتے ہوئے گال سے متعلق اچھی طرح آگاہ نہ ہو پایا تھا۔ کہ اس کے ہاتھ نے میری پیٹی سے میگنم اچک لیا۔ اس ساری کارروائی میں بمشکل تین سیکنڈ صرف ہوئے ہوں گے۔

جب میں پوری طرح ہوشیار ہوا تو وہ مجھ سے دس فٹ کے فاصلے پر میگنم تانے کھڑی تھی ۔ اور جس انداز سے اس نے ریوالور پکڑ رکھا تھا اسے مدنظر رکھتے ہوئے اسے اناڑی کہنا ناممکن تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے ریوالور کا استعمال اس کے روزمرہ میں شامل ہو۔

"حرامزادے کمینے۔ تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو جو یوں درآنہ وار اندر چلے آئے۔ میرے جسم کو ملتے ہوئے اور اسے اپنی گستاخ نگاہوں سے ناپتے ہوئے تم نے یہ نہ سوچا کہ یہ جسم تمہارے لئے نہیں ہے۔"

راکھ پڑنے کی وجہ سے میری آنکھیں پرنم ہوگئی تھیں میں نے رومال سے آنکھوں کا پانی صاف کیا۔

" کتے کے بچے۔ جواب دو۔ میں جانتی ہوں تم کون ہو اور اپنی روزی کن ذلیل ہتھکنڈوں سے کماتے ہو مگر یہاں کیا کام تھا تمہارا؟"

میں نے رومال جیب میں رکھ لیا۔ میرے گال میں جلن کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ اور اب میں جذبات کے ہاتھوں مغلوب نہیں تھا۔ اس لئے زیادہ بہتر طریقے پر دیکھ سکتا تھا۔

" بولو۔ کیا کرنے آئے تھے یہاں؟ انجی کے آنے سے پہلے اگل لو اگر وہ آگیا۔ تو تمہیں پشیمانی ہوگی۔ کہ اس کے آنے سے پہلے ہی تم مر کیوں نہ گئے!"

فاصلہ اتنا تھا۔ کہ میں کچھ نہ کر سکتا تھا۔

" اچھا۔ بے شک زبان بند رکھو۔ تھوڑی ہی دیر میں انجی آنے والا ہے۔ اسی کے دھوکے میں میں نے تمہارے لئے دروازہ کھول دیا تھا۔ اسے آلینے دو اور پھر تمہارا وہ حشر ہوگا کہ کمیٹی والے بھی تمہاری لاش اٹھاتے ہوئے کانپ اٹھیں گے۔"

میں نے جھک کر وہ سگرٹ اٹھایا جو میرے گالوں کو چھونے کے بعد غالیچے پر پڑا کچھ کچھ سلگ رہا تھا۔ اسے راکھدان میں رکھ کر میں قریبی کرسی پر بیٹھ گیا۔

غصے کی شدت سے اس کی سانسیں غیر ہموار ہو رہی تھیں۔ " بہت اچھے! فلمی ہیرو بننے کی کوشش نہ کرو کتیا کے بچے۔ میں سوچ رہی ہوں کہ ابھی تمہیں شوٹ کر دوں۔"

میں کندھے اچکا کر رہ گیا۔

"بتاؤ کیا لینے آئے تھے۔ یہاں؟ تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ اینجی کے آنے کا انتظار نہ کرو۔ وہ تمہیں چلانے پر مجبور کر دے گا۔"

میں کچھ کہے بغیر اسے گھورتا رہا۔

"اچھا ہم انتظار کر لیتے ہیں۔" اس نے کہا۔ میگنم کی نال خفیف سی لغزش کے بغیر میری طرف اٹھی ہوئی تھی۔ منٹ ایک ایک کر کے رینگنے لگے۔

اس نے ایک اور کوشش کی۔ "بیٹے! یہ تمہارا آخری موقع ہے۔ اب بھی بتا دو۔ اینجی تین منٹ میں آنے والا ہے۔"

میں نے غالیچے کی طرف دیکھا اور مجھے خیال آیا۔ کہ میں نے اسے اب تک کیوں استعمال نہیں کیا۔ وہ بھی کافی ذہین تھی۔ زہرخند کرتے ہوئے بولی۔" ہاں ہاں کوشش کر دیکھو سوچتے کیا ہو۔ غالیچہ کھینچ کر مجھے گرانے کی کوشش کر لو۔ اینجی کا انتظار کئے بغیر میں تمہیں گولی مار دوں گی۔"

سو اس نے میرا خیال پڑھ لیا تھا اور اب میرے ذہن میں کوئی ایسی تجویز نہ آ رہی تھی۔ جس پر عمل کر کے میں اسے مغلوب کر سکتا۔ اس نے بڑی عیاری اور چالاکی سے میرا ریوالور تھیا لیا تھا۔ اور اب اگر مگر کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا تھا۔ سگرٹ سے یوں کام لینا کوئی نئی بات نہیں مگر جس طریقے سے اس نے کام لیا وہ بڑا ہی سیدھا اور سادہ تھا۔ یا پھر شاید یہ وجہ تھی۔ کہ میری آنکھیں اس وقت کسی اور ہی چاند پر مرکوز تھیں، نتیجہ بہرحال یہ ہوا کہ میرا میگنم اس کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔

ایک منٹ اور گزر گیا۔ دروازے کے باہر راہداری میں پاؤں کی چاپ سن کر

وہ تن گئی۔ مگر جب یہ چاپ آگے گذر گئی تو وہ پھر پرسکون ہو گئی ــــــ۔۔۔۔
پرسکون ہونے سے میرا مطلب یہ نہیں کہ اس نے ریوالور ایک طرف رکھ دیا۔ اور بالوں میں
کنگھی کرنے لگی۔ نہیں۔ ریوالور کا منہ اب بھی میری طرف تھا اور وہ اپنی جگہ پر بدستور
کھڑی ہوئی تھی۔۔

ریوالور ہاتھ میں اور جسم پر مچھروانی جیسا گاؤن پہنے وہ ایک تصویر دکھائی دے رہی
تھی۔ اس نازک حالت میں بھی میں کاربون کی خوش نصیبی پر رشک کئے بغیر نہ رہ سکا۔

ایک منٹ اور گذر گیا۔ اس نے دیوار گیر گھڑیال پر اچٹتی نگاہ ڈال کر پھر مجھے گھورنا
شروع کر دیا۔ گھڑیال کی سوئیاں کسی کچھوے کی رفتار سے رینگ رہی تھیں۔

ایک اور منٹ ہو گیا۔ گویا ایجی کو دیر ہو گئی تھی۔ اس دیر پر وہ کسی قدر متفکر دکھائی
دینے لگی۔ بھاری میگنم اب اسے کچھ بوجھل لگنے لگا تھا۔ ایک لمحہ کے لئے میگنم کی نال کپکپائی
اور پھر اپنی جگہ پہنچ کر کپکپاہٹ تھم گئی۔

مجھ سے دو فٹ پرے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی گنگنا اٹھی۔ لولا نے متفکر
نگاہوں سے فون کی طرف دیکھا۔ اس کے نچلے لب میں خم سا پیدا ہوا۔ مگر کوئی آواز نہ ابھری
گھنٹی دوبارہ بجی۔ فون کا جواب دینا ضروری تھا۔ مگر میرا خیال رکھنا اس سے بھی زیادہ ضروری تھا

گھنٹی پھر دھڑ دھڑائی تو وہ بولی۔" حرکت کرنے کی کوشش نہ کرنا اپریلی؛
وہ محتاط انداز سے آہستہ آہستہ فون کی طرف بڑھنے لگی۔ میگنم کا رخ میری طرف تھا۔
اور اس کی نگاہیں بھی مجھ پر مرکوز تھیں۔ اسے بوکھلانے کی نیت سے میں کرسی پر کسمسایا۔

وہ رک گئی اور جیسے دوبارہ چلی تو میں پھر کسمسایا۔ اب وہ سمجھ گئی کہ میں اسے حواس
باختہ کرنے کے لئے ایسا کر رہا ہوں۔ وہ فون کے قریب پہنچی تو میری نظر فون کے تار پر پڑی

جو کسی سانپ کی طرح غالیچے پہ ٹیڑھا میڑھا پڑا ہوا تھا۔ یہ تار میرے پاؤں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ اور ایک جگہ سے اٹھا ہوا تھا۔ میں نے کرسی پر اس طرح پہلو بدلا کہ میرا پاؤں اس اٹھی ہوئی جگہ کے عین نیچے جا پہنچا فون کی گھنٹی ایک مرتبہ اور گونجی اور جونہی اس نے ریسیور پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا میں نے کرسی پہ پہلو بدلنے کے انداز میں پاؤں سمیٹا اور اس کے ساتھ ہی ٹیلیفون کا تار کھنچا چلا آیا۔

اس نے فون کو اپنے ہاتھ کے نیچے حرکت میں پا کر گھبرا کر اس طرف دیکھا اور پھر گرتے ہوئے فون کو سنبھالنے کے لیے جھکی۔ اس وقت انسانی فطرت کے عین مطابق اسے اپنے ہاتھ کے ریوالور کا ذرا خیال نہ رہا۔ میں نے بوٹ والا بایاں پاؤں اس کے ننگے پاؤں پر رکھ کر دبا دیا۔ اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی۔ اور اس نے ریوالور میری طرف اٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن میرا دایاں ہاتھ اس کی کمر کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔ میں نے وحشیانہ انداز سے اسے جھٹکا دیا۔ اور بائیں ہاتھ سے ریوالور کو جھٹکا دے کر غالیچے پہ گرا دیا۔ میں اب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

فون کی گھنٹی ایک مرتبہ اور شور مچا کر خاموش ہو گئی۔ میں نے اس کی کلائی کو زور سے مروڑا اور دائیں ہاتھ سے اسے اور دبایا۔ درد کی شدت سے اس کی آنکھیں سکڑ گئیں اور کانپتے ہیوں سے اس نے کہا۔ "اوہ مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔" میں نے سکون سے کہا۔ میں نے ایک دفعہ اور اسے جھنجھوڑا اور پھر ایک دم اپنا بازو کھول دیا۔ اس نے ایک تیز سانس لی۔ اور اپنی دکھتی ہوئی کلائی پکڑ کر لڑکھڑا گئی میں نے ایک تھپڑ اسے رسید کر دیا۔ اور وہ کچھ دور جا گری اور آہستہ آہستہ رونے لگی میں نے ریوالور دوبارہ پیٹی میں اڑسا اور ایک سگریٹ جلا لیا۔ آگے بڑھ کر میں نے

اس کے بازو پر ہلکی سی ٹھوکر دی۔ وہ نیم عریاں حالت میں لیٹی ہوئی تھی۔ میں نے جھک کر سگرٹ بڑھایا۔" لو جانم سگریٹ پیو۔" اس نے سر اٹھا کر سگرٹ اٹھایا۔ اور میں نے سگرٹ کا جلتا ہوا سرا اس کے گال سے مس کرتے ہوئے کہا۔ " وہ بھوکتا مزا آتا ہے!"

۹

وہ راکھ جھاڑ کر فارغ ہوئی۔ تو میں نے اس کی پسلی پر ہلکی سی ٹھوکر لگاتے ہوئے کہا۔" اب اٹھو اور فالیچے پر گرا ہوا سگرٹ اسی طرح راکھ دان میں رکھ دو۔ جیسے میں نے رکھا تھا۔"

اس کا چہرہ فور روز سے لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔ اور گال پر جہاں میں نے سگرٹ چھوا تھا۔ خون کا ایک سرخ قطرہ جم رہا تھا۔ اس نے خاموشی سے جلتا ہوا سگرٹ اٹھایا اور جا کر ایش ٹرے میں رکھ دیا۔

"جاؤ منہ دھو لو اور ڈھنگ کا کوئی کپڑا بدن پر پہن لو۔" میں نے کہا اور پھر اس کے ساتھ غسل خانے میں گیا۔ وہ منہ دھو رہی تھی۔ کہ ٹیلیفون کی گھنٹی پھر ٹن ٹنانے لگی۔ میں نے کہا۔" دل جانی۔ اس مرتبہ تم فون کا جواب دو گی۔ لیکن چالبازی سے کام نہ لینا۔ اگر تم کسی طرح ٹرک کرنے کی کوشش کی تو کاربون کے یہاں پہنچنے تک تمہارا حلیہ بگاڑ کر رکھ دونگا"

اس نے تولیئے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اور میں نے کہا۔" منہ پھر پونچھ لینا۔ اسے کہو کہ

پہلے جب اس نے فون کیا تو تم نہا رہی تھیں۔"

اس نے خواب گاہ کا رخ کیا کیونکہ ٹیلیفون کا ایک کنکشن وہاں بھی تھا۔ میں اس سے صرف ایک فٹ کے فاصلے پر تھا۔ اس نے چونگا اٹھا کر استوار آواز میں کہا۔ "ہیلو"

میں نے لپک کر چونگا اپنے کان سے لگا لیا۔ کاربون کی آواز سنائی دی۔ "تم پہلے کہاں تھیں؟ میں کافی دیر انتظار کرتا رہا۔ مگر تم نے ریسیور نہ اٹھایا۔"

لولا نے بھی یہ باتیں سن لی تھیں۔ میں نے چونگا اس کے منہ کے قریب کر دیا۔ "ایجی پیارے۔ میں غسل کر رہی تھی۔ مجھے کوئی گھنٹی سنائی نہیں دی۔

میں نے ریسیور پھر اپنے کان سے لگا لیا۔ کاربون کہہ رہا تھا۔ "معاملات بگڑتے جا رہے ہیں۔ میرے آنے تک کہیں باہر نہ جانا اور میں نہیں کہہ سکتا کہ میں کب آؤں گا!"

میں نے چونگے پر ہاتھ رکھ کر لولا سے سرگوشی کی۔ "مجھے یہ پتہ نہیں کہ تم کیا طریقہ اختیار کرو گی۔ بہر حال جیسے بھی ہو اسے یہاں طلب کرو۔" یہ کہہ کر میں نے چونگا اس کے منہ سے جوڑ دیا۔ اور وہ بولی۔ "اوہ ایجی پیارے۔ تم نے آنے کا وعدہ کیا تھا۔ میں بن سنور کر تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"

"اوہ۔" کاربون کی آواز میں تامل تھا۔ "لیکن میں شام سے پہلے نہیں آ سکتا۔

میں نے لولا کا بازو پکڑ کر دبایا اور میرا مدعا سمجھ کر وہ بولی۔ "اوہ ایجی۔ کیا تم کسی طرح نہیں آ سکتے۔ تم جانتے ہو۔ کہ اس وقت میں کتنے موڈ میں ہوتی ہوں اور اس وقت تم سے ملاقات کرنا مجھے کتنا پسند ہے۔"

میں مسکرا دیا۔ فلمی ورلڈ میں ہوتی تو یہ لڑکی کامیاب ہیروین ہوتی۔ اب وہ مجھ سے پورا تعاون کر رہی تھی اور بات کرنے کے بعد چونگا خود بخود میرے کان کی طرف بڑھا دیتی تھی۔

"اچھا۔" کارلون کی مشتعل آواز سنائی دی۔ "تیار رہنا۔ میں چالیس منٹ میں پہنچ رہا ہوں۔"

"میں تیار ہوں اور تم بھی تیار ہو کر آنا۔" لولا نے مسکرا کر کہا۔

"اگر تم سمجھ سکو تو میں اب بھی تیار ہوں۔" کارلون نے کہا اور کلک کی آواز کے ساتھ فون بند ہو گیا۔

"کیا سب ٹھیک تھا؟" لولا نے پوچھا۔

"ہاں۔" میں نے کہا۔ "بالکل ٹھیک۔ اگر تم لباس بدلنا چاہو تو بدل سکتی ہو۔ لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔"

"مجھے بھی یہی امید ہے۔" یہ کہہ کر اس نے گاؤن اتار دیا۔ اس کا سنگ مرمر کی طرح ترشا ہوا جسم میرے دل و نگاہ میں ہلچل پیدا کر رہا تھا۔ لیکن اب میں کسی دھوکے کا شکار ہونے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اس نے مسلا ہوا گاؤن بستر پر پھینک دیا اور لباس پہننے لگی۔ اس کی جامہ پوشی کا مجھ پر وہی تاثر ہوا۔ جو لباس اتارنے کا ہو سکتا تھا۔ اور بے اختیار میرے منہ سے نکلا: "مجھے افسوس ہے کہ میں نے تم پر زیادتی کی۔ لیکن تم نے مجھے مجبور کر دیا تھا میں لڑکیوں سے اس طرح کے سلوک کا روادار نہیں۔"

اس نے سر اٹھا کر زلفوں کے نیچے سے جھانک کر مجھے دیکھا۔ اس کی نگاہیں دیر تک مجھ پر جمی رہیں۔ اس طرح دیکھنے سے میں کچھ سٹپٹا گیا۔ الماری میں سے بھورے رنگ کی گیبرڈین کا سوٹ نکال کر اس نے زیب تن کر لیا تھا۔ پھر وہ اپنے بالوں میں کنگھی کرنے لگی گالوں پر سگریٹ کے جلنے سے داغ کے سوا وہ ہر طرح دیدہ زیب نظر آ رہی تھی۔

اس کے بعد وہ آہستہ آہستہ دوسرے کمرے کی طرف چلی۔ اس کے انداز و اطوار سے

یہ ظاہر تھا۔ جیسے وہ دل ہی دل میں کوئی فیصلہ کر رہی ہے۔ دوسرے کمرے میں بیٹھ کر اس نے اپنے ہاتھ گود میں رکھ لئے۔ اس کی نگاہیں غالیچے پر مرکوز تھیں جیسے وہ اب بھی سوچ رہی ہو۔ چند لمحوں بعد اس نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا۔ " تم نے اظہار افسوس کرنے میں بڑی تاخیر کی۔"

میں خاموش رہا۔

" تم اب تک اتنا نہیں جانتے کہ کب ہتھیار ڈال دینے چاہئیں!" اس کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ اس کی یہ باتیں میری سمجھ سے باہر تھیں۔

" وقت گذرنے کے بعد تم کہہ دیتے ہو مجھے افسوس ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس کا ایک پاؤں غالیچے پر تال دینے لگا۔

چند لمحوں کے سکوت کے بعد وہ بولی۔" میری طرح تم بھی وقت گذرنے کے بعد اظہار افسوس کرنے لگتے ہو۔" اس کا پاؤں تال دینے کے انداز میں غالیچے پر تھرکتا رہا۔ اور پھر اس۔ اصلی بات اگلی صبح کے ان اوقات میں میرا رومانی موڈ آف ہوتا ہے اور میں محبت نہیں کر سکتی اور یہ بات اپنی اچھی طرح جانتا ہے۔"

یہ سن کر میرے اعصاب تن گئے۔

" تمہارے لئے اب یہی بہتر ہے کہ تم فوراً یہاں سے چل دو۔ اسے معلوم ہو گیا ہے کہ یہاں کچھ گڑبڑ ہے۔"

" یہ کوئی نئی چال تو نہیں؟" میں نے کہا۔

وہ بے اختیار ہنس دی۔" تو ٹھیک ہے مت جاؤ۔ تمہیں خود پتہ چل جائے گا۔ چالیس منٹ میں وہ یہاں آجائے گا۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ وہ اکیلا نہیں ہو گا۔"

تو یہ واقعی کوئی نئی چال نہیں تھی۔ سور کی بچی نے کس خوبصورتی سے اپنے یار کو اپنی مصیبت سے آگاہ کیا تھا۔ غم و غصے کی حالت میں ہی اگلے اقدام کی بابت سوچنے لگا
"اپریل! تم اپنا قیمتی وقت ضائع کر رہے ہو۔"
یہ ٹھیک تھا کہ میں وقت ضائع کر رہا تھا۔ مگر کوئی روشن اور واضح ترکیب میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی میں چاہتا تھا کہ کارلیون اکیلا میرے ہتھے چڑھے مگر وہ اکیلا نہیں آ رہا تھا۔ میں نے کسی خیال کے بغیر پوچھا۔ "تمہیں کارلیون بہت پسند ہے؟"
اس نے شانے اچکا کر کہا۔ "اس کے پاس وہ سب کچھ ہے جس کی مجھے تمنا ہو سکتی ہے۔ میں ہمیشہ اچھی خوراک پسند کرتی ہوں۔" لفظ خوراک کو اس نے بڑی نفاست سے استعمال کیا تھا۔
"کیا وہ بھی تمہیں اتنا ہی چاہتا ہے؟"
وہ محض مسکرا دی۔ اس مسکراہٹ کا مطلب بالکل واضح تھا۔
میں نے اگلا سوال کیا۔ "تم نے میرے ساتھ اتنی زور آزمائی کیوں کی؟"
غالیچے پر اس کے پاؤں کی تال رک گئی۔ "میں جبر کو بالکل پسند نہیں کرتی۔ کوئی کام بھی ہو۔ سلیقے سے ہونا چاہیئے۔"
"تمہیں معلوم ہے ابھی یہاں کس طریقے سے آئے گا؟"
اس نے دروازے کی طرف دیکھا۔ اندر سے مقفل ہونے کے باوجود وہ آسانی سے یہ دروازہ کھول سکتا ہے کوئی آواز پیدا کئے بغیر وہ اپنی چابی استعمال کرے گا اس کے ساتھ دو اور مضبوط اور طاقتور ساتھی ہوں گے۔ ان میں سے ایک کے پاس کنٹر سائیلنسر لگا ریوالور ہوتا ہے۔ تاکہ شور نہ ہو۔"

میں ایک تھا اور وہ تین تھے گو یا فرشتہ اجل کو لبیک کہنے کا بڑا زریں موقع تھا میرے لئے۔ اچانک اپنے خستہ حال دفتر کا خیال آتے ہی میں ہر خطرے سے بے نیاز ہوگیا اور بولا۔" بولا میں تمہارا شکر گذار ہوں کہ تم نے یہ باتیں مجھے بتائیں۔"

میں اس کے قریب گیا اور ہاتھ بڑھا کر بولا۔" اپنے ہاتھ مجھے تھما دو۔" اس نے خاموشی سے اپنے ہاتھ میرے ہاتھوں میں دے دیئے میں نے آہستگی سے سہارا دیتے ہوئے اسے کوچ سے اٹھایا۔ بلند ایڑی کے جوتوں کی وجہ سے اس کا سر میری آنکھوں کی بلندی تک تھا۔ میں نے مدھم آواز میں سرگوشی کی۔" میں اپنے رویے پر بے حد متاسف ہوں تم بے حد خوبصورت شخصیت ہو۔ کاش میں کارلون جیتا خوش نصیب ہوتا۔"

اس کا چہرہ بے حد سنجیدہ تھا۔ اور کسی طرح یہ ظاہر نہ تھا۔ کہ میری ان چکنی چپڑی باتوں کا اس پر کیا اثر ہوا ہے۔ میں نے پھر گلوگیر لہجے میں سرگوشی کی۔" پتہ نہیں میں اپنا مطلب کہاں تک واضح کر سکا ہوں۔ بہرحال میں تمہارے گلاب کی پتیوں ایسے لبوں کا شیریں لمس حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

مجھے یوں گمان ہوا۔ جیسے میرا انداز اسے بھا گیا ہو۔ اس کی آنکھیں چمک اٹھیں اور لبوں کے کونے یوں پھیل گئے جیسے مسکرانے والی ہو۔ وہ میرے سینے سے لگ گئی۔ میں نے اسے اپنی باہوں کے گھیرے میں لے لیا۔ اور بڑی نفاست سے اس کے لبوں پر اپنے لب رکھ دیئے۔ میں نے کوشش کی کہ اس لمس سے وہ الیشہ خطمی ہو جائے۔ اور ہوا بھی یوں ہی جب ہم اس عمل سے فارغ ہوئے تو اس نے مسکرا کر جذبات سے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔" یہ بڑا شیریں بوسہ تھا۔ اب اس بات کا ثبوت دو کہ اپنے رویے پر تم واقعی متاسف ہو۔"

اس کے بعد کو ج پہ جو کچھ ہوا، اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ اس عمل میں کوئی نفاست نہیں تھی۔ اور جب ہم فارغ ہوئے تو ہم دونوں ہی بری طرح ہانپ رہے تھے۔ اور تیز تیز سانسیں لے رہے تھے۔

لیکن اس سے یہ مطلب نہیں کہ جنسی جذبات کی لہروں میں بہتے ہوئے ہم نے آخری حدود کو چھو لیا تھا۔ نہیں ایسا نہیں ہوا۔

اب مجھے اپنے کام کا خیال آیا۔ اور میں بولا۔ " اور اب میں تمہیں بتا دوں گا۔ کہ درحقیقت میں کتنا متاسف ہوں۔"

اس کی آنکھیں بند اور لب نیم وا تھے۔ میرا دایاں ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا میری مٹھی پوری قوت سے اس کے جبڑے پہ پڑی اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ اس کا لباس ٹھیک کرتے ہوئے میں نے کہا۔ " مجھے افسوس ہے بے بی۔ لیکن میں کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتا۔"

اس نے یہ باتیں نہیں سنیں۔ اگر وہ سن لیتی تو کبھی یقین نہ کرتی۔ اس کے یقین کرنے یا نہ کرنے کی مجھے ایسی پرواہ بھی نہ تھی۔ اسے اٹھا کر میں خوابگاہ میں لے گیا اور تکیوں کے غلاف اتار کر ایک سے اس کے ہاتھ باندھے اور دوسرے سے ٹانگیں اس کا منہ بند رکھنے کے لیے میں نے ایک اور کپڑا منہ میں ٹھونس دیا۔ یہ سب پیش بندیاں اس لئے تھیں۔ کہ کاربون کی آمد پہ مجھے دو محاذوں پہ نہ لڑنا پڑے۔ اس کے آنے پہ یہ لڑکی میرے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔

بے ہوش حالت میں اسے بستر پہ چھوڑ کر میں بیرونی کمرے میں آ گیا اور انتظار کرنے لگا آہٹ پہ میرے کان کھڑے ہو جاتے۔ میں مسلسل سوچ رہا تھا۔ کہ کاربون کے آنے پہ کیسے اس

کا استقبال کروں۔ یہ سوچتے ہوئے میرے کان برابر دروازے پہ لگے ہوئے تھے۔ تین چھٹے ہوئے بدمعاشوں کے مقابلے میں میں اکیلا تھا۔ ایک لمحہ کے لئے میں نے یہ بھی سوچا کہ چل دوں مگر نہیں کاربون کو سبق سکھانا ضروری تھا۔ اور اس مقام کے سوا کہیں اور اسے پانا مشکل تھا لولا کے ساتھ جو سلوک میں نے کیا تھا۔ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے یہی مناسب تھا۔ کہ وہیں رک کر کاربون کا انتظار کروں۔

میں دروازے کے قریب مستعد حالت میں کھڑا تھا کہ میں نے گھرر گھرر کی ہلکی سی آواز سنی۔ یہ آواز سن کر میں اس گھوڑے کی طرح تن گیا۔ جو دوڑ میں حصہ لینے کے لئے بالکل تیار کھڑا ہو۔ میری نگاہیں دروازے سے چپک گئیں۔ اور پھر اپنی سکیم کے مطابق میں نے ایک قہقہہ لگایا اور بلند آواز سے گفتگو شروع کر دی۔ جونہی دروازے کی ہتھی گردش میں آئی۔ میں نے ایک اور قہقہہ لگایا اور پھر چلا کر کہا۔" پیاری خوابگاہ میں مت جاؤ۔ میں یہاں سے جانا نہیں چاہتا۔

پھر میں ہنستا اور بھاگتا ہوا خوابگاہ میں گھس گیا۔ لولا اب تک بے ہوش پڑی تھی۔ میں نے پیٹی میں سے میگنم نکال لیا۔ اور غسل خانے میں جا کر دروازہ کسی قدر بھیڑتے ہوئے اونچی آواز سے کہا۔" آؤ۔ آؤ پیاری۔ اب ایک حقیقی اور شیریں بوسہ دو۔" یہ میں غسل خانے کے دروازے سے جڑ کر کھڑا ہو گیا۔ اور جھری میں سے خوابگاہ کا منظر دیکھنے لگا۔ میگنم کا رخ جھری سے خوابگاہ کی طرف تھا۔

۲۱ تیز رفتار دبے پاؤں کی آہٹ کے ساتھ کاربون کا چہرہ مجھے دکھائی دیا۔ اس کے چہرے پر نفرت اور غصے کے شعلے ناچتے محسوس ہو رہے تھے۔ اس نے ہاتھ میں اعشاریہ تین آٹھ ریوالور تھام رکھا تھا۔ لولا کے کہنے کے مطابق اس کے عین عقب میں اس

دو ساتھی تھے۔ غصے اور رقابت کے عالم میں سلگتا ہوا جونہی وہ غسل خانے کے دروازے کے قریب پہنچا۔ میں نے تیزی سے دروازہ کھول کر اس پر حملہ کر دیا۔ اگر وہ جوش رقابت میں اندھا نہ ہو چکا ہوتا تو میری کامیابی یقیناً مخدوش رہتی۔

میں نے اسے اچانک جا لیا۔ اور میگنم کا دستہ زور سے اس کی ریوالور والی کلائی پر رسید کیا۔ ضرب زوردار تھی۔ اس کا ریوالور اس کے ہاتھوں سے چھوٹا اور اڑتا ہوا چلا گیا۔ جب تک اس کے ساتھی ہوشیار ہوتے۔ میں کاربون کو پوری طرح قابو میں کر چکا تھا۔ یعنی میرے بائیں ہاتھ نے پوری قوت سے اس کا گلا پکڑ لیا تھا۔ اور میگنم کا منہ اس کے ساتھیوں کی طرف ہو چکا تھا۔ اگرچہ وہ دونوں بھی مسلح تھے۔ مگر مجھے یہ برتری حاصل تھی۔ کہ میں نے کاربون کو اپنی آڑ بنا لیا تھا۔

میں نے کاربون کے گلے کی طرف میگنم کا رخ کر کے اس کے ساتھیوں سے کہا۔" لڑکو! اپنے ریوالور پھینک دو اور الٹے پاؤں باہر چلے جاؤ۔"

ٹامی نے ایک قدم بڑھایا اور میں نے کاربون کی شہ رگ میں میگنم کی نال چبھوتے ہوئے کہا۔" ٹامی۔ اب اگر ایک قدم بھی بڑھایا تو تمہیں ایک سیڑھی کی ضرورت پڑے گی تاکہ کاربون کے دماغ کے پرزے چھت اور دیواروں پر سے اتار سکو۔" یہ سن کر وہ وہیں رک گیا۔

" ریوالور پھینک کر فوراً باہر چلے جاؤ۔" میں نے ڈانٹ کر حکم دیا۔ اس حکم پر پہلے ٹامی کے ساتھی کا ریوالور نیچے گرا اور پھر ٹامی کا۔ میں نے سختی سے کہا۔" اب باہر نکلو۔" یہ کہہ کر میں نے کاربون کو باہر کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ اسے دھکیلتے ہوئے مجھے کچھ دشواری ضرور ہوئی مگر نتائج بہرحال مفید تھے۔ اس کے ساتھی باہر سرکنے لگے

اور میں بھی کارلون کو احتیاط سے دھکیلتا ہوا خوابگاہ سے بیرونی کمرے کی طرف چلا بیرونی کمرے میں پہنچ کر میں نے کہا۔" اس گدھے کے بچے کو دھکیلتے ہوئے میں تھک گیا ہوں اب سیدھے سبھاؤ باہر نکل جاؤ ورنہ میں اس کی کھوپڑی داغتا ہوں" یہ کہتے ہوئے میں نے ٹرائیگر پر انگلی رکھ دی۔

ٹامی نے سلگتی ہوئی آواز میں کہا۔" اچھا خیر۔ پھر دیکھ لیں گے" یہ کہہ کر وہ دونوں دروازے سے باہر نکل گئے۔ میں نے میگنم کا دباؤ دیتے ہوئے زور سے کارلون کو دھکا دیا۔ وہ لڑکھڑا کر غالیچے پر جا گرا۔ اس اثنا میں میں نے بھاگ کر دروازے کو اندر سے مقفل کر لیا تھا۔

لولا بتا چکی تھی۔ کہ دروازہ چابی کی مدد سے باہر سے کھولا جا سکتا ہے۔ مگر مجھے یقین تھا۔ کہ ایسی چابی کارلون کے سوا اور کسی کے پاس نہیں ہوگی۔ دروازے کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد میں پھر کارلون کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ کسی قدر اٹھ چکا تھا۔ اور اب بیٹھنے کو تھا۔

اس کی آنکھیں خنجر نہیں بلکہ بھالے اور تلواریں برسا رہی تھیں۔ اس سے پہلے زندگی بھر میں اپنے لیے میں نے کسی آنکھ میں اتنی نفرت نہ دیکھی تھی۔ غصے سے کھولتی اور کانپتی ہوئی آواز میں وہ بولا۔" میں تمہارے ساتھ کیا نہیں کروں گا۔ اوہ میں تمہارے ساتھ کیا نہیں کروں گا"

"ضرور کرنا۔ ضرور کرنا۔ فی الحال تو میں کچھ دوستانہ گپ شپ کرنا چاہتا ہوں" یہ سن کر وہ کھول کر رہ گیا اور میں نے مسکرا کر کہا۔" لولیس تم سے گفتگو کرنے کے لیے بڑی بے چین ہے۔ لیکن مصروفیت کی وجہ سے لولیس نے اپنی جگہ مجھے بھیج دیا ہے لولیس اور

ایک پرائیوٹ جاسوس کا یہ عملی اتحاد۔ کیا خیال ہے تمہارا؟"

اس کا چہرہ اسی طرح تنا رہا۔ وہ غالیچے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے میری بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

"پولیس کے ذہن میں ایک سوال ہے اور وہ یہ کہ پنی کو کس نے قتل کیا ہے؟ ایک مرتبہ وہ یہ جان لیں کہ پنی کا قاتل کون ہے تو میتھو کے قتل کا سب جال کھل جائے گا۔ ہاں ذرا یہ تو بتا دو کہ تم رات اس پارٹی میں موجود تھے۔ جس میں ایڈی اور نکی نے شرکت کی تھی؟"

اس کا جواب وہی تھا۔ یعنی وہ اب بھی بدستور مجھے گھورے جا رہا تھا۔

"تو گویا تم زبان نہیں کھولو گے۔ ٹھیک ہے۔ مجھے بھی ضدی لوگ بہت پسند ہیں؟" یہ کہتے ہوئے میں اس کے سر پر پہنچ گیا۔ "بولو کارلیون۔ تمہیں سانپ کیوں سونگھ گیا ہے؟"

میں چاہتا تھا کہ وہ اس بات سے آگاہ ہو جائے کہ میری ٹانگ اس کے ہاتھ کے کس قدر قریب ہے۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ میری ٹانگ کھینچنے کی کوشش ضرور کرے گا۔

"شہر میں کیا ہو رہا ہے پہلے ایک ایسا شخص مارا جاتا ہے جو ایک نکی کا مقروض تھا۔ پھر وہ نکی بھی قتل ہو جاتا ہے۔ یہ کون ہے جو اس بے دردی سے قتل کر رہا ہے؟"

میں نے دیکھا کہ اس کا ہاتھ میرے ٹخنے کے قریب پہنچنے والا ہے میں نے برق سرعت سے بائیں پاؤں اٹھا کر اس کے بڑھتے ہوئے ننگے ہاتھ پر رکھ دیا۔ پاؤں اس زور سے اس کے ہاتھ پر پڑا کہ اس کی چیخ نکل گئی۔ اس نے پوری قوت سے ہاتھ کھینچا اور دوسرے ہاتھ سے اسے مسلنے لگا۔ اب میرا گھٹنا حرکت میں آیا۔ یہ اس کی ٹھوڑی پر پڑا۔ اور وہ پیچھے کی طرف الٹ کر یوں گرا۔ جیسے کوئی مرغابی گولی کھانے کے بعد گرتی ہے۔ میں نے میگنم پیٹی میں اڑس لی اور اسے کالر سے پکڑ کر اونچا کرنے کے بعد ایک گھونسا اس کے پیٹ پر رسید کیا۔ پھر ایک اور مکہ دیا

اور وہ درد سے دوہرا ہو گیا۔ لیکن میرے دائیں ہاتھ نے اسے گرنے نہ دیا۔ اور بائیں مکے نے تیسری بار ٹھکائی کر کے اس کا یہ حال کر دیا کہ اسے سانس لینا بھی دشوار ہو گیا۔ اس کا چہرہ جلد جلد رنگ بدلنے لگا۔ اس کی قوت مدافعت یکسر ختم ہو چکی تھی اسے غالیچے پہ پڑا ہوا چھوڑ کر میں تیزی سے خوابگاہ میں گیا۔ لولا اب ہوش میں تھی۔ لیکن دست بستہ و پا بستہ ہونے کی وجہ سے عضو معطل بنی ہوئی تھی۔

میں اپنے شکار کی طرف پلٹا۔ وہ اب بھی دشواری سے سانس لے رہا تھا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر اسے بٹھا دیا۔ اس کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا۔ "یہاں آرام سے ہو یا کوچ پر بٹھا دوں۔"

وہ ہاں کہنے کے انداز میں سر ہلاتے ہلاتے رک گیا۔ میں نے کہا۔ "ذلیل کتے! آؤ تمہیں کوچ تک پہنچا دوں۔"

وہ کسی لاش کی طرح بوجھل ہو چکا تھا۔ میں نے اسے کوچ پہ لے جا کر چھوڑا تو وہ لیٹ گیا۔ جیسے کوئی وہیل مچھلی کسی ساحل پہ مردہ حالت میں گرے۔ اس کی چھاتی اونچی نیچی ہو رہی تھی۔ اور ہاتھ پیٹ پر تھے۔ اس تکلیف نے کچلے ہوئے ہاتھ کا درد بھلا دیا تھا۔

میں خاموشی سے اس کی حالت سنبھلنے کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ بولنے کے قابل ہوا تو رک رک کر بڑی مشکل سے اس نے کہا۔ "میں... کسی بات کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ اب چاہے مجھے مار ڈالو... میں ایک لفظ نہیں کہوں گا۔" یہ کہہ کر اس نے اپنا منہ دیوار کی طرف پھیر لیا۔

وہ نیم مردہ ہو چکا تھا۔ لیکن اب بھی کچھ اگلنے سے انکار کر رہا تھا۔ مجھے یقین ہو گیا۔

کہ مزید سختی بھی اس کی زبان کھولنے سے قاصر رہے گی جب وہ ارادہ ہی کر چکا تھا۔ کہ کوئی بات نہیں بتائے گا۔ تو پھر مزید پاپڑ بیلنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ کاش میں جان سکتا۔ کہ مجھ سے انتقام لینے کے سوا اس کے ذہن میں اور کیا کچھ ہے۔ وہ کیا کچھ جانتا ہے اور جو دو قتل ہو چکے ہیں ان میں اس کا کیا حصہ ہے !۔

خاموشی سے ٹہلتے ہوئے میں سوچنے لگا۔ اس چہل قدمی کے دوران میں نے ان کے تینوں ریوالور اٹھا لئے اور ان میں سے گولیاں نکال کر اپنی جیب میں ڈال لیں اور ریوالور غسل خانے کی الماری میں چھپا دیئے۔

کارلوں اور لولا کو آج کا دن اور یہ درگت مرتے دم تک نہ بھولیں گے اور اب یقینی تھا۔ کہ کارلون دنیا جہاں کے کام چھوڑ کر میرے قتل کا سامان سب سے پہلے کر لیگا اور مجھے اس میں بھی کوئی شک نہیں تھا۔ کہ انجی کے ساتھی باہر بڑے اشتیاق سے میرا انتظار کر رہے ہونگے۔

میں نے چونگا اٹھا کر ہیڈ کوارٹر کے نمبر ڈائل کئے۔ فون پر میڈیلا سے بات ہوئی۔ میں نے اختصار سے ساری صورت حال اسے سمجھائی اور کہا کہ مجھے یہاں سے ثابت و سالم حالت میں نکلنے کے لئے محافظوں کی ضرورت ہے۔ اس ہوٹل سے بخیر و عافیت رخصت ہونے کا یہ محفوظ ترین طریقہ تھا۔

کارلون نے سر گھما کر میری طرف دیکھا اور انتقام کے جذبے سے سلگتی ہوئی آواز میں پھنکار کر کہا۔ " جتنی جلدی ہو سکے اپنی جان بچا کر نکل جاؤ ایڈ یل۔"

" جب مناسب سمجھوں گا۔ چلا جاؤں گا۔ بیٹے " میں نے کہا۔

اس نے محض سر ہلا دیا۔ لیکن اس جنبش میں بھی انتقامی لہریں رقص کر رہی تھیں

اس کی آنکھوں میں ایک ایسی نفرت بھری ہوئی تھی ۔ جسے میں اس وقت شناخت نہ کر سکا یہ نفرت محض مار کھانے سے پیدا نہ ہوئی تھی بلکہ کسی اور وجہ سے اس کی آنکھوں میں موجزن تھی ۔

دروازے پر دستک ہوئی تو میں نے میگنم ہاتھوں میں سنبھال لیا ۔ معاً رکی میڈیرا کی آواز سنائی دی ۔" جانی دروازہ کھولو ۔ یہ میں ہوں رکی ۔"

میں نے دروازہ کھولا ۔ رکی میڈیرا ایک سپاہی کے ساتھ دروازے پر موجود تھا میں نے میگنم کو دوبارہ بیلٹ میں رکھتے ہوئے کہا ۔" اس امداد کے لئے شکریہ ۔"

رکی نے مسکرا کر جواب دیا ۔" اوہ کوئی بات نہیں جانی ۔ آؤ اب چلیں ۔" اس نے کارلین پر ایک لاتعلق سی نگاہ ڈالی ۔

" ٹھیک ہے ۔" میں نے کہا ۔

" ہمیشہ تفریح کا کوئی نہ کوئی سامان ڈھونڈ ہی لیتے ہو ۔" اس نے میرے منہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ میں حیرت سے مسکرا کر اس کا منہ تکنے لگا ۔

" میرا مطلب لپ اسٹک سے ہے اسے تو صاف کر لو ۔"

میں نے ہنستے ہوئے اپنی جیب سے رومال نکالا اور اپنے لبوں پر پھیرنے لگا ۔ رومال ہٹا کر دیکھا ۔ تو یہ سرخ ہو رہا تھا ۔ یہ سرخی اس شیریں بوسے کی تھی جو لولا نے دیا تھا ۔

غیر ارادی طور پر میں نے مڑ کر کارلین کی طرف دیکھا ۔ اب وہ کوچ پر کہنی کے سہارے اٹھ کر بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کی نگاہوں سے نفرت کے شعلے برس رہے تھے اب میں نے اس نفرت کو پہچان لیا ۔ یہ جذبہ رقابت کی پیداوار تھی ۔ کارلین کے بس کی بات

ہوتی تو میرے جسم کا قیمہ بنا کر چیل کووں کی ضیافت کر دیتا۔

"آؤ۔ رکی چلیں۔"

لیکن رکی نے جیسے میری بات سنی ہی نہیں۔ اس کی نگاہیں کارپورن پر مرکوز تھیں میں نے انگلی سے ٹھونکا دیا تو وہ ہوش میں آیا۔

ہم کمرے سے باہر راہداری میں آئے اور میں نے دروازہ بند کر دیا۔ ہوٹل کے ایلیویٹر میں رکی میڈیرا نے کہا۔ "میرا خیال ہے حبیبی کیسل مین سے تمہاری کافی لمبی چوڑی گفتگو ہوئی۔"

میں نے سوالیہ نگاہوں سے رکی کی طرف دیکھا۔

"بھئی ظاہر ہے۔ حبیبی نے اپنے باپ کو بتایا۔ اس کے باپ نے چیف کو آگاہ کیا۔ چیف نے اوملی سے بات کی اور اس طرح یہ بات مجھ تک پہنچ گئی۔"

میں ہنس دیا۔

"میں بھی اسے ملا تھا۔ بڑی خوبصورت لڑکی ہے۔"

"اور میرا خیال ہے سرجنٹ کہ وہ بڑی حساس ہے اور منتیمو کی موت کا اس نے بڑا شدید اثر لیا ہے۔"

"کیا مطلب؟ کہیں اس کی باتوں سے یہ تو ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ خودکشی کرنے والی ہے اور اس کے باپ کو حفاظتی اقدامات کر لینے چاہئیں۔" رکی میڈیرا نے پوچھا

"وہ اگر ایسا کرنا چاہتی تو اب تک اپنے محبوب کے پاس پہنچ گئی ہوتی۔" میں نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔ "جب تک منتیمو کا قاتل زندہ ہے وہ خودکشی نہیں کرے گی البتہ اس کے بعد کچھ کہنا مشکل ہے۔"

۱۰

ہوٹل سے باہر آکر ہم تھوڑی دیر اور باتیں کرتے رہے۔ کاریون کے ساتھی اب تک کہیں دکھائی نہ دیئے تھے۔ پولیس کے کارکنوں کو دیکھ کر کہیں چھپ گئے تھے۔ گاس ریسٹورنٹ کے قریب پہنچ کر میں نے پوچھا۔ "کوئی نئی بات معلوم ہوئی؟"

زکی نے اپنے ہاتھ جیب میں ڈال لئے اور مایوسی سے سر ہلا دیا۔

"پارٹی میں شامل ہونے والوں کی پڑتال کا کیا نتیجہ رہا زکی۔ کیا کاریون پارٹی میں شامل تھا؟"

"ہاں، کاریون کے علاوہ بیس پچیس اور لوگ بھی پارٹی میں موجود تھے۔"

"کیا ان میں سے ہر ایک نے قتل کے وقت کہیں اور اپنی موجودگی ثابت کر دی ہے؟"

اس نے جیب سے سگریٹ کی ڈبیا نکالی اور ایک سگریٹ میری طرف بڑھا دیا

"ہاں ہر ایک نے معقول عذر پیش کیا ہے اور کسی پر شک کرنا مشکل ہو رہا ہے کیونکہ تم جانتے ہو کہ پارٹیوں میں اکثر لوگ ادھر ادھر گھومتے رہتے ہیں مثلاً باغ میں کمروں میں اور گیراج وغیرہ کے آس پاس۔"

"جھاڑیوں میں۔" میں نے اضافہ کیا۔

وہ مسکرا دیا۔ "ہاں رومان پسند جوڑے جھاڑیوں میں اور ہاں ایک دلچسپ بات

تمہیں بتاؤں۔ ہم نے ہر شخص کے متعلق پڑتال کی ہے۔ یہاں تک کہ کیسل مین، اس کی بیٹی اور ان کے وفادار ملازم ۔کیا نام ہے اس کا ٹاٹاگ۔ اس کو بھی نہیں بخشا۔"

یہ بات میرے لیے حیرت کا باعث تھی۔" وہ کیوں؟ کیا چیف کا دماغ خراب تو نہیں ہو گیا؟"

سگریٹ کا طویل کش لینے کے بعد اس نے جواب دیا۔" کچھ ہو ہی گیا ہے۔ مگر چیف ں کو بخشنا نہیں چاہتا۔"

" مگر کیسل مین اور اس کے ملازم کے متعلق چھان بین بڑی عجیب بات لگتی ہے۔ ن کے قتل کے متعلق کچھ معلوم ہوا؟"

" کچھ بھی نہیں۔ تگ و دو جاری ہے۔ اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

" میں ایک انداز سے پھر کام کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

" دیکھو جانی۔ اس وقت اس کا کوئی گرگا اس پاس موجود نہیں پولیس کارکو دیکھ سب چمپت ہو گئے ہیں مگر اس سے یہ مطلب لینا غلط ہوگا۔ کہ وہ ہمیشہ ہی کارلون سے رہیں گے۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ میرے جانے کے بعد کیا ہوگا؟"

" کارلون بھی کہیں چل دے گا۔"

" ہاں۔" رکی نے الفاظ چباتے ہوئے کہا۔ " کارلون اکیلا نہیں جائے گا۔ پہلے ن کے ساتھی لوٹ آئیں گے اور پھر کیا ہوگا؟"

میں نے محض شانے جھٹک دیئے۔

" کیا تمہارے دل کا غبار ابھی دور نہیں ہوا؟ تم نے کارلون کو مارا پیٹا اور جانے ں محبوبہ کے ساتھ کیا کچھ کیا۔ اب اور کیا چاہتے ہو؟"

"میں نے اس کے کمرے میں بدبو نہیں پھیلائی۔"

رکی میڈیرا نے میرا بازو تھام لیا۔ "دیکھو۔ اب بس کرو۔ کافی ہو چکی ہے تمہار
باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک اندھیرے میں بھٹک رہے ہو۔ کسی اور رخ سے تحقیقا
شروع کر دو۔"

میں ہنس دیا۔

"اچھا تمہاری مرضی" رکی نے برافروختہ ہو کر کہا۔ "لیکن یہ نہ بھول لو۔ کہ شاید اس
مرتبہ تمہیں اتنی مہلت نہ ملے کہ مجھے بلا سکو۔"

"تمہارے آنے پر پہلے ہی تمہارا شکریہ ادا کر چکا ہوں۔"

"اچھا۔ اچھا۔ جو جی میں آئے کرو۔ میں اب جا رہا ہوں۔"

"ہاں ایک کام اور کر دو۔ میری سیکرٹری سینڈی کو خود جا کر ملو یا فون پر
ہدایت کر دو کہ دفتر چھوڑ کر اپنی کسی سہیلی کے گھر میں پناہ لے لے اور صرف ایجنسی
اپنا پتہ بتائے اور ایجنسی والوں کو ہدایت کر دے کہ میرے سوا کسی اور کو اس کا پتہ نہ
"کاربون کے جوابی اقدام کے خیال سے ایسا کر رہے ہو۔ کہیں وہ تمہاری سیکر
کو نشانہ عتاب نہ بنا لے؟"

"ہاں کچھ ایسی ہی بات ہے۔ اچھا رکی اب ایک دو منٹ یہیں رک کر میرا انتظ
کر و۔ میں سڑک کے اس سرے پر کار لے آؤں۔ جب میری گاڑی تمہیں دکھائی دے
تو تم چل دینا۔ میں نہیں چاہتا کہ میری غیر حاضری میں کاربون نکل جائے۔"

"اچھا۔ دعا کے سوا تمہارے لئے اور کیا کر سکتا ہوں۔"

کار پارک میں کار ٹھہرانے کا معاوضہ ادا کرنے میں سڑک کے مجوزہ سرے پر

تو رکی میڈ یرا مجھے دیکھ کر اپنی پولیس کار میں اپنی راہ چل دیا۔

میں سگریٹ سلگا رہا تھا کہ میں نے لولا کو ہوٹل سے باہر آتے دیکھا۔ وہ فٹ پاتھ پر رک کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ اتنی دور مجھے کار میں دیکھ کر وہ ہرگز نہ پہچان سکی تھی۔ یا تو وہ کسی ٹیکسی کا انتظار کر رہی تھی یا کسی ساتھی کی کار کا۔

اب مجھے عجلت سے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہو رہا تھا۔ کہ یہاں رک کر کاریون کا انتظار کروں یا اس لڑکی کا تعاقب کروں۔ لیکن یوں ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ کاریون کہیں نہیں جا رہا یا پھر یہ بھی ممکن تھا۔ کہ لولا محض یہ دیکھنے آئی ہو کہ آسمان صاف ہے یا نہیں۔

لولا نے ایک ٹیکسی کو اشارہ کیا اور اتنی حسین اور نفیس سواری کو دیکھ کر ٹیکسی ڈرائیور ٹیکسی کو فٹ پاتھ پر چڑھانے سے بمشکل باز رہ سکا۔ میں نے لولا کا تعاقب کرنے کی ٹھان لی کیونکہ ہاتھ میں آیا ہوا ایک پرندہ جھاڑیوں میں چھپے ہوئے دو پرندوں سے بہر حال بہتر ہوتا ہے۔

ٹریفک کم ہونے کی وجہ سے تعاقب چنداں مشکل نہیں تھا۔ تاہم میں بڑی احتیاط سے کافی فاصلے پر رہا تاکہ اگر لولا نے ٹیکسی ڈرائیور کو محتاط کر دیا ہو تو بھی میرے تعاقب کا حال نہ کھل سکے۔

تھوڑی ہی دیر میں ہم مسوری دریا کا پل عبور کر کے شہر کے شمالی حصے میں جا پہنچے ایک گنجان آباد رہائشی علاقے کے وسط میں ٹیکسی رک گئی۔ میں بھی دور ہی رک گیا۔ اس علاقے سے میں کچھ زیادہ واقف نہیں تھا۔ لولا نے کرایہ ادا کیا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور بادل نخواستہ اسے چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔

تھوڑی دور چل کر لولا۔ بائیں ہاتھ گھوم گئی۔ میں اب پا پیادہ تعاقب کر رہا

تھا۔ چنانچہ مجھے دوڑ کر موڑ پر پہنچنا پڑا۔ کہ کہیں وہ کسی مکان میں غائب نہ ہو جائے۔ موڑ گھوم کر میں نے دیکھا۔ وہ ایک مکان کے دروازے کے سامنے کھڑی تھی۔ میں اس جگہ سے اس مکان کا نمبر نہیں پڑھ سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے جلدی سے مکان گننے شروع کر دیئے۔ لولا دائیں ہاتھ والے پانچویں مکان کے سامنے کھڑی تھی۔

چند لمحے انتظار کرنے کے بعد اس نے دوبارہ دستک دی۔ جب اس دستک کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا تو لولا نے اپنا پرس کھولا۔ مجھے معلوم نہیں اس نے پرس میں سے کیا چیز نکال کر دروازے پر استعمال کی، بہرحال یہ کوئی ماسٹر کی نہیں تھی۔ کاربون جیسے لوگوں کے ساتھ رہنے سے کم از کم اتنا فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ کہ مقفل دروازوں کو کھولنے کا ڈھنگ آجاتا ہے۔

گھر میں اس کے داخلے کے ٹھیک دو منٹ بعد میں دروازے پر پہنچا اس گھر کا نمبر ۲۳ تھا۔ میں نے دروازے کو آہستہ سے دھکا دیا۔ دروازہ آواز پیدا کئے بغیر کھل گیا۔ دوسرا دروازہ بھی اندر سے مقفل نہیں تھا۔ اب میں جدید فرنیچر سے مزین ایک نشستی کمرے میں پہنچ گیا تھا۔ اس کمرے کی ساری ہی چیزیں نفیس اور قیمتی تھیں۔

ساتھ والے کمرے میں سے آہٹ سنائی دی اور میں دبے پاؤں اس طرف چل دیا یہ ایک خوابگاہ تھی اور لولا بستر کی دوسری سمت کسی چیز پر جھکی کھڑی تھی۔ اس نے میری آہٹ نہیں سنی تھی۔ اب اچانک خطرے کی بو سونگھ کر وہ تن کر کھڑی ہو گئی اور مڑ کر دیکھا۔

مجھے دروازے پر پا کر اسے شدید دھچکا سا لگا۔ پرس پر اس کے ہاتھ کی گرفت سخت ہو گئی اور دوسرا ہاتھ بے محابا چہرے کی طرف اٹھ گیا۔ اس کی سیاہ آنکھیں حیرت سے گول

ہو گئیں اور لبوں نے بھی انگریزی حرف "او" کی صورت بدل لی۔ صدمے کے ابتدائی دور سے گزرنے کے بعد اس نے سرگوشی کی۔ "تم یہاں کیا کرنے آئے ہو ؟"

"یہی سوال میں بھی تم سے پوچھ سکتا ہوں۔"

اچانک اس کے لبوں پہ ایک شریر مسکراہٹ کھیل گئی "چلو میں نہیں پوچھتی اور میرا خیال ہے اب مجھے یہاں سے چل دینا چاہیئے۔ کہیں تم پھر مجھے نہ داب لو" یہ کہنے کے ساتھ ہی وہ میری طرف آنے لگی۔ میں دروازے کے عین درمیان کھڑا تھا۔ مجھے بدستور کھڑا پا کر وہ بولی "تمہارے ان بڑے بڑے کندھوں سے میں زور آزمائی نہیں کر سکتی مجھے جانے دو۔"

میں ہنس دیا "یقیناً۔ میں تمہارے راستے کی دیوار نہیں بنوں گا۔ لیکن پہلے ہم دونوں اس چیز کا اچھی طرح مشاہدہ کر لیں جسے تم دیکھ رہی تھیں" اس کے جواب دینے سے پہلے ہی میں نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اسے موڑ دیا۔ مجھے توقع تھی۔ کہ وہ کچھ احتجاج کرے گی۔ مگر وہ خاموشی سے گھوم گئی اور پھر دھکیلنے پہ آہستہ آہستہ بستر کی پرلی طرف جا رکی۔

فرش پہ پڑے ہوئے آدمی کی طرف دیکھ کر میں نے پوچھا۔ "کیا یہ تمہارا کوئی دوست ہے ؟"

لولا نے کوئی جواب نہ دیا۔

"یہ مردہ ہے! ہے نا ؟"

"تم جاسوس ہو بہتر اندازہ کر سکتے ہو۔"

"اچھا۔ تو اب غور سے سنو۔ ساری بات مجھے بتا دو ورنہ پولیس کو بتانا ہو گی۔ میں پولیس کو یہ بتائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ میں نے کس حالت میں تمہیں ایک ایسی لاش پر جھکے پایا

جو ابھی کچھ گرم تھی ۔"

وہ اچانک مڑی ۔" ضرور بتاتا ۔ بلی کو مرے ہوئے گھنٹے ہو چکے ہیں ۔"

" کیا یہ بلی سٹیج ہے ؟ "

اس نے مدھم آواز میں جواب دیا " ہاں ۔ "

" اپنا پرس دکھاؤ ۔ " میں نے کہا ۔ اور پھر دیوار کے پاس جا کر کھڑی ہو جاؤ ۔"

" میرے پاس کوئی اسلحہ نہیں ۔"

" جانم ۔ مجھے اپنی تسلی کر لینے دو ۔"

" لو دیکھ لو ۔" اس نے پرس بڑھا دیا ۔ مگر تسمہ بدستور پکڑے رکھا ۔

میں نے اوپر سے ٹٹول کر دیکھا ۔ پرس میں کوئی سخت شے نہ تھی ۔" اچھا اب جا کر وہاں کھڑی ہو جاؤ ۔"

اس نے نفرت آلود نگاہ مجھ پر ڈالی اور دیوار کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی ۔ میں نے قریب بیت بلی سٹیج کا جائزہ لیا ۔ اس کی لاش سرد اور برف کی طرح اکڑی ہوئی تھی ۔ اور اس کا مطلب تھا کہ اسے مرے ہوئے کافی دیر ہو چکی ہے اس نے ٹائی کے بغیر سوٹ پہن رکھا تھا ۔ لاش کے آس پاس خون نہیں تھا ۔ گلے کے گرد سرخ سا نشان تھا ۔ اور زبان باہر کو نکلی ہوئی تھی ۔ گلا گھٹنے سے پہلے اس نے ضرور جدوجہد کی تھی ۔ کیونکہ اس کے ہاتھ کندھوں تک اٹھے ہوئے تھے ۔

میں نے اٹھتے ہوئے پوچھا ۔" لولا یہاں کون رہتا ہے ؟ "

اس نے جواب دینے کی بجائے دونوں ہاتھ باندھ لئے ۔

" کون رہتا ہے یہاں ، جواب دو ۔ یہ کس کا گھر ہے ؟ " میرے لہجے میں ایسی سختی تھی جو میری تنک مزاجی کی غماز تھی ۔

"اس کی دوست لڑکی۔ لوزا یا ایسا ہی کچھ نام ہے۔"

"تمہیں یہ تو پتہ نہیں ہوگا۔ کہ اس وقت وہ کہاں ہے!"

لولا نے سر کو منفی انداز میں حرکت دی۔

"کارلون نے تمہیں یہاں کیوں بھیجا؟"

"اسی سے کیوں نہیں پوچھ لیتے۔؟"

"مت بتاؤ۔ تمہاری مرضی۔ آؤ پولیس کو فون کریں۔ وہی تم سے پوچھ لے گی۔" یہ کہتے ہوئے میں اس کی طرف بڑھا۔

"کرتے ہو تو کر دو۔ لیکن تمہیں معلوم ہے کہ وہ دیر تک مجھے روکے رکھیں گے ہال مایات کے تم گواہ ہو کہ میں کس وقت یہاں آئی۔ اتنی دیر میں میں اسے قتل نہیں کر سکتی تھی۔ ی ڈرائیور بھی میرے آنے کے وقت کے متعلق شہادت دے گا۔"

وہ ملی سیلین کی لاش کے قریب سے گزر کر بستر کا چکر لگاتی ہوئی آئی۔ اور اس کے پیچھے میں رہائشی کمرہ میں پہنچا۔ فون کرنے کے دوران وہ خاموش کھڑی رہی۔

"ہیلو کیپٹن ادملی ہوں۔" ادملی کی تھکی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں اپریل بات کر رہا ہوں۔"

"بولو۔ کیا بات ہے؟"

"میں شہر کے شمالی حصے میں دریا کے پاس پہنچا ہوا ہوں۔"

"تو؟"

"میں نے تمہارے لئے ملی سٹین کو ڈھونڈ لیا ہے۔ کارلون کی محبوبہ لولا نے مجھے اس پہنچایا ہے۔"

"نہیں۔ میں وعدہ کرتی ہوں۔"

"تو چلو۔ میرے آگے چلو۔"

ہم باہر نکلے اور چمکیلی دھوپ میں موڑ گھوم کر کار تک پہنچے۔ کار میں بیٹھ کر میں نے فیصلہ کیا کہ گھر کے قریب کار لے جاؤں اور دیکھتا رہوں کہ کوئی اور ہستی گھر میں نہ جائے چنانچہ میں کار گھر کی طرف لے چلا۔ متفکر اور پریشان چہرہ لئے لولا خاموشی سے میرے قریب بیٹھی ہوئی تھی۔ گھر کے قریب کار روک کر میں نے اس کی طرف دیکھا اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ رہا تھا۔ روتی ہوئی یہ خوفزدہ دوشیزہ اس عالم میں بے حد حسین دکھائی دے رہی تھی۔

"کیا ہوا؟"

"مجھے افسوس ہے کہ میں نے تمہیں برا بھلا کہا۔ میں پاگل ہو گئی تھی۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ بھول جاؤ وہ باتیں۔"

اس نے میری طرف دیکھا۔ "اگر تم نے معاف کر دیا ہے تو مجھے چوم لو۔ مگر بعد میں بے ہوش نہ کر دینا" اس کے چہرے پر شریر مسکراہٹ کھیل گئی۔

"بہت بہتر" میں نے سگرٹ کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔ اسے ترغیب دینے یا رجھانے کی اب کوئی حاجت نہ تھی۔ وہ سیٹ پر کھسکی اور میری باہوں میں آ رہی اس کی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں اور خوبصورت چہرہ میرے چہرے کے قریب تر ہو گئے اس کے لب نیم وا تھے۔ اور سفید دانت دکھائی دے رہے تھے۔

یہ بوسہ غیر معمولی طور پر طویل تھا۔ اس کے لب میرے چہرے کا طواف کرتے رہے اور میری نبضیں گرم ہونے لگیں۔ میں نے بمشکل قابو پا کر اپنے آپ کو الگ کیا۔

"شکریہ!" اس نے مخمور آواز میں سرگوشی کی۔

"تمہارا بھی شکریہ لولا۔ تمہاری جوانی کا یہ لمحہ یادگار رہے گا۔"

"اپنے لبوں پر سے لپ سٹک صاف کر لو۔"

میں نے رومال کی مدد سے لپ سٹک کے نشانات صاف کیے اس دن چند گھنٹوں کے دوران دوسری مرتبہ میں نے ایسا کیا تھا۔

چند لمحوں بعد سائرن کی آواز سنائی دی۔ لولا اب ہر طرح مطمئن دکھائی دے رہی تھی۔ اور سگریٹ پی رہی تھی۔

اومیلی کے ساتھ اس کا اسٹاف کو دو کر پولیس کاروں سے اترے۔ تھکا ماندہ ہونے کے باوجود اومیلی بڑی چستی سے قدم اٹھا رہا تھا۔ مجھے اس پر ترس آنے لگا۔ آج وہ صحیح معنوں میں حق حلال کی روزی کما رہا تھا۔ دو قتل ابھی سلجھے نہ تھے کہ تیسرے قتل کی تفتیش سر پر آن پڑی۔

میرے نزدیک آکر اس نے کہا۔ "یہ بھی کیا لعنتی دن ہے!"

۱۱

لاش کا جائزہ لینے کے بعد اومیلی لولا کو باہر لے گیا۔ اور تنہائی میں پوچھ گچھ کرنے لگا۔ میں ان کی گفتگو سن سکتا تھا اور نہ ہی ان کے ہونٹوں کی حرکت سے کچھ جان سکتا تھا

میڈیرا خوابگاہ سے باہر نکلا۔ تو میں نے اپنا پاؤں بڑھا کر اڑانے کی کوشش کی۔ اس نے قدم روک لئے اور مسکرا دیا۔ اور میں نے پوچھا۔ "کوئی نئی دریافت؟"
"نہیں۔ ایڈی اور تمی ابھی تک مفرور ہیں۔ اس سلسلے میں ہماری تمام کوششیں لاحاصل رہی ہیں۔ میتھیو اور بیٹی والٹرز کے قاتل یا قاتلوں کا ابھی کوئی سراغ نہیں ملا۔ چند معمولی سی باتیں معلوم ہوئی ہیں مگر انہیں سراغ نہیں کہا جا سکتا۔"
"اور وہ معمولی باتیں کیا ہیں؟" میں نے اشتیاق سے پوچھا۔
وہ میرے ساتھ کوچ پر بیٹھ گیا۔ "پارٹی میں شامل ہونے والوں میں سے ہر ایک کی نقل و حرکت کی ہم نے چھان بین کی ہے۔ پارٹی میں میتھیو اور مس کیسل مین بھی شامل تھے کارڈن، تمی، ایڈی اور مس کیسل مین وہاں تمام وقت اپنی موجودگی کا صحیح جواز پیش نہیں کر سکے۔"
"مس کیسل مین؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔
"ہاں چیف کے احکام کی وجہ سے اس کی نقل و حرکت کی پڑتال بھی کی گئی ہے۔ مس کیسل مین کا بیان ہے کہ وہ رات بھر اپنے مکان میں تنہا رہا ہے عام حالات میں ٹانگ کو وہاں ہونا چاہیئے تھا۔ مگر وہ چند دنوں کی رخصت پر تھا۔ اور کل رات ہی چھٹی سے لوٹا ہے"
"ہوں" میں نے کہا۔ "ان میں سے کس کی عدم موجودگی پر زیادہ شک کیا جا سکتا ہے"
"سب پر اور کسی پر بھی نہیں۔" اس نے راکھ فرش پر جھاڑتے ہوئے کہا۔ "جب تک قاتل یا مقصد قتل واضح نہیں ہوتا۔ کسی کو مشکوک فہرست سے خارج کرنا ناممکن ہے۔"
"میں خوابگاہ میں جا کر دیکھتا ہوں شاید کوئی نئی بات معلوم ہوتی ہو۔"
اس کے جانے کے بعد میں اکیلا رہ گیا تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا تھا۔ کہ کیا کروں یا کہاں جاؤں

بالآخر میں اٹھ کر باہر کی طرف چل دیا۔
کیپٹن اومیلی اور لولا ابھی تک مصروف گفتگو تھے۔ ان سے چند فٹ کے فاصلے پر میں انہیں صاف طور پر دیکھ سکتا تھا۔ مگر ان کی باتیں نہ سن سکتا تھا۔ اومیلی میری طرف کمر کئے کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ اس کی جیبوں میں ٹھونسے تھے۔
اپنی اہمیت جتانے کا ایک بہترین طریقہ مجھے سوجھا اور میں نے اس پر عمل کرتے ہوئے اپنی کار کی طرف قدم بڑھایا۔ اومیلی نے فوراً ہی مجھے آواز دی۔" جانی۔ یہاں آؤ۔ میں تم سے کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے لولا سے کچھ کہا۔ اور وہ کندھے اچکا کر گھر کے اندر چلی گئی۔
اومیلی کے ماتھے پر شکنوں کا جال بنا ہوا تھا۔" اس کیس کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟"
میں نے شروع سے آخر تک لولا کے تعاقب کا حال کہہ سنایا۔
" تمہارے پہنچنے سے کتنی دیر پہلے وہ گھر میں داخل ہوئی تھی!"
" زیادہ سے زیادہ دو منٹ پہلے۔"
" وہ کہتی ہے۔ کہ وہ لوزا سے ملنے آئی تھی۔"
" یہ جھوٹ ہے!" میں نے کہا۔
اس کی بھنووں پر ایک اور شکن ابھر آئی۔" وہ کیسے؟"
" تھوڑی دیر پہلے میں نے اس سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ اسے لوزا کے نام کا آخری حصہ بھی معلوم نہیں۔ میرا خیال ہے کہ کاربون نے اسے ملی سیٹن کی خیر خیریت معلوم کرنے بھیجا تھا۔"
اومیلی نے اپنا ہیٹ پیچھے کی طرف سرکایا۔" میرا بھی یہی خیال ہے۔ جانی تمہیں معلوم

ہے۔ کہ یہاں صرف چار بڑے مشہور ہیں۔ ایڈی، ہنی، بلی اور کارلیون ـــ ان میں سے دو قتل ہو چکے ہیں۔ اور ایک مفرور" چند لمحوں بعد اس نے کہا۔" کیا خیال ہے تمہارا؟ کوئی نیا گروہ تو مصروف عمل نہیں؟"

"نئے گروہ کے متعلق کچھ کہنا قبل از وقت ہو گا۔ کارلیون کے متعلق کیا خیال ہے؟" میں نے کہا۔

"اسی زاویئے سے ایڈی کے متعلق سوچا جا سکتا ہے۔"

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد اومیلی نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔" منیجو کے قتل کا بڑا شہرہ ہو رہا ہے۔ خدا غارت کرے اسے اگر وہ مس کیس مین سے منسوب نہ ہوتا۔ تو اس کے قتل کی اتنی اہمیت ہرگز نہ ہوتی۔ اب شام کے اخبارات میں بھی نمایاں طور پر اس کا ذکر ہو گا۔ زناٹے دار اداریہ ہو گا۔ اور پولیس کی کارکردگی پر بے حسی سے تبصرے ہوں گے"

اومیلی سو فیصد ٹھیک کہہ رہا تھا۔

" جانی۔ لولا کوئی قابل ذکر بات نہیں بتا رہی۔ اور اس پر سختی کرنا اس لیے مناسب نہیں کہ اس وقت وہی ایک ترپ کا پتہ ہمارے پاس ہے میں اسے آزاد کر رہا ہوں۔ ممکن ہے وہ ہمیں کسی مفید سراغ تک لے جائے ـــ اب آگے تمہارا کام ہے۔ میں یہاں سے فارغ ہو کر کاربون کے پاس جاؤں گا۔"

گویا اومیلی نے لولا کے تعاقب پر مجھے لگا دیا تھا۔

اومیلی اپنی رو میں کہہ رہا تھا۔" اب وقت آ گیا ہے کہ کارلیون سے دو دو باتیں ہو جائیں۔ ڈکی میڈیرا نے بتایا ہے کہ اس کے ساتھ تمہاری جھڑپ ہو چکی ہے۔"

" ہاں ایک دلچسپ جھڑپ۔"

اس مرتبہ اومیلی نے اعتراض نہیں کیا۔ تین قتل ہو چکے تھے۔ اب کاربون کا باپ بھی ہوتا۔ تو اومیلی اعتراض نہ کرتا۔

"میرا خیال ہے کہ میں اس سے کچھ نہ کچھ ضرور اگلوا لوں گا۔" اومیلی نے کہا۔ "اور اگر مجھے شبہ ہو گیا کہ کسی طرح اس کا ہاتھ بھی ہے۔ تو پھر وہ جیل جانے سے نہیں بچ سکے گا۔ اچھا اب میں اندر جا کر لولا کو باہر بھیج رہا ہوں۔ خیال رکھنا۔" یہ کہہ کر وہ مڑا اور گھر کے اندر چلا گیا۔

میں دو پرندوں کی خوش فعلیاں دیکھنے لگا۔ وہ فضا میں قلابازیاں لگا رہے تھے۔ کچھ اور وقت گزرا اور قدموں کی چاپ کے ساتھ دروازہ کھلا۔ لولا اکیلی باہر آ رہی تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ میری طرف آ گئی اور خوشی سے چہک کر بولی۔ "مجھے چھٹی مل گئی ہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "مبارک ہو۔"

"تمہارے متعلق کیا فیصلہ ہوا ہے۔"

"میں بھی آزاد ہوں۔"

اس نے اپنا پرس جھلاتے ہوئے کہا۔ "تو ایک لڑکی کو لفٹ (سواری) دینے کے متعلق کیا خیال ہے؟"

میں نے لبوں پر بہترین مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا: "نیک خیال ہے۔"

ہم دونوں کار کی طرف چلے تو میں نے پوچھا۔ "کون سی جگہ جانا ہے؟"

"ابھی میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔ کار میں بیٹھ کر سوچوں گی۔"

میں نے مرغولہ اچھالتے ہوئے کہا۔ "کیا انجی پریشان نہیں ہوگا؟"

اس نے جواب دینے سے پہلے کنکھیوں سے میری طرف دیکھا۔ "اسے مجھ پر اعتماد ہے اور

اس بات کا یقین ہے۔ کہ میں بلا ضرورت اس سے دور نہیں رہ سکتی۔"

میں نے کار کا دروازہ کھولا۔ اور وہ اندر جا بیٹھی۔ اندر بیٹھتے ہوئے اس نے اپنی سڈول گوری گوری پنڈلیوں کی خاطر خواہ نمائش کی۔ جب وہ سکرٹ ٹھیک کرنے لگی۔ تو میں نے کار کا دروازہ بند کر دیا۔ اور کار کے گرد گھوم کر دوسرے دروازے سے ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا۔

میں نے کار سٹارٹ کی اور یہ سبیل تذکرہ کہا۔" میں شاید پہلے بھی پوچھ چکا ہوں۔ کہ کارون سے کیوں چمٹی ہوئی ہو۔ تمہیں کوئی اچھا آدمی بھی مل سکتا ہے۔"

اس نے شرارتی لہجے میں کہا۔" مثلاً تم!"

اتنے میں ایک موٹر سائیکل سوار کو بچانے کی کوشش میں میں نے کار کو اچانک لہر دی اس جھٹکے نے لولا کا توازن بگاڑ دیا۔ پہلے وہ دروازے کی طرف جھکی اور پھر میرے ساتھ آ لگی۔ اب کار ہموار چل رہی تھی مگر لولا نے پیچھے ہٹنے کی کوئی کوشش نہ کی۔

"گدھے کا بچہ !" میں نے موٹر سائیکل والے کو کوسا اور پھر لولا سے مخاطب ہوا۔" نہیں لولا۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میرا مطلب تھا۔ کہ تم کسی بہتر آدمی کے پاس بہ آسانی ملازمت کر سکتی ہو۔"

" میں نے ملازمت بھی کر دیکھی ہے۔ مگر جواب مل گیا۔"

میں نے اپنی کہنی سے اس کے نرم جسم میں ٹھونکا دیتے ہوئے کہا۔" تو تم کام چور رہو گی"

چند لمحوں تک اس نے کچھ نہ کہا۔ پھر گویا پھٹ پڑی۔" دیکھو اپریل میں تفصیل میں نہیں جاؤنگی۔ میں نے باعزت روزی کمانے کی بڑی کوشش کی۔ لیکن میں جہاں بھی گئی وہیں میں نے ان لوگوں کا ایک جم غفیر دیکھا۔ جو عورت کو بس ایک کام کے لئے موزوں سمجھتے

ہیں۔ مجھے یقین ہے۔ میرا مطلب تم سمجھ گئے ہو گے۔ میں سارا سارا دن کڑھتی رہتی اور قدم قدم پر اپنی جان بچانے کی کوشش کرتی رہتی۔ جب وہ ناکامی کا منہ دیکھتے تب مجھے جواب دے دیا جاتا۔ ایک مرتبہ صرف ایک ہفتے میں مجھے چار دفتروں سے محض اسی لئے نکالا گیا۔ کہ میں نے ان کی نفسانی خواہشات کا شکار ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ کیا یہ ایک ریکارڈ نہیں؟"

"ہاں واقعی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"تقریباً سال بھر پہلے کاربون سے میری ملاقات ہوئی۔ وہ ایک عورت کا متلاشی تھا۔ اب تک میں بھی سمجھ دار ہو چکی تھی۔ عورت کے معاملہ میں کاربون بڑا شاہ خرچ واقع ہوا ہے۔ ایک سال کے بعد بھی اس کی شاہ خرچی میں کوئی کمی نہیں آئی۔ مجھے بس اتنا کام ہے کہ بستر پر اس کی مرضی کے مطابق اسے مسرتیں بخشوں حالات یہ ہوں تو مجھے نوکری کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟"

"کہیں کچھ پینا پسند کرو گی؟" میں نے موضوع بدل دیا۔

وہ خاموش رہی اس خاموشی کو الٹی خاموشی نیم رضا جانتے ہوئے میں نے کسی متاب ریستوران پہنچنے کا فیصلہ کیا۔ شہر پہنچنے تک وہ بدستور میرے ساتھ لگی بیٹھی رہی۔ کبھی کبھی میری طرف دیکھ لیتی مگر میں نے اپنی نگاہیں سڑک پر جمائے رکھیں۔

شہر آ کر میں نے ہینگم بار کا رخ کیا۔ بار کے گیراج میں کار پارک کرنے کے بعد ہم ہینگم بار کے شفاف شیشوں والے دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ بار میں پہنچ کر لولا نے کہا۔ "جانی میرے لئے ایک ڈبل سکاچ منگاتا

بیرا قریب ہی آ کھڑا ہوا تھا۔ میں نے آرڈر دیا۔ "دو ڈبل سکاچ لے آؤ۔ برف کے ساتھ"

لولا نے سگرٹ سلگا کر بادل کا چھوٹا سا ٹکڑا ہوا میں لہرا دیا۔ اور بولی "بغلی دروازے پر ٹیپ ریکارڈر پڑا ہے۔ موسیقی کا انتظام کرو۔"

میں نے ریکارڈر سے منسلک خانے میں چند سکے جمع کرائے۔ اور فہرست دیکھنے کے بعد چار نمبر بٹن دبا دیا۔ ایلا جیرالڈ کی شیریں آواز فضاؤں میں رس گھولنے لگی۔ سے

دنیا میری غلام ہے۔ خوشیاں میرا نصیب

ہاتھوں میں ہے کہ جام ہے۔ پہلو میں ہے حبیب

سکاچ کا بڑا سا گھونٹ حلق سے اتارتے ہوئے لولا نے کہا۔ "مجھے یقین ہے میرا مقدر ضرور بدلے گا۔"

چلو اب اس موڈ سے نکلو۔" میں نے مشورہ دیا۔ "اس گیت کے متعلق کیا خیال ہے۔

سے دنیا میری غلام ہے..... "

اس نے دوسرے بڑے گھونٹ میں جام خالی کرتے ہوئے کہا۔ "بہت پیارا ریکارڈ ہے"

ہم بیٹھے سگرٹ اور شراب پیتے رہے۔ ریکارڈ پلیر خاموش ہوا تو میں نے چند اور سکے ڈال کر اسے دوبارہ چلا دیا۔ ہینگر بار میں اس وقت صرف ہم دو گاہک تھے۔ لیکن ہم تیزی سے شراب نوشی کرتے ہوئے منیجر کو خسارے کا احساس نہ ہونے دے رہے تھے۔

تیسرے ڈبل سکاچ کے بعد ہماری رفتار کم ہوئی۔ موسیقی کی لہریں فضا میں نغمے بکھیر رہی تھیں۔ رات دو بجے سے جاگنے اور مسلسل بھاگ دوڑ کی وجہ سے میرے اعصاب میں جو تناؤ پیدا ہو گیا تھا۔ وہ رفتہ رفتہ کم ہوتا گیا۔

لولا نے مخمور آواز میں کہا۔ " ریکارڈ کے قریب سے کرسیاں ایک طرف کر دو تاکہ ہم ڈانس کر سکیں۔"

میں بھی تفریحی موڈ میں آ چکا تھا۔ چنانچہ اٹھ کر کرسیاں ایک طرف کر دیں اور وہ لہراتی ہوئی میری باہوں میں آ رہی رقص کے لئے اب جگہ قدرے تنگ تھی۔ مگر لولا کو کوئی تردد نہ تھا۔ میری باہوں میں اسے سکون محسوس ہو رہا تھا۔ رقص کرتے ہوئے ہمارے جسم یوں مس ہو رہے تھے۔ جیسے ایک لہر دوسری سے گلے مل رہی ہو۔ یا پھر بادل کا ایک ٹکڑا کسی تیز جھونکے کے زیر اثر دوسرے ابر پارے میں مدغم ہو رہا ہو۔ لولا کے جسم سے حرارت، خوشبو اور نرمی کی لہریں اٹھ اٹھ کر میرے حواس پر چھا رہی تھیں۔ میں یہ بھول چکا تھا۔ کہ اس وقت میں کو لسے طبق کی سیر کر رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اگر کوئی کمہار اس وقت اپنی گم شدہ گدھی کے متعلق پوچھ بیٹھتا۔ تو بھی میں ہوش میں نہ آتا۔

سکاچ کا نشہ رفتہ رفتہ میرے دل و دماغ کو ایک رنگین حلقے میں محصور کر رہا تھا تاہم اپنی عادت کے مطابق دروازے کے قریب سے چکر کاٹتے ہوئے میں شفاف شیشوں میں سے باہر کا منظر بھی دیکھ لیتا تھا۔ لولا رقص کے لحاظ سے بہترین ساتھی تھی۔ وفور جذبات سے رندھی ہوئی آواز میں میں نے کہا۔ "ڈرتا ہوں کہیں تم سے محبت نہ ہو جائے" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ "وہ تو میں ابھی سے محسوس کر رہی ہوں" یہ کہہ کر وہ کسی قدر پیچھے ہٹ گئی۔ اور میری محبت خلاؤں میں بھٹکتی رہ گئی۔

عین اسی وقت میری نگاہ دروازے سے باہر پڑی اور میرا سارا نشہ ہرن ہو گیا۔ ایک لمحے کے لئے میرے قدم تھم گئے اور لولا کی کمر کے گرد میری باہوں کا حلقہ اتنا تنگ ہو گیا۔ کہ وہ کراہ اٹھی۔

باہر کار میں مجھے ایڈی نورس کی محبوبہ نکی نظر آئی تھی۔

اس کا چہرہ بار کے دروازے اور کار کی کھڑکی کے شیشوں میں سے صاف دکھائی

دے رہا تھا. کار رکی ہوئی تھی۔ غالباً راستہ صاف ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ اس نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا رکھا تھا۔

میں اچانک ہوش میں آگیا: "لولا"

"ہاں پیارے۔" لولا نے جذبات کے نشے سے چور آواز میں کہا۔

"چلو آؤ چلیں۔" میں نے اپنے آپ کو اس سے الگ کرتے ہوئے کہا۔ اس کی تشنہ باہیں احتجاج کرتی رہ گئیں۔ وہ اب بھی موسیقی کی دھن پر جھوم رہی تھی۔

میں نے ریکارڈ پلیئر پر سے اپنا ہیٹ اٹھایا۔ میرے چہرے کے آثار دیکھ کر لولا بھی ہوش میں آگئی اور بولی: "بات کیا ہے؟"

"پیچھے مڑ کر مت دیکھنا۔ میں جا رہا ہوں۔ ایڈی کی محبوبہ نکی مجھے باہر دکھائی دی ہے۔ آنا چاہتی ہو تو آجاؤ۔"

"لیکن ہمیں کرنا کیا ہے؟"

"جونہی اس کے راستے کی رکاوٹ دور ہوتی ہے اور وہ آگے بڑھے، ہم اپنی کار میں اس کا تعاقب کریں گے۔" اتنے میں نکی کے راستے کی رکاوٹ دور ہو چکی تھی۔ اور اس کی کار دھیرے دھیرے حرکت کرنے لگی تھی۔

جونہی کار آگے بڑھی، لولا کا ہاتھ پکڑ کر میں تیزی سے گیراج کی طرف گیا۔ جلدی جلدی ہم کار میں بیٹھے اور اس طرف چل دیئے۔ جس طرف نکی گئی تھی۔ اس سڑک پر ٹریفک یک طرفہ تھا۔ لازمی بات تھی۔ کہ نکی ونڈاٹ کی طرف گئی ہو گی۔

میں ہر لمحہ کار کی رفتار بڑھاتے چلا گیا۔ اور پھر نکی کی کار مجھے دکھائی دے گئی وہ مجھ سے ایک بلاک دور تھی۔ پھر جلد ہی یہ فاصلہ اور کم ہو گیا۔ میں نے اپنی کار کی

رفتار کو اسی رفتار کے مطابق کر لیا۔ جس پر نکی کی کار جا رہی تھی۔ کیونکہ فاصلہ اور کم کرنا کسی طرح مناسب نہ تھا۔

وہ ایک بھورے رنگ کی دو دروازوں والی اولڈز ساخت کی کار میں تھی میں نے لولا سے کہا

"ممکن ہے ہماری یہ بھاگ دوڑ بیکار ثابت ہو۔"

"کوئی بات نہیں" لولا نے جواب دیا۔ "بڑی بات یہ ہے کہ میں تم سے دور ہونا نہیں چاہتی۔"

"وہ کیوں؟"

"اتنے بدھو تو نہیں ہو کہ اتنی سی بات بھی نہ سمجھ سکو۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "شکریہ"

وہ گٹ گٹ کر کے ہنسنے لگی۔ ظاہر تھا۔ کہ وہ اپنی خواہشات کو تشنہ نہیں رہنے دینا چاہتی۔

میں نے عقبی مناظر دکھانے والے آئینے کو ذرا استوار کیا۔ اور ایسا کرتے ہوئے دیکھا کہ مرکری ساخت کی ایک کار ہمارے پیچھے آ رہی ہے۔ اس کار کا رنگ میری کار کی طرح سیاہ تھا۔ اور عمر میں یہ کار میری کار سے ایک سال چھوٹی تھی۔ اس میں دو شخص بیٹھے ہوئے تھے

ہم بارھویں سے تیرھویں سڑک پر پہنچے اور نکی بائیں طرف مڑ کر مین روڈ کی طرف چلدی میں بڑی احتیاط سے اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ لولا اپنی باہوں کو لٹکائے خاموشی سے بیٹھی ہوئی تھی۔ اور پھر ایک اور انکشاف ہوا۔ عقبی عکاس پر نظر ڈالتے ہی پتہ چلا کہ مرکری کار اب بھی ہمارے تعاقب میں تھی۔ اب یہ پتہ نہیں تھا۔ کہ وہ کس کا تعاقب کر رہے تھے نکی، لولا یا پھر جانی کا؟

۱۲

عمارتیں اور بازار پیچھے کی طرف سرکتے رہے اور کاریں آگے بڑھتی رہیں۔ نکی اب بھی ایک بلاک کے فاصلے پر تھی۔ اور تعاقب کے لئے یہ بے حد موزوں فاصلہ تھا البتہ مرکیری کار بڑے غیر محتاط انداز سے ہمارا تعاقب کر رہی تھی۔ یوں لگتا تھا۔ جیسے انہیں اس بات کی کوئی پروا نہ ہو کہ انہیں دیکھ لیا جائے گا۔

"تمہارا کیا خیال ہے جانی۔" لولا نے پوچھا۔

میری آنکھیں نکی کی کار پر مرکوز رہیں اور میں نے پوچھا: "کس بارے میں؟"

"تم جانتے ہو کہ ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔" گویا لولا کو بھی تعاقب کا حال معلوم ہو گیا تھا۔ اس نے عقبی عکاس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مزید کہا: "میں عموماً ان پر نگاہ رکھا کرتی ہوں یہ جو کوئی بھی ہیں بڑے چھٹے ہوئے بدمعاش لگتے ہیں مجھے تو خوف محسوس ہونے لگا ہے۔"

"ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ ممکن ہے یہ محض اتفاق ہو شاید وہ ہمارے تعاقب میں نہ ہوں۔ بہرحال میں چیک کئے لیتا ہوں۔" یہ کہہ کر میں نے اپنی گاڑی کو آہستہ کیا اور کھڑکی سے ہاتھ باہر نکال کر پیچھے آنے والی کار کو اشارہ کیا کہ میں کار روک رہا ہوں وہ آگے گزر جائے۔ پھر میں نے پانچ سیکنڈ میں اپنی گاڑی روک لی۔

مرکری کار کے دونوں مسافر بڑے دوستانہ انداز میں باتیں کرتے ہوئے اپنی کار کو گذار لے گئے اور جب وہ اگلی نکڑ پہ پہنچے تو دائیں ہاتھ مڑ گئے۔ میں انتظار کرتا رہا۔ تاکہ وہ کافی آگے چلے جائیں۔ پھر میں نے مرسیڈیز کو حرکت دی اور نکی کے پیچھے تیزی سے چل دیا۔ نکی اب مجھ سے دو بلاک کے فاصلے پر تھی۔ میں نے ایکسلیٹر پہ دباؤ دیا۔ اور میری گاڑی کی رفتار ستر میل فی گھنٹہ ہوگئی۔ جلد ہی میں نکی کی کار سے ایک بلاک کے فاصلے پہ پہنچ گیا۔ اب میں نے رفتار میں کمی کر دی۔

میں نے اور لولا نے ایک ہی وقت میں جان لیا۔ کہ مرکری کار بلاک کا چکر لگا کر پھر ہمارے پیچھے لگ گئی ہے۔ مرکری نے بلاک کا چکر بڑی تیزی سے لگایا تھا۔ اور اب ہمیں کوئی شک نہ رہا کہ وہ دونوں ہمارا پیچھا کر رہے ہیں۔

"میں نے کار کا پلیٹ نمبر یاد رکھ لیا ہے۔" لولا نے کہا۔

"تم بڑی ذہین ہو۔ ہر بات کا خیال رکھتی ہو۔" میں نے شرارتی نگاہیں اس پہ ڈالتے ہوئے اسے سراہا۔

میرا مطلب سمجھ کر وہ مسکرا دی۔ "خیر ہر چیز کا تو نہیں۔ مجھے اب تک یہی پتہ نہیں کہ یہ سب ہے کیا؟"

"کیا مطلب؟"

لولا نے کھنچی ہوئی آواز سے کہا۔ "یہ سب لوگ کیوں قتل ہو رہے ہیں۔ بنی۔ سٹین اور میٹ۔ ان کے قتل سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ پتہ نہیں کب ہماری باری آجائے۔"

"ہاں۔" میں نے ایک گہری بات سوچتے ہوئے کہا۔ "بہرحال مجھے یقین ہے کہ ابھی ہم زندہ رہیں گے۔"

لولا نے اپنی گھڑی دیکھی اور اس کے منہ سے نکلا۔ "اوہ!"

"کیوں؟ کیا کسی کو وقت دے رکھا ہے؟"

"مجھے کچھ شرطیں بدنا تھیں۔"

میں نے قہقہہ لگایا۔ "کس کی وساطت؟ شہر کے ہر بکی کی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں اور تم شرط بدرہی ہو۔"

میرا یہ قہقہہ اس نے طنز کے طور پر لیا۔ اس کی آنکھیں سکڑ گئیں۔

"تو گویا تم گھوڑوں پر شرطیں لگایا کرتی ہو!"

چند لمحوں کے توقف کے بعد اس نے کہا۔ "ہاں مجھ میں بھی ایک بری عادت ہے"

"یہ تو کافی مہنگی عادت ہے۔"

اس مرتبہ اس کی خاموشی نے میرے ذہن میں اودھم مچاتے ہوئے شکوک وشبہات کی تائید کر دی۔

تعاقب تسلسل سے جاری تھا۔ نکی اب تک مین روڈ پر جا رہی تھی۔ اور میں اور سب پیچھے مرکری کار بھی مین روڈ پر اڑے چلے جا رہے تھے۔

اس کے بعد میرے اور لولا کے درمیان کافی دیر خاموشی طاری رہی آگے ٹریفک کچھ گنجان ہو گیا تھا۔ اور مجھے کار سنبھال کر نکی کا تعاقب کرتے ہوئے کافی دشواری پیش آرہی تھی۔ میں انتہائی کوشش کر رہا تھا۔ کہ نکی کو یہ پتہ نہ چلے کہ میں اس کا دم چھلا بنا ہوا ہوں۔

پھر ایک جگہ نکی کو مڑتے دیکھ کر میں مڑ گیا اور پیچھے آنے والی مرکری کار بھی ہمارے پیچھے مڑ گئی۔ مجھے اس بات کا یقین تھا۔

پھر یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ ہم ایڈی نورس کے گھر کے نواح میں پہنچ چکے تھے نکی اپنی کار میں بیٹھی ایڈی کے گھر کے سامنے سے گذر گئی وہ بڑے غور سے آس پاس دیکھ رہی تھی۔ شاید جائزہ لے رہی تھی۔ کہ مطلع صاف ہے یا نہیں۔ ایڈی کے گھر کے قریب سے گذرتے ہوئے میں نے دیکھا۔ کہ اب وہاں کوئی سپاہی متعین نہیں تھا۔ ظاہر تھا کہ ادمیلی نے گھر کی نگرانی بے سود جان کر سپاہی کو بلوا لیا ہوگا۔

میرے پیچھے مرکری کار بھی بلاک کا چکر لگانے میں مصروف تھی۔ نکی کی کار نے پورے بلاک کا چکر لگایا اور نکی ایڈی کے گھر کا جائزہ لیتے ہوئے دوبارہ گھر کے قریب سے گذر گئی مجھے یقین ہو گیا۔ کہ یہ گھر ہی نکی کی منزل مقصود ہے اور جونہی اسے یقین ہو جائے گا۔ کہ پولیس کا کوئی کارکن موجود نہیں وہ اپنی کار روک لے گی۔

میرا یہ یقین سچ ثابت ہوا۔ اس مرتبہ میں نکڑ گھوما تو نکی اپنی کار سے اتر کر گھر کے گیراج کی طرف تیزی سے جا رہی تھی۔ میں نے اپنی کار وہیں روک لی۔ اور اتر کھڑا ہوا لولا کھی میرے ساتھ اتر آئی اور بولی "اس حالت میں میں یہاں نہیں رک سکتی کہ دو خطرناک آدمی ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔"

"ٹھیک ہے آجاؤ۔" میں نے کہا۔ اور سگریٹ سلگاتے ہوئے مڑ کر تیزی سے پیچھے کی طرف دیکھا۔ مرکری کار والوں نے بھی کافی فاصلے پر کار روک لی تھی۔ اور یوں ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ وہ اپنی کار سے باہر نکلنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔

ہم خاموشی سے ایڈی کے گھر کے نچلی دروازے پر پہنچ گئے۔ نکی میرے ساتھ کھڑی تھی۔ وہ بے حد خوفزدہ دکھائی دے رہی تھی۔ پتہ نہیں کیوں؟ میں نے دروازہ کو دھکا دے کر دیکھا۔ دروازہ مقفل تھا۔ لولا نے مجھے دروازے کی مٹھی گھماتے دیکھ کر کہا۔" وہ اپنے

پیچھے اسے بند کر گئی۔ . .

کوئی جواب دیئے بغیر میں نے اپنی جیب سے چابیوں کا گچھا نکالا۔ اور تالا کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ چوتھی چابی کام کر گئی۔ میں نے آواز پیدا کئے بغیر دروازے کو آہستہ سے دھکا دیا۔ اور لولا کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ دروازے اور روشندانوں کے شیشوں میں سے سورج کی روشنی اندر آ رہی تھی۔ اور اندر اندھیرا نہیں تھا۔

ہم دوسرے دروازے پر پہنچ گئے جو گھر کے اندر کھلتا تھا۔ اسے تالا نہیں تھا۔ ہم اندر داخل ہوئے۔ ایک مختصر سی راہداری تھی۔ اور تقریباً آٹھ قدموں کے فاصلے پر ایک اور دروازہ تھا۔ اس دروازے کی مٹھی میں نے آہستہ آہستہ گھمائی اور پھر ہلکا سا دھکا دیا۔ تو یہ چند انچ کھل گیا۔ میں پورے انہماک سے کن سوئیاں لینے کی کوشش کرنے لگا۔

تیز تیز قدموں کی چاپ مجھے سنائی دی۔ یقیناً یہ نکی کے قدموں کی چاپ تھی۔ پھر خالی مکان میں اس کی متفکر آواز گونجی "ایڈی۔ ایڈی تم کہاں ہو؟ یہ میں ہوں نکی!"

اس کی آواز گھر کے عقبی حصے سے آ رہی تھی۔ پھر دوبارہ قدموں کی چاپ سنائی دی اس مرتبہ چاپ پہلے سے زیادہ تیز اور سریع تھی۔ اس نے ایک دفعہ پھر ایڈی کو زور سے پکارا۔ مگر کسی نے اس پکار کا جواب نہیں دیا۔

نکی نے ایک مرتبہ پھر ایڈی کو آواز دی اس مرتبہ آواز نسبتاً قریب سے سنائی دی تھی مجھے خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں وہ ہماری طرف نہ آ جائے۔ مگر دفعتاً قدموں کی چاپ دور ہوتی سنائی دی اور چند لمحوں بعد یہ چاپ ظاہر کرنے لگی۔ کہ وہ سیڑھیاں چڑھ رہی ہے

اب خاموشی نے پورے مکان کو گھیر لیا۔ میرا خیال ہے بالائی منزل پر دبیز قالین اور غالیچے بچھے ہوئے تھے۔ کیونکہ بالائی منزل پر نکی کے چلنے پھرنے سے کوئی آہٹ

نہ سنائی دے رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد تیزی سے بے حد تیزی سے سیڑھیاں اترتی ہوئی چاپ سنائی دی۔ اس چاپ میں گھبراہٹ اور تیز رفتاری دونوں موجود تھیں۔

ایک کے بعد دوسرا سنٹ بھی اسی طرح خاموشی سے گزر گیا۔ یہ دو منٹ مجھے بے حد طویل محسوس ہوئے۔ معاً میں نے ٹیلیفون کا ڈائل گھمانے کی آواز سنی وہ بڑی خاموشی سے ٹیلیفون کے پاس پہنچی تھی۔ کوئی نمبر ڈائل کرنے کے بعد وہ انتظار کرتی رہی اور جب کوئی جواب نہ ملا۔ تو اس نے چونگا کریڈل پر رکھ کر دوبارہ اٹھالیا۔ اور کوئی اور نمبر یا پھر وہی نمبر ملانے کی کوشش کی۔ اس مرتبہ بھی کسی نے جواب نہ دیا۔ اس نے چونگا رکھ کر پھر بلند آواز میں کہا۔" ایڈی!" اس مرتبہ اس کی آواز تنی ہوئی تھی۔ اور کسی قدر خوفزدہ محسوس ہو رہی تھی۔

اس کے چلانے پر کسی نے جواب نہ دیا۔ اور میں نے سوچا یہی وقت ہے کہ میں اپنی موجودگی ظاہر کر دوں چنانچہ میں نے اولا سے سرگوشی کی۔" جب تک میں واپس نہ آؤں یا تمہیں بلاؤں تم یہیں رک کر انتظار کرو۔" یہ سن کر میرے بازو پر اس کی گرفت قدرے سخت ہو گئی۔

میں نے دروازے کو اور دھکیلا اور اندر جھانکا۔ اور پھر دبے پاؤں اس کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ اسے میری موجودگی کی ذرا خبر نہ ہوئی۔ میں نے نرمی سے کہا۔" ہے۔ نبی!" اس نے چونک کر میری طرف سر کو جنبش دی۔ مجھے دیکھ کر حیرت سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ پھر اس نے اداسی سے کہا۔" تم!" ایڈی کی جگہ مجھے دیکھ کر وہ بے حد مایوس نظر آرہی تھی۔

میں نے قدم بڑھا کر کہا۔" ایڈی کہاں ہے؟"

اس نے گنگ حالت میں میری طرف دیکھا۔ درحقیقت اسے پتہ نہیں تھا۔ کہ اس وقت

ایڈی کہاں ہے۔

"کیا تمہاری اور اس کی یہاں ملاقات طے تھی؟"

اس نے سر کو ہلکی سی جنبش دی۔ اس کا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔ اور چہرہ اتنا فکرمند تھا۔ گویا وہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہونے والی ہو۔

"تم نے کسے فون کیا تھا؟" میں نے سوال کیا۔

میرے اس سوال پر اس کے اگلے اقدام نے میرے پاؤں تلے سے زمین ہی کھینچ لی۔

وہ کسی ٹوٹی ہوئی ٹہنی کی طرح میرے بازوؤں میں آرہی اور اشکوں سے رندھی ہوئی آواز میں بولی۔" جانی۔ وہ مر چکا ہے۔ اسے قتل کر دیا گیا ہے" اس کے ساتھ اس نے ایک سسکی لی اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے وہ سر سے پاؤں تک لرز اٹھی ہو۔ اب اس کی آنکھیں ساون بھادوں کی جھڑی کی طرح برس رہی تھیں۔

چند منٹ بعد سسکیاں مدھم ہوئیں اور پھر رفتہ رفتہ ختم ہو گئیں البتہ آنکھوں سے آنسو برابر بہہ رہے تھے۔ ظاہر تھا۔ کہ وہ ایڈی سے بہت زیادہ محبت کرتی تھی۔

"اچھا اب رونا بند کرو۔ اس سے تم ایڈی کی مدد نہیں کر سکتی" میں نے بے ڈھنگے انداز سے اسے تسلی دی۔

میرے یہ الفاظ بے اثر رہے اس کی آنکھوں کے چشمے بدستور بہتے رہے اور جب اس نے اچھی طرح دل کا غبار نکال لیا تو اس نے پرس میں سے سگرٹ نکالا۔ میں نے بھی سگرٹ نکالا۔ اور کہا۔" اچھا تو اب سارا حال سنا دو۔"

سگرٹ والے ہاتھ کی ہلکی سی کپکپاہٹ کے سوا وہ اپنے غم پر پوری طرح قابو پا چکی تھی۔" ہیڈ کوارٹر سے بھاگنے کے بعد ہم نے اپنے ایک دوست کے گیراج میں کیڈ لک کار

بند کر دی تم نے مدد دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اور اب ہمیں خود کچھ نہ کچھ کرنا تھا۔ اور اس وقت تک جب تک کہ معاملہ صاف نہ ہو جاتا۔" اس نے ایک طویل سانس لی" ہم بھاگنے کے لئے مجبور تھے تم سمجھ سکتے ہو۔ تاہم اس فرار پر میں متاسف ہوں۔ ہم نے کار بدلی۔ میرا خیال ہے تم نے میری اولڈز کار دیکھی ہوگی؟"

میں خاموشی سے کش لگاتا رہا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ اس کی باتوں میں مداخلت کروں

"ہم ایک دوست لڑکی کے گھر مقیم ہوئے۔ وہ میری ممنون احسان ہے ایک دفعہ میں اس کے بڑے کام آئی تھی" وہ اس شخص کے انداز میں بولے جا رہی تھی۔ جو ہر امید۔ ہر آس کا دامن چھوڑ چکا ہو۔" ہمیں معلوم تھا۔ کہ زیادہ دیر تک چھپے رہنا ممکن نہیں سوایڈی نے سوچا کہ کچھ دنوں کے لئے شہر چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔ یہی سوچ کر اس نے مجھے کہا۔ کہ وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر یہاں سے کچھ رقم ساتھ لے گا۔ پکڑے جانے کے خوف سے ہم دونوں کا ایک ساتھ آنا مخدوش تھا۔ سو وہ اکیلا یہاں آیا۔ بعد میں میں نے آنا تھا۔ اور اسے یہاں سے ساتھ لینا تھا۔"

اس نے گھڑی میں وقت دیکھا اور کہا۔" تم جانتے ہو۔ میں وقت کی بڑی پابند ہوں۔ میں مقررہ وقت پر یہاں آئی مگر وہ کہیں دکھائی نہیں دے رہا۔"

ایک خیال نے اچانک میرے ذہن میں دھماکہ کیا۔ میرے چہرے کے تاثرات دیکھ کر نکی اس خیال کو بھانپ گئی اور بولی ۔" نہیں مجھے چھوڑ کر وہ کہیں نہیں جا سکتا اور یہ بھی یقینی ہے کہ وہ پولیس کے ہتھے بھی نہیں چڑھا۔"

"ہیڈ کوارٹر سے معلوم تو کر لیتیں۔"

" اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں جانتی ہوں کہ ......؟ وہ .... اپنا فقرہ مکمل نہ کر سکی

"تمہارا قیاس کیا کہتا ہے؟"

اس کی آنکھ سے آنسو کا آخری قطرہ گرا۔ "یا تو یہاں اور یا پھر راستے میں ایڈی کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔"

میں نے سگریٹ سے راکھ جھٹک کر خوبصورت غالیچے پر گرا دی اور میں نے کہا۔ "نکی میرا خیال ہے ہم مفروضات اور قیاسات کو خیرباد کہہ کر سب سے پہلے پولیس سے معلوم کریں۔"

اس نے فون پر سے ہاتھ اٹھاتے ہوئے بڑے نڈر طریقے سے کہا۔ "آگے بڑھو۔ پولیس کو بتا دو کہ میں یہاں ہوں۔ ایڈی اب میری مدد سے بے نیاز ہو چکا ہے۔"

میں نے ریسیور اٹھایا۔ او میلی تو نہیں ملا البتہ رکی میڈیرا سے بات ہوئی اس نے بتایا کہ کیپٹن او میلی بے حد مصروف ہے اور اگلے آدھ گھنٹے میں کسی قیمت پر فارغ نہ ہو سکے گا

میں نے کہا۔ "رکی۔ میں ایڈی کے گھر سے بول رہا ہوں۔"

"کیا؟" اس کی آواز حلق میں پھنس گئی۔

"نکی بھی میرے ساتھ ہے۔ وہ اس وقت شکست خوردہ ہو رہی ہے اور بڑی ابتر حالت میں ہے۔"

رکی نے اشتیاق سے پوچھا۔ "کیا ایڈی بھی وہیں ہے؟"

"نہیں نکی اسے لینے کے لئے یہاں آئی تھی اس کے بعد ان کا ارادہ شہر چھوڑ جانے کا تھا۔ جب وہ یہاں آئی تو۔۔۔ ایڈی یہاں نہیں ملا۔"

میری ہچکچاہٹ اور تامل نے رکی کو چونکا دیا۔ اور وہ گھبرا کر بولا۔ "تو وہ کہاں ہے؟"

میں نے نکی سے نگاہیں چراتے ہوئے کہا۔ "نکی کا خیال ہے کہ یا تو یہاں آتے ہوئے ورنہ یہاں اس کا کام تمام کر دیا گیا ہے۔"

رکی کی آواز پھٹ پڑی۔ "وہاں ؛ کیا تمہیں اس کی لاش مل گئی۔"

"میں نے ابھی اچھی طرح نہیں دیکھا۔"

"اچھا تو وہیں رہو میں آرہا ہوں۔ اگر تم ڈھونڈنا چاہو تو اس گھر کی تلاشی لے سکتے ہو۔ لیکن جو کچھ بھی کرو اس لڑکی کو اپنی نگاہوں سے دور نہ ہونے دینا۔"

"فکر نہ کرو۔"

رکی نے خدا حافظ کہے بغیر فون بند کر دیا۔ میں نے سگریٹ راکھدان میں بجھانے کے بعد لولا کو آواز دی وہ سیدھی اندر آکر بولی۔" ہی نکی۔ اس حادثے پر افسوس ہے۔"

نکی نے قدرے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر پہلے کی سی مردنی چھا گئی اس نے ہولے سے کہا۔" لولا"

گویا وہ ایک دوسرے سے واقف تھیں۔ میں نے کہا۔" مجھے معلوم نہیں تھا۔ کہ تم ایک دوسرے کو جانتی ہو۔"

"ہم پہلے مل چکے ہیں" لولا نے بتایا۔

نکی خاموش رہی۔ اس کی نگاہیں میرے اور لولا کے درمیان کسی نکتے پر مرکوز تھیں میں نے اس کا سکتہ توڑتے ہوئے کہا۔" نکی میرا خیال ہے" میں تم اور لولا ایڈی کو ڈھونڈنے کی ایک کوشش کرلیں۔" پھر اس کی خاموشی کو رضامندی پر محمول کرتے ہوئے میں نے لولا سے کہا۔" لولا تم اوپر جاکر ایڈی کو ڈھونڈو اور ہم یہیں نیچے ڈھونڈتے ہیں۔"

لولا کے جانے کے بعد میں نے نکی سے کہا۔" تم اس گھر کو مجھ سے بہتر طور پر جانتی ہو۔ آؤ ایڈی کو ڈھونڈنے میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔"

وہ بت بنی کھڑی رہی تو میں نے آگے بڑھ کر اس کی ٹھوڑی اوپر اٹھاتے ہوئے کہا

"نکی - کیا تم وہی لڑکی ہو۔ جو ہیڈ کوارٹر سے اپنے محبوب کو اڑا لائی تھیں۔ جس نے دو تنومند آدمیوں سے زور آزمائی کی اور انہیں بے ہوش کر دیا۔ اب موم مت بنو۔ میں صاف گوئی سے بتا دوں کہ اگر واقعی اسے قتل کیا گیا ہے۔ تو ہم کوئی نہ کوئی سراغ ڈھونڈ سکتے ہیں۔ تمہیں لازم ہے۔ کہ ایڈی کے قاتل کو کیفر کردار تک پہنچانے میں مدد کرو۔"

میری یہ ترغیب کام کر گئی اور ہم دونوں نے تھوڑی ہی دیر میں گھر کا ہر ایک کمرہ چھان مارا لیکن نہ تو ایڈی ملا اور نہ کوئی مفید سراغ۔

اب ہم باورچی خانے میں تھے۔ میں نے پوچھا۔ "نکی کیا تمہیں معلوم ہے کہ ایڈی نے رقم کہاں رکھی تھی؟"

وہ حسین انداز سے مسکرائی۔ اس سے صاف ظاہر تھا۔ کہ وہ مجھے دولت کا بھوکا سمجھ رہی ہے۔ اس طنزیہ مسکراہٹ کو نظر انداز کرتے ہوئے میں نے کہا۔ "مجھے بتاؤ۔ نکی۔"

"ٹیلیفون والی میز کے پیچھے ایک خفیہ خانہ ہے۔ میں دیکھ چکی ہوں۔ سب رقم وہیں موجود ہے۔"

"ہوں۔ اب سوچ کر جواب دینا۔ کیا ایڈی صرف رقم لینے آیا تھا؟ ممکن ہے وہ کپڑے وغیرہ لینے گھر کے کسی اور حصے میں بھی گیا ہو۔"

اس نے سوچنے کے بعد کہا۔ "نہیں وہ صرف رقم لینے آیا تھا۔ ہم نے طے کیا تھا۔ کہ اس کی آمد کے دس منٹ بعد میں یہاں پہنچونگی۔"

میں الجھ گیا۔ صرف دس منٹ میں چالاک قاتل اپنا کام کر گیا۔ یہ ناممکن سی بات تھی یہی ہو سکتا تھا۔ کہ اسے راستے ہی میں دھر لیا گیا ہو

"اور غور سے سوچو۔ کوئی ایسی بات۔ جس سے ظاہر ہو سکے کہ ایڈی یہاں پہنچا یا نہیں

اس نے اپنے ذہن پر پورا زور دینے کے بعد کہا۔ "ایسی کوئی بات میرے ذہن میں نہیں آ رہی۔"

مجھے کوئی اور سوال نہ سوجھا۔ اور میں برف جمانے والے قدآدم فریزر سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ کسی کے قدموں کی آہٹ ہوئی اور لولا کچن میں آ پہنچی اس پر ایک نگاہ ڈالتے ہی ہمیں معلوم ہو گیا۔ کہ ایڈلی کی تلاش میں اسے کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔

نکی فرج کی طرف گئی اسے کھول کر پانی کی ایک بوتل نکالی۔ پانی پینے سے پہلے اس نے پوچھا۔ "پانی پیو گے؟" پھر ہماری طرف سے جواب نہ پاکر وہ ایک گلاس میں پانی انڈیلنے لگی پانی پینے کے بعد اس نے گلاس الماری میں رکھا لولا شاید مستقبل کے اپنے گھر کا خیال کرتے ہوئے کچن کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ اور میں کنکھیوں سے نکی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جونہی وہ گلاس رکھ کر مڑی۔ اس کی نگاہ کسی چیز پر پڑی اور اس کا اٹھا ہوا ہاتھ فضا میں معلق رہ گیا۔ اس کا چہرہ یوں زرد ہو کر رہ گیا۔ جیسے کسی نے ہتھوڑے سے اس کے سر پر بھرپور چوٹ ماری ہو۔ لولا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر دیکھتی رہ گئی۔

پھر نکی کے منہ سے ایک چیخ ابھری اور اس کے ہاتھ سے پانی کی بوتل تڑاخ سے زمین پر گر کر ٹوٹ گئی۔ پانی سے میرے جوتے اور جرابیں بھیگ گئے

نکی صرف ایک مرتبہ چیخی تھی۔ مگر اس کی چیخ ابھی تک میرے ذہن میں گونج رہی تھی پھر اس کے گھٹنے جھکے اور وہ لڑکھڑا کر فرج کا سہارا لینے پر مجبور ہو گئی۔ میں نے جلدی سے لولا کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ بھی سفید پڑ چکا تھا۔ اور وہ بھی بت بنی کھڑی تھی۔

میں نے کھنچی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "آخر تم لوگوں کو ہوا کیا ہے؟" دونوں میں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ تو میں نے جھلا کر کہا۔ "لعنت ہو آخر ماجرا کیا ہے؟"

نکی فرج کے دروازے سے چپکی رہی۔ لولا بھی سکتے کے عالم میں کھڑی تھی۔ میں نے دونوں کو باری باری دیکھا۔ اور اپنے طور سے کچھ معلوم کرنے کے لئے ذہن پر زور دیا پھر میں نے قدم اٹھایا اور پانی کے قطرے میرے بوٹوں سے اچھل کر فرش پر گرے۔

میں نہ تو چیخا اور نہ ہی بے ہوش ہونے کے قریب ہوا۔ میری حرکات میں سے اچانک تیزی جاتی رہی تھی۔ میں نے آرام سے بھیگے ہوئے فرش پر پاؤں رکھا۔ اور آگے بڑھا اب میں نے دھیرے دھیرے مڑ کر دیکھا۔ میری نگاہیں فریزر کی چمکدار سطح پر پڑیں۔ لیکن مجھے کچھ دکھائی نہ دیا۔ فریزر کی سفید سطح بے داغ تھی۔

اب میں نے فریزر کے بائیں طرف دیکھا۔ اور میں بھی ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ وہاں ریشمی کپڑے کا ایک چیتھڑا لٹک رہا تھا۔ اس طرف فریزر کا دروازہ تھا۔ نکی اور لولا کا منہ دروازے کی طرف تھا۔ اور وہ گم سم حالت میں اس چیتھڑے کو تک رہی تھیں۔

مگر یہ چیتھڑا نہیں تھا۔ کسی شخص کی نکٹائی کا اگلا سرا تھا۔ جو فریزر کے بند دروازے میں پھنسا ہوا تھا۔

میں نے فریزر کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور آہستگی سے دروازہ اپنی طرف کھینچا۔ اندر ایک شخص کی اکڑی ہوئی لاش بند تھی۔ اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور اس کا نام ایڈی نورس تھا۔

فریزر کی سردی اور بے بستگی سے جدوجہد کرتے ہوئے اس کے دانت باہر نکل آئے تھے۔ اور آنکھیں اس وحشت سے کھلی ہوئی تھیں کہ ان آنکھوں کی طرف دیکھنا ناممکن تھا۔ میں نے نگاہیں چرا لیں۔

میں نے بائیں ہاتھ سے اس مردہ جسم کو چھوا۔ یہ ابھی بالکل نہ اکڑا تھا۔ اور جسم کی کھال

نے اکھڑنا شروع کیا ہوا تھا۔ ظاہر تھا کہ اسے تھوڑی ہی دیر پہلے فریزر میں بند کیا گیا تھا اور جس کسی نے ایسا کیا تھا۔ جلدی اور گھبراہٹ کی وجہ سے اسے اتنی مہلت نہ ملی تھی کہ وہ چیک کر سکتا کہ ایڈی اچھی طرح بند ہو گیا ہے یا نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ایڈی کی ٹائی کا ایک سرا باہر جھانکتا رہ گیا تھا۔

میں نے اس کی خوف سے بھری ہوئی آنکھوں کی طرف ایک مرتبہ پھر دیکھا۔ پھر میں نے نگاہیں پھیر کر ایک طویل سانس لی اور مجھے محسوس ہوا کہ اب تک میں نے اپنی سانس روک رکھی تھی۔

میں نے فریزر کے ایک دروازے کو پوری طرح کھول دیا۔ اور اچانک مجھے کارلٹن کا خیال آگیا۔ اب صرف وہی زندہ باقی بچا تھا۔

۱۳

ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔

ایڈی کی لاش کے ملنے کے تھوڑی ہی دیر بعد ہیڈ کوارٹر آن دھمکا تھا۔ اور لاش ملنے کی اطلاع پا کر کیپٹن اومیلی بھی اپنا ضروری کام چھوڑ کر ان پہنچا تھا۔ پولیس کا عملہ بھی ان کے ساتھ آیا تھا اور دو رپورٹر بھی آ گئے تھے۔ ان میں سے ایک کے پاس کیمرا اور ختم نہ ہونے والے فلیش بلبوں کا ایک ذخیرہ بھی تھا۔ اومیلی کے دباؤ کی وجہ سے اس مرتبہ کارکن کچھ زیادہ

ہی تھے اور اس ایک گھنٹے میں وہ بے حد مصروف رہے تھے ہر طرف بھگدڑ سی مچی رہی تھی ہر ایک سے پوچھ گچھ ہو رہی تھی۔ میں نے اومیلی کو نکی کے تعاقب کرنے کا حال سنایا اور اسے بتایا کہ ایک مرکری گاڑی ہمارے پیچھے لگی رہی تھی اومیلی نے دو آدمی مرکری کار ڈھونڈنے کے لئے باہر بھیجے مگر مرکری کار والے اب غائب غلہ ہو چکے تھے۔ اومیلی نے ان کی کار نمبر اور حلیہ گشتی کاروں کے لئے نشر کرا دیا۔

ایڈی کی لاش کو جب فریزر سے نکالا گیا تو اس وقت میں کچن میں ہی موجود تھا۔ یہ وہ منظر دم آخر تک فراموش نہ کر سکوں گا۔ جب لاش نکالی گئی تو برف کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے دیر تک فرش پر گرتے رہے ان کے فرش پر گرنے سے جو آواز پیدا ہوئی تھی اس سے روح کپکپا اٹھتی تھی۔

اومیلی نے لاش نکالے جانے کا نظارہ نیم وا آنکھوں سے کیا تھا۔ اس کی پیشانی کی سلوٹیں کچھ اور دبیز ہو چکی تھیں۔ اب لولا۔ اور نکی کے تفصیلی بیانات علیحدہ علیحدہ قلمبند کئے جا رہے تھے۔ نکی کے بیانات پر خصوصی توجہ دی جا رہی تھی۔ اور اومیلی کچھ سوچتے ہوئے خاموشی سے اس منظر کا تماشائی بنا ہوا تھا۔ پتہ نہیں وہ کیا سوچ رہا تھا۔ اس نے اس عرصے میں دو سگرٹ سلگائے تھے۔ اور صرف سلگاتے وقت ایک ایک کش لینے کے بعد ایش ٹرے میں رکھ دیئے تھے۔ اس وقت اسے سگار تک بھولے ہوئے تھے۔

رکی میڈیرا گھر کے کسی اور حصے میں تھا۔ میں اومیلی اور لیبا رڈی کا ایک کارکن باورچی خانے میں تھے۔ کیپٹن اومیلی نے نیا سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "جان!"

میں اس کے قریب جا کھڑا ہوا اور فریزر کی طرف یوں ٹکٹکی لگائے دیکھ رہا تھا جیسے وہاں سے کوئی جواب ملنے کی توقع ہو۔ لیکن بے جان چیزیں بھلا کیا بتا سکتی ہیں۔

اومیلی نے سنجیدگی سے کہا " جان۔ اگرچہ ماضی میں ہمارے درمیان اختلافات رہے ہیں۔ مگر ان کے باوجود میں یہ بات نہیں بھولا کہ تم ایک ذہین شخص ہو۔ اب تم ہی کچھ روشنی ڈالو۔ یہ سب کیا ہے؟ آخر کیا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے!"

اس کی الجھی ہوئی حالت پر مجھے ترس آگیا۔ اور میں نے کہا۔ " میں بڑی صاف گوئی سے کام لوں گا کیپٹن۔ میرے ذہن میں کچھ خیالات ہیں۔ مگر ان کی اہم کڑیاں ابھی تک غائب ہیں۔ جب تک وہ کڑیاں نہیں ملتیں۔ میں اپنے خیالات اور رائے کو واضح کرنے سے قاصر ہوں"

باورچی خانے کی میز کا سہارا لیتے ہوئے اس نے کہا۔ " اگر تم وہ خیالات ظاہر کر دو تو ممکن ہے مل جل کر سوچنے سے گمشدہ کڑی مل جائے۔ جو بالآخر اس الجھن کو سلجھا دے بات یہ ہے کہ اس وقت میرا دماغ بے حد الجھا ہوا ہے۔ اور کوئی حل سوچنے سے معذور ہے اس لئے میں تم سے تعاون کے لئے کہہ رہا ہوں"

میں نے جواب دیا۔ " چلو ٹھیک ہے۔ ہم کوشش کر دیکھتے ہیں۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ شاید اسی سے کوئی سراغ مل جائے۔"

" سراغ " اس نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔ " خیر تو میری رائے جان لو۔ تم جانتے ہو کہ ایڈی کو بھی گلا گھونٹ کر ہلاک کیا گیا ہے۔ اور ایک گھنٹے سے بھی کم عرصے میں اس کی موت واقع ہوئی ہے۔ اب تک اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے۔ ممکن ہے۔ لبد میں کچھ اور معلوم ہو سکے۔ مگر فی الحال تو یہی سراغ مل سکا ہے۔ بشرطیکہ اسے سراغ کہا جا سکے!"

" سٹین کے متعلق کچھ معلوم ہوا؟ " میں نے پوچھا۔

" سٹین کے متعلق کیا؟ "

" کچھ بھی۔ "

اس نے ایک طویل کش لینے کے بعد کہا۔" اس کی محبوبہ اب تک غائب ہے اس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ سیٹن کی مستقل داشتہ تھی۔ وہ جلد جلد لڑکیاں بدلنے کا عادی نہیں تھا ہم اب بھی اس لڑکی کی تلاش میں ہیں ویسے میرا خیال ہے کہ اس نے سیٹن کو قتل نہیں کیا۔ ممکن ہے۔ وہ آئی ہو اور سیٹن کی لاش دیکھ کر ڈر کے مارے بھاگ گئی ہو۔ اور یہ بھی امکان ہے کہ قاتل اسے جبراً ساتھ لے گیا ہو۔"

"کیسل مین خاندان کے متعلق چھان بین کا کیا حشر ہوا؟"

اس نے ایک اور لمبا کش لینے کے بعد نتھنوں سے آہستہ آہستہ دھواں خارج کرتے ہوئے کہا۔" تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ میتھو کے قتل کے وقت باپ بیٹی یا ملازم کی کہیں اور موجودگی ثابت نہیں ہو سکی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں لیا جا سکتا کہ انہی میں سے کوئی ایک میتھو کا قاتل ہے اس لئے انہیں گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔ اور پھر جب تک قتل کا مقصد معلوم نہ ہو جائے، ایسا کرنا ناممکن ہے۔ ٹانگ کے متعلق کچھ مزید معلومات حاصل ہوئی ہیں۔"

"وہ کیا؟"

"وہ ایک امیر گھرانے کا فرد ہے۔ اس کے دو بھائی ہیں اور دونوں شاندار ریستورانوں کے مالک، اس کے باوجود یہ بات حیرت کا باعث ہے کہ ٹانگ نے حقیر سی ملازمت اختیار کر رکھی ہے"

لیبارٹری کے کارکن نے دخل در معقولات کرتے ہوئے کہا۔" کیپٹن مجھے افسوس ہے کوئی نئی بات معلوم نہیں ہو سکی۔"

"سب ٹھیک ہے ٹمی۔" اومیلی نے جواب دیا۔" یہ سب قتل الگ دینے والی یکسانیت رکھتے ہیں۔"

"ہاں۔" کہہ کر ٹمی نے کرسی سے کوٹ اٹھایا اور کمرے سے نکل گیا۔

پنی والٹرز کے متعلق کوئی سراغ ؟" میں نے سوال کیا۔

اومیلی نے کندھوں کو منفی انداز میں سے جنبش دی۔

میں نے فہرست کے آخری شخص کاربون کے متعلق پوچھا۔

"یہاں سے فرصت پاتے ہی میں اس سے ملنے جا رہا ہوں" اومیلی نے کہا۔ "اگرچہ میں دل سے نہیں چاہتا تاہم اسے خبردار کرنا ضروری ہے۔"

"کس بات سے کہ اب اس کی باری ہے ؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں کچھ ایسی ہی وارننگ دینی ہے۔"

"اچھا اب میں تمہیں اپنی رائے سے آگاہ کرتا ہوں۔" میں نے فرنیچر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ اسے وارننگ دینے کی کوئی حاجت نہیں۔ اس تمام گڑبڑ اور قاتلوں کے متعلق وہ تم سے کہیں زیادہ جانتا ہے۔"

اس نے سیدھا کھڑا ہو کر سینے پر بازو باندھ لئے اور کہا۔ "اور جاسوس اپریل۔ تم نے یہ مفروضہ کس وجہ سے قائم کیا ہے؟"

"اس وجہ سے کہ وہ شروع سے ہی لیعنی رات کے دو بجے سے ہی اس سارے معاملے میں ملوث نظر آرہا ہے۔ تمہیں شاید اپنے آدمیوں سے معلوم ہوگیا ہوگا۔ کہ رات کو ایڈی کی ہدایت پر نکی جب مجھے لینے آئی تو کاربون اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ کاربون کا یہ کہنا کہ ایڈی کے مبتلائے مصیبت ہونے کے متعلق کسی نے اسے فون کیا تھا۔ بالکل بے بنیاد بات ہے۔"

"اور کوئی وجہ ؟"

"اس نے لولا کو سٹین کی طرف بھیجا !"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ اسی نے بھیجا تھا ؟"

"تمہارا کیا خیال ہے؟" میں نے الٹا سوال کیا۔

"تم بتاؤ۔"

"اچھا تو سنو۔ لولا نے مجھے کوئی کام کی بات نہیں بتائی نہ ہی میں نے دباؤ دے کر پوچھا۔ مجھے یقین ہے کہ کارلون نے ہی اسے وہاں بھیجا تھا۔ اور بھیجنے کی غرض وغایت یا تو سیٹن کی خیریت معلوم کرنا تھی۔ ورنہ یہ معلوم کرنا کہ وہ اب بھی وہیں ہے یا نہیں۔"

میری اس بات پر ایک دو لمحے غور کرنے کے بعد وہ بولا۔ "چلو میں مانے لیتا ہوں کہ کارلون نے ہی لولا کو وہاں بھیجا مگر ایک بات سمجھ میں نہیں آئی اور وہ یہ کہ آخر اتنی تاخیر سے کیوں؟ کیونکہ سیٹن کو تو کئی گھنٹے قبل قتل کر دیا گیا تھا۔"

"فی الحال میں کوئی واضح مقصد نہیں جانتا۔"

"اچھا آؤ دیکھیں میڈیا کہاں ہے اور اس نے کیا کچھ دریافت کیا ہے؟"

ہم رہائشی کمرے میں آ گئے۔ لولا ایک سادہ لباس والے جاسوس کو مسکرا کر کسی بات کا جواب دے رہی تھی۔ اس کا یہ مسکرانا اس بات کا شاہد تھا۔ کہ معاملہ محض قتل ہی تک محدود نہیں بلکہ کچھ رومانی عنصر بھی رکھتا ہے۔

ان کے قریب سے گزر کر ہم رہائشی کمرے کے آخر میں جا پہنچے جہاں نکی ایک کوچ کے سرے پہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے مقابل میڈیا بیٹھا ہوا تھا۔ پنسل اور نوٹ بک اس کی گود میں تھی۔ اور نوٹ بک کے اوراق میں دبی ہوئی پنسل ظاہر کر رہی تھی۔ کہ تفصیلی بیانات لئے جا چکے ہیں۔ اب ان بیانات کی پڑتال اور مزید کچھ معلومات حاصل کرنا باقی تھا۔

ہمیں قریب پا کر میڈیا نے سر اٹھا کر دیکھا۔ اس کا سپاٹ چہرہ بتا رہا تھا کہ کوئی قابل ذکر کامیابی نہیں ہوئی۔ نکی سر جھکائے اور ہاتھ اپنی گود میں رکھے بیٹھی تھی۔

"مس نکی ہیرس۔ میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔" ادمیلو نے دن بھر میں پہلی مرتبہ خلاف توقع غیر معمولی نرمی سے سوال کیا۔

پھر نکی کو خاموش پا کر وہ بولا۔ "کیا تمہیں معلوم ہے۔ کہ میتھو نے ایڈی کا قرض ادا کرنے کی کوشش کی تھی یا نہیں؟"

نکی نے زاویہ بدلے بغیر مدھم آواز میں کہا۔ "مجھے پتہ نہیں۔۔۔ میں۔۔۔ میرا مطلب ہے وہ ایڈی کی توسط شرطیں لگایا کرتا تھا۔ میری وساطت نہیں۔"

ادمیلی نے بڑے سکون سے پوچھا۔ "ہاں یہ ٹھیک ہے۔ میرا مطلب ہے کہ ایڈی نے اس سلسلے میں تم سے کوئی بات کی؟ کچھ اس قسم کی بات کہ میتھو قرض نبیاک کرنے والا ہے؟"

نکی نے سر اٹھا کر میڈیرا کی طرف دیکھا اور پھر ہماری طرف منہ کر کے مخاطب ہوئی۔ "وہ اپنے کاروبار کے متعلق مجھ سے بہت کم گفتگو کیا کرتا تھا۔ یہ بات البتہ اس نے ضرور بتائی تھی کہ میتھو اس کا مقروض ہے میتھو پہلے بھی ایڈی سے قرض لیا کرتا تھا۔ لیکن اتنی بڑی رقم کبھی نہ لی تھی۔"

"ایڈی نے اتنی بڑی رقم اسے کیسے قرض دے دی؟"

"یہ بات تم ایڈی سے کیوں نہیں پوچھتے؟"

اس طنزیہ جملے پر بھی ادمیلی پرسکون رہا اور بولا۔ "ہم نے میتھو کے حالات کی چھان بین کی ہے۔ اور پتہ چلا ہے کہ اتنی بڑی رقم ادا کرنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔

"بہت برا ہوا کہ میتھو تم لوگوں کو کچھ نہ بتا سکا۔" نکی نے چیخ کر کہا۔

میں ادمیلی کو دل ہی دل میں سراہے بغیر نہ رہ سکا۔ نکی کے جھلائے ہوئے لہجے اور جوابات پر بھی اس کی بھنویں گرم نہ ہوئیں اور اس نے بدستور نرمی سے

کہا۔ مزید معلوم ہوا ہے۔ کہ سب ملا کر میتھو کل پنتالیس ہزار ڈالر کا مقروض تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی چھوٹی رقم نہیں۔"

نکی نے خندہ استہزا کرتے ہوئے کہا۔" ممکن ہے کسی خزانے کی چابی میتھو کے پاس ہو۔"

یہ سن کر ادمیلی نے تلخ لعاب نگلا۔ اب میں نے بولنا مناسب سمجھا۔" نکی! ہم لوگ کیپٹن ادمیلی اور سرجنٹ میڈیرا وغیرہ سب قاتل کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے ہیں تمہیں لازم ہے کہ اس سلسلے میں تعاون کرو۔"

وہ پاؤں سے قالیچے پر تھاپ دیتے ہوئے رک گئی۔ پھر میری طرف نگاہیں اٹھا کر چند لمحے کچھ سوچتی رہی اور فیصلہ کرنے کے بعد بولی۔" اچھا — تو میں ادمیلی سے بات کروں گی۔ میڈیرا کو بیان دونگی۔ پولیس کے ہر کارکن کو بتاؤں گی۔ لیکن تم سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی ایپریل۔"

اپنی توہین ہوتے دیکھ کر میری آواز میں کچھ تلخی پیدا ہو گئی۔" مگر تم جانتی ہو کہ میں بھی تمہاری مدد کرنے کی کوشش میں ہوں۔"

یہ سننا تھا کہ وہ اس بارود کی طرح بھڑک اٹھی جیسے دیا سلائی دکھائی گئی ہو۔ دیوانوں کی طرح چیختے ہوئے ہذیانی کیفیت میں بولی۔" بہت خوب! تم مدد کرنے کی کوشش میں ہو۔ تم جو محض دولت کے لئے کام کرتے ہو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ایڈی مر چکا ہے اور اب تمہیں ہرے نوٹ نہیں مل سکتے۔ گذشتہ رات ہی مجھے تمہاری فطرت کا پتہ چل گیا تھا۔ جب محض تعاقب کرنے والوں کے متعلق اطلاعات فراہم کرنے کے سلسلے میں تم نے ایک ہزار ڈالر ہتھیا لئے تھے۔ اب تم کیوں مدد کرو گے۔ اب تمہارے لئے رکھا ہی

کیا ہے۔" اس کی آواز دمبدم بلند ہو رہی تھی۔ "اس کے علاوہ اب تمہیں لولا کی صحبت حاصل ہے اور اس کے پاس ہر وہ شے ہے جو تمہاری مصروفیت اور دلچسپیوں کو اپنا سکتی ہے وہ کاربون کی محبوبہ ہے اور کاربون سے تمہیں کافی مال مل سکتا ہے۔"

میری آنکھوں میں چنگاریاں سلگتے دیکھ کر وہ رکے بغیر بولی۔ "مجھے معلوم ہے تمہارے لالچی ذہن میں کون سے خیالات کھدبدا رہے ہیں۔ لیکن تم نے ایک بات بالکل فراموش کر دی ایپریل، تم مجھ پر ڈورے نہ ڈال سکے۔ اور محض اس لئے کہ میں ایڈی سے روح کی گہرائیوں سے پیار کرتی تھی۔ اتنا پیار کہ چند دنوں میں ہماری شادی ہونے والی تھی۔ لیکن تمہیں پیار و محبت کے لطیف جذبات سے کیا واسطہ؟ محبت کا لفظ تمہارے لئے محض جنسی تسکین کا دوسرا نام ہے۔ جب تمہاری پتلون میں حرارت محسوس ہوتی ہے۔ تو تم اسے محبت کا نام دے دیتے ہو۔ اور لولا بھی اسی چیز کو محبت سمجھتی ہے۔ ہونہہ محبت! تم کیا جانو محبت کیا ہوتی ہے؟"

کمرے کی ہر شے دبیز خاموشی کا غلاف اوڑھ چکی تھی۔ مجھے یوں یہ احساس ہوا کہ پرلے کونے سے لولا اور سادہ لباس والے بھی خاموشی سے ہمارے قریب آ کھڑے ہوئے ہیں۔ اڈیلی اپنی جگہ پر ساکت کھڑا تھا۔ اور میڈیا بے حس و حرکت بیٹھا ہوا تھا۔

نکی کی آواز اب چیخنے چلانے کی حد تک اونچی ہو چکی تھی۔

"حرامی کی اولاد۔ کتیا کے پلے۔ لالچی کتے۔ تم نے رات ...... ایڈی کی مدد نہیں کی، پھر دوسری مرتبہ ہم مدد کے لئے تمہارے گھر آئے۔ تم نے پھر بھی ایڈی کو بتایا کہ کوئی فائدہ نہیں اور وہ اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دے۔ تمہارے پاس دوسری دفعہ آنے سے پہلے ہی میں نے ایڈی کو بتا دیا تھا کہ تم ایک ذلیل اور حریص انسان ہو۔ اور کوئی خطرہ مول لینے کو تیار نہیں ہو گے۔ البتہ معمولی کام ہو تو دولت کی خاطر تم آسانی سے مدد پر آمادہ ہو

جاؤ گے اور ہیرو بننے کی کوشش کرو گے۔ تمہاری ہی وجہ سے ایڈی اس حال کو پہنچا ہے اگر تم احسان فراموش نہ ہوتے تو وہ اس وقت زندہ ہوتا۔ میرا ایڈی۔ میرا ایڈی"۔ وہ سسکنے لگی۔

چند لمحوں بعد اس کی نگاہ لولا پر پڑی اور وہ ہذیانی کیفیت میں چیخ کر بولی۔ "ایجی کے آنے سے پہلے تم اپنے یار کو لے کر دفعان کیوں نہیں ہو جاتیں۔ جاؤ۔ بھاگ جاؤ" خلاف توقع وہ کھل کر ہنسی لیکن قہقہے کے درمیان اس کی آواز ٹوٹ گئی "تم دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہو اور اچھا جوڑا بن سکتے ہو۔ تم بھی جنسی تسکین کو محبت کا نکتہ عروج سمجھتی ہو۔ اور اپریل بھی تمہاری قسم کا عیش پسند انسان ہے وہ تمہیں ہر طرح کا جسمانی عیش مہیا کرے گا۔ اب تم دونوں میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔ ورنہ میں تم کو اٹھا کر باہر پھینک دونگی ــ نکل جاؤ۔ دور ہو جاؤ میری نگاہوں سے۔"

ہم سب خاموشی سے کھڑے رہے۔

"میں نے دو مرتبہ نکل جاؤ کہا ہے۔ ایک مرتبہ تمہارے لئے اور ایک دفعہ اس لالچی شخص کے لئے۔ دفعہ ہو جاؤ۔" یہ کہہ کر اس نے اپنا سر ہاتھوں میں پکڑ لیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

اوسیلی نے آہستگی سے میرا بازو چھوا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا۔ تو اس نے مجھے کچن کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔ ہم باورچی خانے میں پہنچے تو اوسیلی نے کہا۔ "اس نے بڑا شدید اثر لیا ہے۔"

میں نے محض سر ہلا دیا اور وہ بولا۔ "تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ ایسے مواقع پر عورتیں کتنی جذباتی ہو جاتی ہیں۔ ویسے اصل میں ان کا مقصد وہ نہیں ہوتا جو وہ کہہ رہی ہوتی ہیں۔ ایڈی کی محبت

نے اسے بے قابو کر دیا ہے ۔"

میں نے ایک سگریٹ نکال کر سلگایا اور اومیلی نے مزید دلدہی اور تسلی کے لئے کہا۔
"جب صدمے کا اثر جاتا رہے گا ۔ تو وہ خود بخود ٹھیک ہو جائے گی ۔ میرا خیال ہے اب تم یہاں سے چلے جاؤ اور دیکھو کہ اپنے طور پر کیا کر سکتے ہو ۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ کارلوس نیچیارکہ ہوٹل سے اپنا بوریا بستر گول کر چکا ہے ۔"

میں نے سوالیہ نگاہوں سے اس طرف دیکھا ۔ اور میری نگاہوں کا سوال پڑھنے کے بعد وہ بولا ۔" میں نے احتیاطاً سادہ لباس میں ایک جاسوس اس کی نگرانی پر مقرر کر دیا تھا ۔ اسی نے یہ اطلاع دی ہے ۔ کہ کارلوس فلپس ہوٹل واپس چلا گیا ہے ۔ فلپس ہوٹل کا پتہ تو ہے تمہیں ؟"

میں نے سر کو ہلکی سی جنبش دی تو میرے بازو پر ہاتھ رکھ کر وہ بولا ۔" تم اب تک پیچ و تاب کھا رہے ہو ...... کیا تم میری بات سن رہے ہو ۔

" ہاں ۔" میں نے جواب دیا ۔" اچھا تو پھر ملاقات ہو گی ۔"

" ہاں ۔ نکی کی باتوں پر رنج مت کرو ۔ بر سبیل تذکرہ یہ بھی بتا دوں کہ تمہارے دفتر کی صفائی پر بڑا اہم کام ہو رہا ہے ۔ بدبو دور کرنے کے لئے محکمہ صحت کا سٹاف ہر ممکن کوشش کر رہا ہے ۔ تاہم میرا خیال ہے دو تین دن لگ ہی جائیں گے ۔"

" بہت خوب " میں نے ہنکارا بھرا ۔

" اور ہاں لولا کو ساتھ لیتے جاؤ ۔ مجھے اب بھی گمان ہے ۔ کہ شاید اسی سے اس معمے کا حل ہمیں مل جائے ۔"

" ٹھیک ہے ۔" میں نے کہا ۔ اور ہم دونوں رہائشی کمرے میں آ گئے اس کمرے

کے منظر میں نمایاں فرق نہ آیا تھا۔ صرف اتنا فرق پیدا ہوا تھا۔ کہ میڈیا اب کھڑکی کے پاس کھڑا بیرونی لان اور گلی کا نظارہ کر رہا تھا۔

میں نے سر کے اشارے سے لولا کو چلنے کا اشارہ کیا۔ اور وہ دروازے کی طرف قدم بڑھانے لگی۔ میں اس کے پیچھے تھا۔ وہ دروازے کو کھول کر باہر نکلی اور مڑ کر تے نرمی سے مجھے پکارا۔ میں نے مڑ کر دیکھا یہ نکی تھی۔

آنسوؤں سے اس کا چہرہ تر بتر تھا۔ چند مرتبہ پلکیں جھپکا کر اس نے اشکوں کی دھند صاف کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکی۔ سادہ لباس عملے کے جاسوس اور اومیلی وغیرہ خاموشی سے تماشا کر رہے تھے۔

نکی نے ہلکی آواز میں کہا۔" اپریل۔ میں بڑی شرمندہ ہوں۔"

میرے ہاتھ نے عقب سے دروازے کی مٹھی کو تھاما۔ میں اس کے سوا کچھ نہ کہہ سکا۔ "اچھا۔" اور میں باہر نکل گیا۔

نصف زینہ اتر کر لولا میرا انتظار کر رہی تھی۔ اس نے مجھے دروازے سے برآمد ہوتے دیکھا۔ اور میری طرف منہ کر کے کھڑی ہو گئی۔ اسے اس طرح الیتا دہ کر مجھے اس بھورے بالوں والی لڑکی کا خیال آ گیا۔ جو میری محبوبہ تھی۔ اور جس نے میز با ہوں میں دم توڑا تھا۔ یہ واقعہ سان فرانسسکو میں ہوا تھا۔ وہ عموماً لولا کے سے انداز میں رک کر میرا انتظار کیا کرتی تھی۔

۱۴

ہم کار میں بیٹھ کر چل دیئے۔ بغلی سڑک سے مین روڈ کی طرف جاتے ہوئے میں نے اپنے ذہن سے ماضی کی یادوں کو جھٹکنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اپنی بچھڑی ہوئی محبوبہ کا خیال بری طرح میرے ذہن پر سوار ہو چکا تھا۔ وہ ہمیشہ کے لئے مجھ سے دور ہو چکی تھی ظالم موت پر کسی کا کوئی اختیار نہیں۔

انہی خیالات میں غرق میں دو مرتبہ غلط سمتوں کی طرف مڑ گیا۔ لولا خاموش بیٹھی رہی اور یہ محض اتفاق تھا کہ میں نے اسے دیکھ لیا۔ اسی مرکری کار کو جو ہینگر بار سے ہمارے اور نمی کے تعاقب میں بھاگتی رہی تھی۔ لولا کی نگاہ بھی عین اسی وقت اس کار پر پڑی

میں نے اپنی کار مرکری کے پیچھے کچھ فاصلے پر کھڑی کر دی اور سر سے ہیٹ اتار کر اس کی آڑ میں ریوالور پکڑ لیا۔ میرے ایک ہاتھ میں ہیٹ یوں پکڑا ہوا تھا کہ اس کے نیچے ریوالور کی موجودگی ہرگز ظاہر نہ ہوتی تھی۔ اب میں اپنی کار سے اترا۔ اور مرکری کار کی طرف چل دیا۔

خدا معلوم ان لوگوں نے مجھے اپنی طرف آتے دیکھا یا نہیں۔ مرکری کے قریب پہنچ کر میں نے پردہ پوش ریوالور کو مناسب اونچائی تک بلند کیا۔ میں نے دل میں ٹھان لیا تھا کہ اگر ان کے ارادوں میں کوئی فتور نظر آیا اور انہوں نے کوئی مشکوک حرکت کرنے کی جسارت

کی تو میں پہلے گولی چلاؤں گا۔ اور وجوہات بعد میں پوچھوں گا۔ میرے ہاتھ میں میگنم ریوالور تھا۔ اور اس کی گولی کسی ریلوے انجن کی چادر پھاڑنے کو کافی ہوتی ہے اور یہ تو محض ایک کار کی چادر تھی۔

ڈرائیور بڑے مزے سے سٹیئرنگ وہیل پر دونوں ہاتھ رکھے بیٹھا تھا۔ میں نے انہیں خطاب کیا۔ "ہیلو! جوانو!"

ڈرائیور نے میری طرف دیکھا۔ اور مسکرا دیا۔ وہ ایک جوان اور خوبصورت چھوکرا تھا۔ اس کے ساتھی کے متعلق بھی یہی کچھ کہا جا سکتا ہے جو بڑی بے پروائی اور انداز بے نیازی سے سگریٹ کا دھواں اڑا رہا تھا۔ اس طرح بیٹھے ہوئے وہ دو لیسے کاروباری آدمی نظر آرہے تھے۔ جو مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ پر بحث کر رہے ہوں۔

"میرا نام ریورو ہے۔" ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے جوان نے خود بخود اپنا تعارف پیش کیا۔

"اور تمہارا؟" میں نے دوسرے سے پوچھا۔

"اتنا اکھڑنے کی کیا ضرورت ہے مسٹر اپریل" دوسرے نے بڑے سکون سے کہا۔

"ہم تھوڑی ہی دیر ہوئی شکاگو سے آئے ہیں۔ رالف نے ہمیں یہاں کے حالات کا جائزہ لینے بھیجا ہے۔"

"کہتے جاؤ۔"

ریورو بڑی استقامت سے مسکرایا۔ "ہمیں رالف ملکا نے بھیجا ہے وہی جو بکیز کے سنڈیکیٹ کا سیکرٹری ہے۔ تمہیں یاد ہوگا۔ تم نے اسے فون کیا تھا۔"

میری تسلی کے لئے یہ فقرہ کافی تھا۔ کیونکہ رالف ملکا سے فون پر گفتگو کے متعلق میں

نے کسی سے ذکر نہیں کیا تھا۔ میں نے اپنا انداز بدلتے ہوئے نرمی سے کہا: "ہاں ریڈ رو کیا معاملہ ہے۔؟"

وہ بدستور مسکراتے ہوئے بولا۔ "پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنے ریوالور کو ہٹا لو۔ تم جانتے ہو کہ اتفاقاً چل جائے تو بھی یہ کھلونا مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔"

میں نے میگنم پیٹی میں اڑس لیا۔ اور پوچھا۔ "تمہاری سرگرمیاں کس حد تک کامیاب رہی ہیں؟"

"خاصی کامیاب۔ اپنی سناؤ۔"

میں نے کھڑکی کی چوکھٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "کیا کوئی ایسی بات معلوم ہوئی ہے۔ جو میرے لئے مفید مطلب ہو؟"

"میرا نام میڈلین ہے۔" ریڈ رو کے ساتھی نے اب تعارف کرایا۔ "پہلے تم اپنی معلومات بیان کرو۔ ہم معلومات کے تبادلے کے لئے آمادہ ہیں۔ ہاں مگر پہلے اپنی ساتھی لڑکی کو بلاؤ۔ ہم اسے دیکھنا چاہتے ہیں۔"

کچھ کہتے کہتے میں نے اپنا ارادہ بدل لیا۔ اور لولا کی طرف دیکھ کر اسے آنے کا اشارہ کیا۔

"یہ کب سے تمہارے ساتھ ہے؟" میڈلین نے پوچھا۔

"میں نے اسے ملی سٹین کی لاش پر جھکے پایا تھا۔"

"اس وقت سے تمہارے ساتھ ہے؟"

"ہاں۔"

لولا کار کے قریب آئی اور اس کے منہ کھولنے سے پہلے ریڈ رو نے کہا "لولا۔ ذرا

اپنا پرس تو دکھاؤ۔"

پرس پر لولا کی گرفت شدید ہو گئی۔ اور وہ مجھ سے مخاطب ہو کر بولی" یہ مسخرے کون ہیں؟"

میں نے بتایا۔" یہ شکاگو سے آئے ہیں۔ رالف ملکا نے انہیں خصوصی تفتیش کے لئے بھیجا ہے۔"

لولا نے یقیناً" کاربون کی زبان سے رالف ملکا کے متعلق سن رکھا تھا۔ چنانچہ اس نے مزید اعتراض کئے بغیر اپنا پرس ریورو کو پکڑا دیا۔ ریورو نے پرس میڈلین کی طرف بڑھا دیا۔ اور وہ پرس کھول کر اس کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گیا۔

ریورو سگرٹ پھونکتا رہا۔ اور میں اور لولا خاموشی سے تلاشی کا عمل دیکھتے رہے میں سوچ رہا تھا۔ کہ اس تلاشی کا مقصد کیا ہے؟

تلاشی کے بعد میڈلین نے پرس بند کیا۔ اور پھر پرس ریورو کے ہاتھوں ہوتا ہوا مجھ تک پہنچا۔ میں نے یہ لولا کو پکڑا دیا۔

"گھوڑے کس حد تک قسمت بنا رہے ہیں لولا؟" میڈلین نے سوال کیا۔

" اچھے ہی چل رہے ہیں۔" لولا نے جواب دیا۔

" ہوں۔ تمہارا یوں کھڑے رہنا کچھ مناسب نہیں۔ جا کر گاڑی میں بیٹھو۔ اپریل ابھی آجائے گا۔"

" میری جامہ تلاشی بھی لینا چاہتے ہو؟" لولا نے پوچھا۔

" نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ ویسے موقع مل سکتا تو تمہاری جامہ تلاشی میرے لئے خوشی کا باعث ہوتی۔"

یہ سن کر غصے میں بل کھاتی ہوئی لولا میری کار کی طرف چلی گئی۔ اور کار میں بیٹھنے کے بعد اس نے اس زور سے دروازہ بند کیا۔ کہ دروازے کی چولیں تک لرزا اٹھیں۔

"یہ تلاشی کس لئے تھی؟" میں نے پوچھا۔

ریورو نے احتیاط سے سگریٹ جلاتے ہوئے جواب دیا۔ "اوہ ہم محض یہ دیکھنا چاہتے تھے۔ کہ وہ مسلح تو نہیں۔"

اس کے اس انداز سے مجھے یوں گمان ہوا جیسے وہ تلاشی کا اصل مقصد چھپانا چاہتا ہے۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "ہم معاملات کا تبادلہ کرنے والے تھے"

"ہاں اپریل۔ پہلے تم بتاؤ اور پھر ہم بتائیں گے۔ ویسے ہمیں پہلے سے بہت کچھ معلوم ہے۔ جسمانی حلیئے سے لے کر عادات و اطوار تک اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک بات۔"

"میں سمجھا نہیں۔ اس فقرے کا مقصد کیا ہے؟"

"مطلب یہ ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی بات بیان کرتے ہوئے بھی دروغ گوئی اور جھوٹ سے کام لینا۔" ریورو نے کہا۔

"بہت اچھا جناب عالی۔" میں نے پھنکار کر کہا۔ میرے طنزیہ انداز پر وہ سکون سے مسکرایا اور دوبارہ سٹیرنگ وہیل پر ہاتھ جما لئے۔

"کہاں سے شروع کروں؟" میں نے پوچھا۔

"شروع سے۔"

ایک لمحہ کے لئے میرے جی میں آئی کہ ان دونوں کو کھری کھری سنا کر چلتا بنوں لیکن میں ایسا نہ کر سکا۔ یقینی امر تھا۔ کہ شہر کے تمام بینوں کے متعلق ان کی معلومات مجھ

سے زیادہ اور ٹھوس تھیں اور ان معلومات سے بہر حال مجھے زیادہ فائدہ ہو سکتا تھا۔

سو میں نے ایک گہرا سانس لے کر موجودہ معاملات کے متعلق رات دو بجے کے بعد سے اپنی آپ بیتی بیان کرنا شروع کر دی۔ اور ہر بات تفصیل اور راست گوئی سے بتانے لگا۔ جہاں ضرورت ہوتی اختصار سے کام لے لیتا۔ یہ آپ بیتی میں غیر جانبدارانہ انداز سے بیان کرتا رہا۔ اور دونوں میں سے کسی نے بھی مجھے نہیں ٹوکا۔ میں نے اتنی صاف گوئی سے کام لیا کہ لولا سے جنسی کشمکش کو بھی صیغہ راز میں نہ رکھا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ کسی قسم کی بدگمانی پیدا ہو۔

اس دوران ریورو اور میڈلیسن بالکل خاموش بیٹھے رہے۔ انہوں نے کسی طرح کی حیرت یا الجھن کے جذبات ظاہر نہ کئے۔ ان کے چہرے مسرور اور خیالات میں الجھے دکھائی دیتے رہے۔ مجھے معلوم تھا کہ میرا ایک ایک لفظ وہ بڑے غور اور توجہ سے سن رہے ہیں اور میری آپ بیتی ختم ہونے پر ریورو نے میڈلیسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا کہتے ہو؟"

میڈلیسن نے مجھ پر نگاہیں ڈالتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ ان میں سے اکثر باتیں ہمیں پہلے سے معلوم ہیں۔"

ریورو نے اثبات میں سر کو حرکت دی۔ میں سوچ رہا تھا۔ کہ انہیں کون کون سی باتیں پہلے سے معلوم نہیں تھیں۔

"اچھا تو اب تمہاری باری ہے۔" میں نے کہا۔

اتنے میں ایک چھوٹے سائز کا ٹرک ہمارے قریب سے گزرا اس کے ڈرائیور نے ہمیں سرسری نگاہ سے دیکھا اور گزر گیا۔ اس کے گزرنے کے بعد ریورو میری طرف مڑا ہماری معلومات کے مطابق میتھو کا قاتل کوئی اور تھا۔ اس نے ہمارا مطلب یہ ہے کہ ایک سے

زیادہ قاتل قتل کرنے میں مصروف ہیں۔ اور ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ ایڈی نورس نے کسی کو قتل نہیں کیا۔"

"لیکن ایڈی تو مر چکا ہے۔ اس کے متعلق یقین سے کوئی بات کیسے کہہ سکتے ہو"

"ہمارا خیال ہے کہ جس کسی نے ملی سٹین کے خون سے ہاتھ رنگے ہیں۔ اسی نے ہی والٹرز اور پھر ایڈی نورس کا کام تمام کیا ہے۔ ایڈی کی موت سے ثابت ہو گیا ہے۔ کہ میتھو کے قاتل کے علاوہ کوئی اور شخص بھی اس معاملے میں ملوث ہو چکا ہے۔"

میں نے کار سے ٹیک لگاتے ہوئے ایک اور کوشش کی۔" مگر تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو جبکہ ایڈی شروع ہی سے ملوث نظر آ رہا ہے۔" اپنے سوال کو اہمیت دینے کے لئے میں نے اس کی بھوری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا۔

"ایڈی نے کسی کو قتل نہیں کیا۔" یہ فقرہ اگرچہ بیانیہ انداز میں کہا گیا تھا۔ لیکن ریڈرو نے جس انداز سے یہ فقرہ کہا اس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ چند نامعلوم وجوہات کی وجہ سے پورے یقین سے کہہ رہا ہے۔

"دیکھو۔ ریڈرو۔" میں نے بے چین ہو کر کہا۔" میں نے اپنی ساری معلومات کسی لاگ لپیٹ کے بغیر تمہارے سامنے اگل دی ہیں۔ مگر تم نے اب تک جو کچھ بتایا ہے وہ محض مفروضات ہیں۔ اگرچہ یہ مفروضات صحیح لگتے ہیں۔ مگر آخر کار مفروضات ہی ہیں میں اس سارے معاملے پر شروع سے آخر تک غور کر چکا ہوں۔ میرا خیال تھا۔ تمہارے پاس کچھ ٹھوس معلومات ہوں گی۔"

ریڈرو نے سٹیرنگ وہیل پر سے ہاتھ ہٹا کر چھاتی پر باندھ لئے اور کہنے لگا۔

"اپریل ہمیں معلوم ہے۔ کہ تم ایک تیز اور ذہین شخص ہو۔ رالف نے بھی بتایا تھا اور

دوسرے ذرائع سے بھی تمہاری ذہانت اور فطانت کی اطلاعات ہمیں ملی ہیں۔ لیکن تمہاری ایک عادت اچھی نہیں کہی جاسکتی اور وہ ہے تمہاری غیر معمولی تجسّس پسندی۔ ہمیں پوری معلومات حاصل ہو لینے دو۔ ہمارے پاس کچھ ایسی اطلاعات ہیں جن سے پولیس بھی واقف نہیں۔"

"ہوں۔" میں نے بیزاری سے کہا۔ میں کھڑے کھڑے تھک گیا تھا۔ اور اس لاحاصل گفتگو سے اکتاہٹ محسوس کرنے لگا تھا۔ لولا میری گاڑی میں بیٹھی سگریٹ سے دل بہلا رہی تھی۔ وہ اب پرسکون نظر آرہی تھی۔

"شاید یہ اطلاع تمہارے لئے بے حد دلچسپ ہو کہ ایڈی کو امید تھی۔ کہ اسے کچھ رقم ملنے والی ہے۔ ملی کو بھی یہی امید تھی، اور والٹرز کو بھی۔ بجنسہ کاربدن بھی رقم پانے کا منتظر تھا۔ اور یہ سب رقوم صرف ایک شخص متھیو نے ادا کرنا تھیں اب ان میں چار شخص موت کی گہری نیند سو چکے ہیں۔ اور دلچسپ امر یہ ہے۔۔۔۔" ریورو کہتے کہتے رک گیا۔ کیونکہ لولا نے اچانک کار کا ہارن تیزی سے بجا دیا تھا۔

میں نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ اسی وقت ریورو اور میڈلین نے بھی چونک کر لولا کی طرف دیکھا۔ ہمیں اپنی طرف متوجہ پاکر لولا نے ایک مرتبہ پھر ہارن بجایا۔

میں نے اشارے سے اسے کہا۔ کہ وہ آکر بتائے۔ مگر میرے اشارے کے جواب میں لولا نے ایک عجیب اور حیرت خیز حرکت کی۔ وہ اچانک غوطہ لگا کر سیٹ پر لیٹ گئی اور نگاہوں سے اوجھل ہو گئی یہ دیکھ کر مجھے خطرے کا احساس ہوا اور میں تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف چلا۔ معاً محسوس ہوا کہ کوئی گاڑی تیزی سے آرہی ہے۔ میں نے یکلخت مڑ کر دیکھا۔ اور مجھے وہی چھوٹا ٹرک انتہائی تیز رفتاری سے آتا دکھائی دیا۔ جو تھوڑی

دیر پہلے نظر آیا تھا۔ ٹرک کی رفتار میرے بدترین خدشوں کی تصدیق کرنے کو کافی تھی۔ میں اس وقت دونوں کاروں کے درمیان تھا۔ میں نے چھلانگ لگائی اور درمیان کی خالی جگہ پہنچ گیا۔ چھلانگ لگانے سے پہلے میں نے جو منظر دیکھا۔ وہ یہ تھا۔ کہ ٹرک کے ڈرائیور نے کوئی چیز اپنے منہ کی طرف لے جاکر دانتوں سے اس کی پن نکالنے کے لئے جھٹکا دیا تھا۔ اس کا یہ اقدام مجھے زمانہ جنگ کی یاد دلا گیا۔ اس طرح ہم دستی بم کی پن کھینچا کرتے تھے۔

میں نے بمشکل دونوں کاروں کے درمیان واقع گٹر کے دہانے میں پناہ لی تھی کہ ٹرک کی آمد کا شور مجھے اپنے سر پہ سنائی دیا۔ ریورو اور میڈلین کی حالت اور سرگرمیوں سے میں قطعی بے خبر تھا۔ البتہ دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا۔ کہ وہ جلدی سے کسی پناہ گاہ میں چھپ جائیں۔ میں نے ریورو کی گھبرائی ہوئی آواز سنی۔ "باہر کود جاؤ۔" لیکن دیر ہو چکی تھی۔ اس فقرے کی گونج ختم نہ ہونے پائی تھی۔ کہ کانوں کو پھاڑ دینے والا ایک دھماکا سنائی دیا۔ مجھے یوں معلوم دیا۔ جیسے زمین کپکپا اٹھی ہو۔ کار کے شیشے پھلجھڑی کی طرح مختلف سمتوں میں پھیل گئے۔ ان میں سے چند ایک مجھ پر اور میری کار پر گرے۔

یہ بارش تھمی تو میں چھلانگ لگا کر گٹر سے باہر نکلا اور آفت زدہ مرکری کار کی طرف لپکا۔ یہ وہی کار تھی۔ جسے چند لمحات بیشتر میں ثابت و سالم حالت میں چھوڑ گیا تھا۔ لیکن اب اس کی شکستہ اور مڑی تڑی کھڑکیوں سے دھوئیں کے بادل تیزی سے باہر آرہے تھے کار بُری طرح تباہ ہو چکی تھی۔ اور میڈلین اترتے ہوئے بھی بچ نہ سکا تھا۔ اس پر ایک نظر ڈالتے ہی مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ وہ ختم ہو چکا ہے۔ بم کے دھماکے اور قوت نے ریورو کا جسم بری طرح مسخ کر کے سیٹ سے چپکا

دیا تھا۔ اس کے جسم پر درجنوں زخموں سے خون ابل رہا تھا۔ اور وہ بھی موت سے ہمکنار ہو چکا تھا۔

جنگ کے دوران تربیتی کورس میں مجھے بتایا گیا تھا۔ کہ دستی بم یوں بنایا جاتا ہے کہ جب یہ پھٹتا ہے تو اس میں سے دھات کے اڑتالیس ٹکڑے مختلف سمتوں میں فوارے کی صورت اچھلتے ہیں۔ اور جو چیز بھی ان کی زد میں آجائے۔ تباہ وبرباد ہو کر رہ جاتی ہے۔

اس دھماکے سے مجھے اس لئے کوئی نقصان نہ پہنچا تھا کہ کار کا اندرونی حصہ بم کی براہ راست زد میں آیا تھا۔ اور بم سے خارج ہونے والے ضرر رساں اور مہلک ٹکڑے کار کے فریم سے ٹکرا کر رک گئے تھے۔ اور ان میں سے کچھ نے شکاگو سے آتے ہوئے خوبصورت نوجوانوں کو نشانہ بنایا تھا۔

جب بم پھینکنے والا ٹرک نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہونے لگا۔ تو دوڑ کر اپنی کار کے قریب گیا اور اندر جا بیٹھا۔ لولا اب اٹھ کر بیٹھ گئی تھی اس کا چہرہ سفید پڑ چکا تھا۔ اور خوف اور دہشت کی وجہ سے وہ کچھ کہنے سننے کے قابل نہ رہی تھی۔ میں نے مرسیڈیز کو سٹارٹ کیا۔ اور سنا کہ کوئی مجھے پکار رہا ہے لیکن میں نے اس آواز کو ان سنا کر کے گاڑی کی رفتار بڑھا دی۔

میرا خیال ہے۔ کہ سات منٹ سے بھی کم عرصے میں میں دوبارہ ایڈی کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا تھا۔ پولیس کاریں اب بھی وہیں موجود تھیں میں نے تیزی سے ایک دم بریکیں لگائیں اور ایک کار سے صرف چھ انچ کے فاصلے پر کار روکنے میں کامیاب ہو سکا۔ پھر باہر کودتے ہوئے میں نے لولا سے کہا۔ "یہیں بیٹھی رہنا۔"

ٹائروں کی چیخ ایک سپاہی کو دروازے پر کھینچ لائی تھی۔ میں ایک ایک جست میں تین تین سیڑھیاں چڑھتا ہوا دروازے پر پہنچا اور میری صورت دیکھتے ہی سپاہی دروازے سے ہٹ گیا۔ دوڑتا ہوا اس کے قریب سے گذر کر میں رہائشی کمرے میں گیا۔

اومیلی اور میڈیرا کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ اور نکی اب بھی کوچ پر بیٹھی ہوئی تھی میری سمت دیکھنے لگے۔ میں نے جاتے ہی تقریباً چلا کر کہا۔ "کیپٹن۔ تمہارے لیے ایک اہم ترین خبر لایا ہوں۔" پھر میں نے ہانپتے ہوئے مختصر الفاظ میں بم کے دھماکے کی تفصیلات سنا دیں۔

حالات سے باخبر ہونے ہی اومیلی نے حکم دیا۔ "میڈیرا۔ اس ٹرک ڈرائیور کو فوراً حراست میں لینے کے احکامات نشر کرا دو۔"

"مگر میرا خیال ہے۔" میں نے اضافہ کیا۔ "کہ دس منٹ کے اندر اندر تمہیں ٹرک اس حالت میں کسی اجاڑ مقام پر ملے گا۔ کہ اس کا ڈرائیور غائب ہوگا۔"

مگر میرے تبصرے سے بے نیاز ہو کر میڈیرا فون پر احکامات صادر کرنے لگ گیا تھا۔

"کیا لولا محفوظ ہے؟" اومیلی نے پوچھا۔

"ہاں وہ میری کار میں تھی۔ اس لئے محفوظ رہی وہ باہر کار میں ہے۔ میرا خیال ہے اسے بلوا کر اس کے بیان لے لئے جائیں۔"

"جاؤ۔ اس لڑکی کو لے آؤ۔" اس نے دروازے کے قریب ایستادہ سپاہی کو حکم دیا۔

فون سے فارغ ہو کر میڈیرا ہمارے پاس آیا اور بولا۔ "موقع واردات پر ایمبولنس سٹاف کو بھجوانے کے ساتھ ساتھ میں نے ٹرک کا حلیہ نوٹ کرا دیا ہے اور اسے فوراً نشر

کرانے کے احکامات دے دیئے ہیں۔ بموں کے سکواڈ کو بھی جائے حادثہ پر پہنچنے کے لئے کہہ دیا ہے۔"

"خوب" اوسیلی نے اظہار اطمینان کیا۔

لولا اور سپاہی رہائشی کمرے میں وارد ہوئے اگرچہ لولا کے چہرے پر اب بھی زردی کھنڈی ہوئی تھی تاہم اس کی چال متوازن تھی۔ جب وہ قریب پہنچی تو اس نے ایک ایک کرکے اوسیلی، ہیڈ ہیرا، نکی اور مجھ پر چھچھلتی ہوئی نگاہ ڈالی۔

"لولا۔ کوچ پر بیٹھ جاؤ اور اس حادثے کے متعلق بیان دو۔"

نکی نے یہ سن کر کوچ پر لولا کو جگہ دی۔ اور پرے سرک گئی۔ کوچ پر بیٹھنے کے بعد لولا نے اپنا پرس اپنے قدموں میں رکھ دیا۔

"جب اپریل ان سے باتیں کر رہا تھا۔ تو انتظار کی کوفت کو کم کرنے کے لئے میں سگریٹ نوشی میں مصروف ہو گئی۔" وہ بالکل آہستہ اور مدھم آواز میں بول رہی تھی گویا ڈرتی ہو کہ بلند آواز میں گفتگو کرنے سے کہیں آواز ٹوٹ نہ جائے۔ "کبھی کبھی میں ادھر ادھر آس پاس دیکھ لیتی۔ یہ میری عادت ہے۔ پھر میں نے عقبی عکاس میں اس ٹرک کو دیکھا جو تھوڑی دیر پہلے پچھلے چوراہے میں سے گذرا تھا۔ وہی ٹرک مجھے دوبارہ نظر آیا۔ اب وہ ہماری سمت آرہا تھا۔ یہ سوچ کر میں نے زیادہ دلچسپی نہ لی۔ کہ ممکن ہے۔ ڈرائیور کسی گھر کا پتہ ڈھونڈ رہا ہو۔ لیکن ایک منٹ بعد یہ ہمارے قریب سے گذر گیا۔ میرا خیال ہے اب ہم سب نے اسے دیکھ لیا تھا۔ اور اس انداز سے جیسے راہگیر گاڑیوں کو دیکھا کرتے ہیں کچھ چند لمحوں بعد ہی ٹرک واپس ہوا۔ تو اس کے ڈرائیور پر میری نگاہ پڑی اس شخص کو میں پہلے سے جانتی تھی۔"

اس کے اس آخری فقرے کا ہم سب پر نمایاں اثر ہوا۔ میرا خیال تھا۔ ادمیلی کچھ کہے گا۔ مگر وہ خاموش رہا۔

لولا نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اس کا نام جو ہے۔ اور نام کا آخری حصہ یا تو ہرڈز ہے یا پھر فرڈز۔ وہ چند ہفتوں کے لئے بینی والٹرز کا کارندہ بنا رہا تھا۔ اور پیسہ کار بدلنے کے لئے شرطیں ڈھونڈنے لگا تھا۔ وہ بڑا خطرناک اور بدمعاش شخص ہے اور معقول رقم لے کر کسی بدنصیب شخص کو ٹرک تلے کچلنے میں کافی طاق ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس نے مجھے نہیں دیکھا تھا۔ البتہ یقین سے نہیں کہہ سکتی" یہ کہہ کر وہ چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گئی۔

ہم خاموشی سے انتظار کرتے رہے۔ وہ پھر کہنے لگی۔ "اسے ٹرک میں آتے دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا۔ کہ اس کی نیت ٹھیک نہیں اس کے ارادوں کے متعلق اندازہ کر کے میرے بدن میں جھرجھری سی دوڑ گئی اور پھر جب یہ دیکھا۔ کہ وہ تیزی سے ہماری ہی سمت آ رہا ہے۔ تو میں کانپ اٹھی۔" اس نے اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر انہیں زور سے دبایا۔ جیسے اپنے آپ پر قابو پانے کی کوشش کر رہی ہو۔ "پھر پتہ نہیں کیسے میرا ہاتھ خود بخود ہارن پر جا پڑا۔ اور میں نے اسے زور سے بجا دیا۔ میں نے اب تک جو کی کوئی مشتبہ حرکت نہیں دیکھی تھی۔ پھر بھی مجھے معلوم تھا۔ کہ اس کے یہ چکر اور بار بار ادھر آنا بے معنی نہیں۔ اسی لئے ہارن بجا کر میں ان لوگوں کو خبردار کرنا چاہتی تھی۔"

ہارن کی آواز سن کر جانی نے میری طرف دیکھا۔ کار میں بیٹھے ہوئے دونوں اسٹنٹوں نے بھی مڑ کر مجھے دیکھا۔ ٹرک تیزی سے اڑا چلا آ رہا تھا۔ جانی نے مجھے اشارے سے بلایا۔ اتنی مہلت نہ تھی۔ کہ میں کسی طرح انہیں خبردار کر سکتی۔ چنانچہ میں نے ایک مرتبہ اور ہارن

دبایا اور سیٹ پر غوطہ لگا گئی — میں بے حد خوفزدہ ہو گئی تھی۔ اور کار کی سیٹ پہ اکڑوں لیٹے ہوتے میرے ذہن میں طرح طرح کے خیالات آ رہے تھے۔ اور — اور پھر میں نے زوردار دھماکہ سنا۔ اف خدا۔"

"بس اتنا ہی کافی ہے لولا" اومیلی نے اسے روک دیا۔ اور اٹھ کر خود فون کی طرف گیا۔ ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم ہوتے پر اس نے جلدی جلدی کچھ احکام نوٹ کرائے۔ ان میں سے ایک حکم کارلیون کی فوری گرفتاری سے متعلق تھا۔

چونکا رکھ کر وہ جلدی جلدی قدم اٹھاتا ہوا میرے قریب آیا اور بولا" اب وقت آگیا ہے کہ کارلیون کے احترام کو بالائے طاق رکھ کر اس سے دو دو ہاتھ کر لئے جائیں۔" بطور خاص کسی کو مخاطب کر کے اس نے یہ فقرہ نہیں کہا تھا۔ پھر وہ نکی سے مخاطب ہوا۔" نکی۔ تم اگر یہیں رہنا چاہو یا کہیں اور۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ البتہ شہر چھوڑ کر جانے کی کوشش نہ کرنا۔"

کیا مجھے حوالات میں رکھا جائے گا؟" نکی نے پوچھا۔

غالیچے پر نگاہیں گاڑ کر ایک دو لمحے سوچنے کے بعد اومیلی نے کہا۔" ویسے تو تمہاری باقاعدہ گرفتاری ہو سکتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ تم بے گناہ ہو اور اس گڑبڑ میں تمہارا کوئی ہاتھ نہیں۔ اس لئے گرفتاری غیر ضروری ہو جاتی ہے۔

۔ اومیلی" میں نے پوچھا۔" اگر میری ضرورت نہیں۔ تو میرا خیال ہے کہ میں جا

۔ ہاں۔ تم جاؤ اور لولا کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ اور میری باتوں کا خیال رکھنا۔"

اچانک نکی نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" اپریل۔ اپنے رویے پر اب تک شرمندہ ہوں۔ میری معذرت قبول نہیں کرو گے؟"

"اوہ. کوئی بات نہیں۔" میں نے فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "اس وقت تم آپے میں نہیں تھیں۔"

"میرے لئے کوئی ہدایت دو گے؟"

"ہاں۔ گھر کی کھڑکیاں اور دروازے اچھی طرح بند کر لینا۔" میں نے مشورہ دیا۔

۱۵

کار میں لولا میرے پاس والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا سر سیٹ کے ساتھ ٹکا ہوا تھا۔ اور آنکھیں بند تھیں مگر وہ سوئی ہوئی نہیں تھی۔

ڈرائیونگ کرتے ہوئے میں سگرٹ پیتا رہا اور مسلسل سوچتا رہا۔

ابھی تک نہ تو قاتلوں کا پتہ چل رہا تھا۔ اور نہ ہی مقصد قتل واضح ہو سکا۔ عجیب بات تھی کہ ایک کے بعد ایک شخص راہی ملک عدم ہو رہا تھا۔ لیکن قتل کرنے والے آسیبی ہاتھ قتل کے فوراً بعد روپوش ہونے میں کامیاب ہو رہے تھے۔

میں نے لولا سے مخاطب ہو کر کہا: "لولا۔ کیا تم صدق دلی سے مدد کرنے پر آمادہ ہو؟"

"ہاں۔" لولا نے بے حد مدھم آواز میں جواب دیا۔

"اچھا تو میں تمہیں تمہارے ہوٹل کے قریب اتارے دیتا ہوں۔ اپنے کمرے میں جا کر وہیں ٹکی رہو۔ اگر کارلوس تمہیں فون کرے۔ تو مجھے آگاہ کر دینا۔ کہ وہ کس وقت اور کہاں

تم سے ملے گا۔ مجھے میری ایجنسی کی وساطت اطلاع دینا۔ تم انہیں پیغام دے دینا۔ ہیں سکتا ہے سکا ہے ایجنسی کو فون کر کے معلوم کرتا رہوں گا۔"

میکی سٹور کے پاس گاڑی روک کر میں نے کہا۔ "میں تمہیں یہاں اتار رہا ہوں۔"

میں نے لولا کو سٹور میں داخل ہوتے دیکھا اور آگے بڑھ گیا۔ پیو رٹن ہوٹل کے قریب کار پارک کر کے میں ٹیلیفون بوتھ میں جا گھسا اور ٹکا گو رالف ملکا سے رابطہ قائم کیا۔ اس کی آواز سنائی دی۔ تو میں نے کہا۔ "رالف۔ میں تمہیں ایک بری خبر سنا رہا ہوں۔"

"میں ابھی ابھی سن چکا ہوں۔" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

میں اپنی حیرت اور تعجب چھپا نہ سکا۔ اور دنگ ہو کر بولا۔ "اتنی جلد! مگر یہ واقعہ تو تھوڑی ہی دیر پہلے ہوا ہے۔"

"ہاں مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے۔؟ ریورو اور میڈیسن کا قاتل کون ہے؟"

"اب تک تو سب باتیں کاربون کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ لولا نے ٹرک کے ڈرائیور کو شناخت کر لیا ہے۔ وہ ایک پیشہ ور قاتل ہے اور آجکل کاربون کی ماتحتی میں اس کے لئے گاہک تلاش کرتا ہے۔ پہلے وہ پنی کے لئے کام کیا کرتا تھا۔ نام جو ہے"

ٹھیک ہے۔ اب غور سے سنو۔ میں کاربون کی تلاش میں ہوں لیکن میں اسے زندہ اپنے پاس دیکھنا چاہتا ہوں۔ ممکن ہے یہ سب قتل اسی نے کئے ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اس کا ہاتھ نہ ہو۔ بہرحال جب وہ میرے پاس آئے گا۔ تو میں اس سے اگلوا لونگا۔"

جس انداز سے رالف نے اگلوانے کا ذکر کیا اس سے میرے بدن میں تھرتھری کی ایک لہر دوڑ گئی۔

میں نے سٹپٹا کر ریسیور رکھ دیا۔ رالف کا بیان خالی خولی دھمکی پر مبنی نہیں تھا وہ چھوٹے سے کام نہیں لے رہا تھا۔ تہذیب و تمدن کی پالش چڑھی ہونے کے باوجود یہ لوگ پرلے درجے کے سنگدل واقع ہوتے ہیں۔

اب میں نے اپنے دفتر فون کیا۔ وہاں سے کسی اجنبی شخص نے جواب دیا۔ "ہیلو۔"

"میں اپریل بول رہا ہوں۔"

"اپریل؟" اس نے قدرے تعجب سے کہا۔

"ہاں ہاں اپریل۔ مئی یا جون نہیں۔"

اچھا مسٹر اپریل مذاق چھوڑیئے میں فرنیچر کمپنی کا منیجر ہوں۔ آپ کا فرنیچر تبدیل کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے بڑی بدبو آ رہی ہے۔ کیا آپ کا فرنیچر بیمہ شدہ تھا؟

"ہاں؟" یہ کہہ کر میں نے فون بند کر دیا اور اپنی ایجنسی کی وساطت اپنی سیکرٹری سینڈی سے فون پر بات کی۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کا چہرہ اب بھی دکھ رہا ہے اور ایک جبڑا تو بری طرح درد کر رہا ہے۔ میں نے یہ کہہ کر اسے تسلی دینے کی کوشش کی کہ میرا سر اور سارا بدن ہی بری طرح درد کر رہا ہے۔ اس نے دفتر کے متعلق ہر مناسب کارروائی مکمل کر لی تھی اور اب میری ہدایت کے مطابق اپنی ایک سہیلی کے پاس پناہ گزیں تھی۔ میں نے اپنی سرگرمیوں کے متعلق اسے مختصراً بتایا اور پھر کچھ ممتا بھری نصیحت سننے کے بعد چونگا رکھ دیا۔

اس کے بعد میں نے کیسل مین کا نمبر ڈائل کیا اور جینی سے رابطہ قائم ہونے پر اس کی آواز سے ظاہر ہوا کہ وہ اب بھی منیھو کی موت پر اتنی ہی غمزدہ ہے جتنی پہلے تھی۔ اس نے بتایا کہ ٹانگ اس کی دلجوئی کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ میری سرگرمیوں کی کامیابی کے متعلق پوچھتی میں نے ٹیلیفون بند کر دیا۔ اب کوئی ایسا شخص نہیں تھا

جس سے فون پر مفید مطلب معلومات حاصل ہو سکتی سو میں بوتھ سے باہر آ گیا۔

بھوک محسوس ہونے پر میں کار میں بیٹھ کر روز ریستوران کی طرف چل دیا۔ خوب پیٹ بھر کر کھانے کے بعد میں نے کافی کے دو پیالے چڑھاتے اور سگریٹ سلگا کر سوچنے میں مصروف ہو گیا۔

کچھ تو دن بھر کی تھکان اور کچھ شدت سے غور و فکر کی وجہ سے میرے دماغ کی چولیں تک ہل گئیں۔ مگر میں نے سوچنا ترک نہ کیا۔ اور ایک مرتبہ اور کوشش کی۔

ریورو اور میڈلین کو کس نے قتل کیا؟ — کیا یہ بم مجھے ہلاک کرنے کی غرض سے پھینکا گیا تھا؟

کاش ریورو صرف تیس سیکنڈ اور زندہ رہ جاتا!

سوچتے سوچتے جب میرا دماغ جواب دینے لگا۔ تو میں بل ادا کر کے ریستوران سے باہر نکل آیا۔ باہر فٹ پاتھ پر رک کر میں سوچنے لگا۔ کہ کیا کروں اور کہاں جاؤں!"

میرے قریب سے لوگ اپنی اپنی الجھنوں میں سر کھپاتے ہوئے گزر رہے تھے۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور سہ پہر کی ڈھلتی ہوئی دھوپ میں ہوا کے جھونکوں سے لطف اٹھانے لگا۔ ہوا کے یہ جھونکے کتنے خوش نصیب تھے۔ انہیں کوئی پریشانی اور فکر نہیں تھا۔

اچانک کاغذ کا ایک ٹکڑا اڑتا ہوا آیا۔ اور میرے پاؤں سے لپٹ گیا۔ اسے دیکھ کر میرے ذہن میں کاغذ کے ایک اور ٹکڑے کی یاد تازہ ہو گئی۔ جسے ایک لڑکی پل دیئے جا رہی تھی۔ اس نے کہا تھا۔" اس عورت کو تلاش کرو "۔ وہ مجھے اس دوسری عورت کا نام نہ بتا سکی تھی اور مینتھو کی زندگی کی چھان بین کے بعد پولیس کسی دوسری عورت سے اس کا تعلق دریافت کرنے میں ناکام رہی تھی۔

جینی کیسل مین پیار سے میتھو کو سیٹ کہا کرتی تھی۔ اور ایک اور ہستی نے بھی میتھو کو اسی عرفیت سے یاد کیا تھا۔ میرے تھکے ہوئے ذہن نے جھرجھری لی اور میرے قدم بے اختیار فون بوتھ کی طرف اٹھنے لگے۔

تیسری مرتبہ گھنٹی بجنے پر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"نکی؟" میں نے کہا۔

"کون بول رہا ہے؟"

"میں جانی اپریل ہوں۔"

"کیا بات ہے؟"

"نکی! میز کی دراز میں کتنی رقم ہے؟"

"کونسی دراز میں؟"

"وہی ــــ جہاں ایڈی اپنی رقم رکھا کرتا تھا۔ فون کی میز والی دراز"

"ٹھہرو۔ بتاتی ہوں۔" اس نے ناگواری سے کہا۔ پھر دراز کھلنے کی آواز سنائی دی اور خاموشی چھا گئی۔ تھوڑی دیر بعد نکی کی آواز سنائی دی۔ "یہاں انتالیس ہزار ڈالر ہیں۔"

"تم نے مجھے بتایا تھا۔ کہ ایڈی کا تمام روپیہ اسی دراز میں رہتا ہے۔"

"ہاں کہا تھا۔"

"کیا تمہیں اتنی بڑی رقم کا پہلے سے علم تھا۔ یا ابھی یہ رقم گنی ہے؟" یہ کہتے ہوئے میں سوچ رہا تھا۔ کہ آخر میں کیا پوچھنا چاہتا ہوں۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" نکی نے پوچھا۔

"اچھا چھوڑو۔ بتاؤ۔ کس مالیت کے نوٹ ہیں؟"

"پچاس" سو اور چند نوٹ پانچ پانچ سو ڈالر کے ہیں۔ سب ربڑ کے فیتوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ ہاں چند ہزار ڈالر کے نوٹ کھلے پڑے ہیں۔ اب کیا پوچھنا ہے؟"

میں خاموشی سے بوتھ کے شیشے پر اپنا مدھم عکس دیکھتا رہا۔

نکی کی آواز آئی۔ "جانی؟"

"ہاں میں موجود ہوں۔"

"ان نوٹوں میں ایک بات مجھے کچھ عجیب سی لگی ہے اور وہ یہ کہ ایڈی ہزار ہزار ڈالر کے نوٹوں کو اپنے پاس رکھنا پسند نہیں کرتا تھا۔ سخت مجبوری کے عالم میں بھی وہ کافی ناک بھوں چڑھایا کرتا تھا۔"

"یہ ہزار ڈالر کے نوٹ کتنے ہیں؟"

"نو۔" نکی نے جواب دیا۔

حیرت سے میرا منہ کھلا رہ گیا۔ اور پھر میں نے نکی کا شکریہ ادا کر کے جلدی سے فون بند کر دیا۔

میں نے ذہن ہی ذہن میں پھر حالات پر غور کیا۔ اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی اہم امر واضح ہونے کے لئے جدوجہد کر رہا ہے۔

۱۶

تھکن اور اضمحلال کی وجہ سے دماغ اور جسم دونوں بری طرح ٹوٹتے محسوس ہوتے ہے

تھے ۔ گذشتہ شب سے اب تک آرام کا ایک لمحہ بھی نصیب نہ ہوا تھا ۔ چنانچہ میں نے گھر جا کر سونے کی ٹھانی ۔ ڈبل سکاچ کا جام چڑھانے کے بعد میں آرام کرسی پر سو گیا ۔

میری نیند کھلی تو کمرے میں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا ۔ میں نے بتی جلا کر گھڑی دیکھی رات کے دس بجنے والے تھے ایجنسی کو فون کرنے کی نیت سے میں نے کریڈل پر ہاتھ رکھا ہی تھا ۔ کہ فون کی گھنٹی ٹن ٹنا اٹھی ۔ چونکا اٹھا کر میں نے کہا ۔ " ہیلو میں ایپریل بول رہا ہوں "

عمارت کے کلرک کی آواز آئی ۔ " مسٹر ایپریل ، تمہارے لئے باہر سے ایک کال ہے "

" ملا دو ۔ " میں نے کہا ۔

چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی ۔ " جانی ! "

" ہاں ۔ کون ہے ؟ "

" رالف ۔ "

یہ سن کر میں پوری طرح بیدار ہو گیا ۔ میں نے کہا ۔ " میں اس کیس سے دست کش ہو رہا ہوں سر پیر کا ہی پتہ نہیں چلتا ۔ "

وہ ہنس کر بولا ۔ " مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ۔ تمہارے لئے ایک اہم خبر ہے ۔ "

" وہ کیا ؟ "

" متھیو نے اپنے قتل سے پہلے سارے قرضے بے باق کر دیئے تھے ۔ "

میں اپنی حیرت پر قابو پانے سے قاصر رہا اور چلا کر کہا ۔ " کیا کہہ رہے ہو ؟ کیا تمہیں یقین ہے "

" ہاں " اس نے پورے یقین کے ساتھ کہا ۔ " یہی معلوم کرنے کے لئے ہم پوری کوشش کر رہے تھے ۔ تم جانتے ہو کہ ہم اپنے مکیوں کے متعلق پوری طرح آگاہ رہنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں ۔ ابھی ابھی آخری رپورٹ آئی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ متھیو نے کسی کا ایک سنیٹ

بھی نہیں دیا تھا۔ اور وہ سب کا حساب صاف کر کے مرا ہے۔"

" ایک منٹ ٹھہرو رالف" میں نے کہا۔ اور اس خبر پر غور کیا میرے دماغ کے کسی کونے میں ہلکا سا اضطراب پیدا ہوا اور بس۔

ایک منٹ تک انتظار کرنے کے بعد رالف نے کہا۔ " میرا خیال ہے۔ ریورو اور میڈلسن اپنی ہلاکت سے پہلے یہی بات تمہیں بتانے والے تھے۔"

" ہاں ممکن ہے لیکن اس سے تم نے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے رالف؟"

ایک لمحہ کے تامل کے بعد وہ بولا۔ ابھی تک میں کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔ اگرچہ کھاتے صاف ہیں تاہم ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا کہ متیھو اور ہمارے یکیوں کو کس نے قتل کیا ہے۔ اور ہاں برسبیل تذکرہ یہ بتاؤں کہ .... " اس نے رک کر ایک قہقہہ لگایا۔ اس قہقہے میں اتنی ہیبت ناکی تھی۔ کہ سردی کی ایک لہر مجھے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑتی محسوس ہوئی قہقہہ لگانے کے بعد اس نے ایک دم سنجیدہ آواز میں کہا۔" اس ٹرک ڈرائیور کی تلاش میں وقت ضائع کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ جس نے بم پھینکا تھا۔"

یہ سن کر میں نے حلق میں اکٹھا ہونے والا بدمزہ لعاب نگلا۔ رالف نے کہا:" میرے چند دوستوں کی نگرانی میں وہ شکاگو کے لئے پرواز کر چکا ہے۔

" ہوں!۔ اگر میں اس خبر کو افواہ کی صورت پولیس تک پہنچا دوں تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہ ہوگا۔ اس طرح پولیس کی مصروفیت میں کچھ تو کمی واقع ہو گی۔"

" ہاں پہنچا دو مگر یہ خیال رہے۔ کہ یہ خبر افواہ کی صورت میں پھیلے یہ کہہ کر اس نے خدا حافظ کہے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔

میں نے کریڈل کو ایک مرتبہ دبانے کے بعد پولیس ہیڈ کوارٹر کے نمبر ڈائل کئے۔

کسی قدرے تاخیر سے اومیلی فون پر آیا اور میری آواز سنتے ہی پھٹ پڑا۔ "میرے خدا۔ تم کہاں گم ہو گئے تھے؟"
اس کی آواز میں پوشیدہ مایوسی سے واضح تھا کہ اب تک کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

"کیا بات ہے اتنے بے چین کیوں ہو۔" میں نے جواب دیا۔ "میں ایک افواہ سنانے والا ہوں جو بڑی حد تک صداقت پہ مبنی ہے۔ تھوڑی ہی دیر پہلے میں نے یہ سنی ہے۔"

"کہو۔"

"تمہیں اب تک ٹرک ڈرائیور کا کوئی سراغ نہ ملا ہوگا!"

"ٹرک تو مل گیا ہے۔ مگر خالی۔"

"ہوں۔ اچھا تو ڈرائیور کی تلاش میں اپنے سٹاف کا وقت ضائع نہ کرو۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ڈرائیور کو اغوا کر کے کسی دوسرے شہر پہنچا دیا گیا ہے۔"

"تمہیں کیسے پتہ چلا؟ اسے کس نے اغوا کیا؟" اور پھر ایک ہی سانس میں اس نے درجن بھر سوالات کر ڈالے۔ اس اثنا میں میں نے مزے سے سگرٹ سلگا لیا تھا۔

سگرٹ کا کش لگانے کے بعد میں نے کہا۔ "مجھے کچھ زیادہ معلوم نہیں ہو سکا۔ بہر حال اب ڈرائیور کی تلاش بے سود ہے۔"

"کچھ اور معلوم ہو سکا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں۔ ایک خبر۔ اہم خبر یہ ہے کہ میتھو مقروض حالت میں قتل نہیں ہوا۔ مرنے سے پیشتر اس نے سارا قرض ادا کر دیا تھا۔"

مجھے محسوس ہوا جیسے اس کا سانس رکنے کے بعد آہستہ آہستہ خارج ہو رہا ہو۔ میں نے کہا۔ "میری بات سن لی ہے!"

اومیلی کی آواز میں بلا کی نرمی سرایت کر آئی۔ "ہاں سن لی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ

میتھو کی آمدنی کے کچھ اور ذرائع بھی تھے جو ہمیں معلوم نہ ہو سکے؟

"ہاں یہی ظاہر ہوتا ہے۔"

"تمہارا بہت بہت شکریہ جانی۔ مجھے ہلکا سا اندازہ ہے۔ کہ تمہیں یہ خبر کس نے پہنچائی ہے۔ بہرحال تمہارا بہت بہت شکریہ۔ میں افسروں کے سامنے اپنی تحقیقات کا کوئی نتیجہ پیش کرنے کے قابل ہو گیا ہوں۔۔۔اب ایک نئے نکتے کو مدنظر رکھ کر دوبارہ تحقیقات کا آغاز کر سکوں گا۔ خدا حافظ"

کار ڈرائیو کرتے ہوئے رات کی تازہ ہوا کے جھونکے میرے چہرے کو لوریاں دے رہے تھے چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ یقینی بات تھی کہ اس کی چاندنی میں رومان پرور جوڑے اپنی تشنہ تکمیل آرزوؤں کی پیشانی پر آسودگی اور سیرابی کا جھومر سجا رہے ہوں گے۔

نیویارکر ہوٹل پہنچنے میں مجھے زیادہ دیر نہ لگی اور اس وقت یہی منزل مقصود تھی۔ پارکنگ پلاٹ میں کار ٹھہرا کر میں ہوٹل میں پہنچا اور بار کے قریب فون بوتھ میں داخل ہو کر ہوٹل کلرک سے فون پر لولا کے رہائشی کمرے کا نمبر مانگا۔ ٹیلیفون کے تار پر لولا کی لشاتی آواز سنائی دی اور میں نے پوچھا "کوئی فون ملا۔؟"

"نہیں،" اس نے خوشی سے کہا۔ "تمہاری پہلی کال ہے۔"

"سیر کے متعلق کیا خیال ہے؟ رات بڑی رومان پرور ہے۔"

"تم مجھے دعوت دے رہے ہو؟"

"ہاں۔ گلی کے پار چند منٹ میں پہنچ جاؤ۔"

لولا سیاہ لباس میں آئی۔ ہوا کے جھونکوں کی وجہ سے اس کی تراشیدہ زلفیں جھول رہی تھیں اس کی چال میں کچھ اور دلکشی پیدا ہو چکی تھی۔ وہ کسی سیاہ ناگن کی طرح لہراتی ہوئی

چلی آ رہی تھی۔ اس نے قریب آ کر مسرت سے کہا۔ "ہی!"

میں نے اس کلمہ مسرت کو دہراتے ہوئے کہا۔ "تمہیں بھی ہی! مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ ایسی حسین رات میں میرے پاس ایسی کار نہیں جسے بستر میں بدلا جا سکے۔"

وہ شوخی سے مسکرا کر بولی۔ "چلو۔ فی الحال یہی کار سہی۔"

میں نے اس کے لئے کار کا دروازہ کھولا۔ وہ اندر جا بیٹھی اور جب تک اس نے اپنی اٹھی ہوئی سکرٹ نیچے نہیں کی میں اشتیاق سے اسے تکتا رہا۔ سکرٹ ٹھیک کرنے کے بعد وہ بولی "اب دروازہ بند کر دو۔" میں نے دروازہ بند کیا اور کار کے گرد گھوم کر دوسرے دروازے سے ڈرائیونگ سیٹ پہ جا بیٹھا۔

میں نے کار سٹارٹ کی اور اس نے کھڑکی کا شیشہ گرانے کے بعد میری طرف کھسکنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ہمارے کندھے مس ہونے لگے۔ رات کی ہوا کے ساتھ ساتھ عطر کی خوشبو کے جھونکے میری قوت شامہ کو سیراب کرنے لگے۔

"کسی خاص جگہ چلنا ہے؟" لولا نے پوچھا۔

"نہیں۔" میں نے جواب دیا۔ "کیا خیال ہے۔ ہوائی اڈے پہ چلیں؟ جہازوں کے اترنے چڑھنے کا منظر بھی تو قابل دید ہوتا ہے۔"

"کچھ عجیب سا لگتا ہے۔ چلو جیسے تمہاری مرضی۔"

چنانچہ ہم ایئرپورٹ کی طرف چل دیئے۔ کنساس سٹی چند ایک چیزوں پہ بجا طور پہ فخر کر سکتا ہے۔ اور ان میں سے ایک ہوائی اڈہ ہے۔ کار کے پانچ منٹ سفر کے بعد اس عظیم اور خوبصورت اڈے پہ پہنچا جا سکتا ہے۔ یہاں سے دنیا کے کونے کونے میں مختصر وقفوں کے بعد پروازیں جاتی رہتی ہیں۔

ہم ایک قدیم پل عبور کر رہے تھے۔ کہ لولا نے پوچھا۔ " جانی اس ہولناک ابتری اور گڑبڑ کا کچھ پتہ چلا؟ "

" نہیں۔ میں تو اکتا چکا ہوں۔ اس سے کچھ دیر کے لئے اسے پولیس پر چھوڑ دیا ہے"

" اس سے یہ مطلب تو نہیں کہ تم کیس سے الگ ہو رہے ہو؟ "

" نہیں۔ میں نے کہا نا کہ تھوڑی دیر کے لئے۔ میں چاہتا ہوں کہ اعصاب کو آرام و سکون دینے کے بعد پھر حصہ لوں۔ "

وہ میرے کچھ اور قریب ہو گئی۔

ایئر پورٹ پہنچ کر میں نے ایک الگ تھلگ مقام پہ گاڑی روکی اور بتیاں بجھانے کے بعد انجن بھی بند کر دیا۔ اور سوچی سمجھی سکیم کے مطابق کچھ کہے بغیر سیٹ پر اس کی طرف مڑا وہ میرے اسی اقدام کی منتظر تھی۔ چنانچہ کسی پکے ہوئے پھل کی طرح میرے بازوؤں میں آ رہی اس نے سادہ سا لباس پہن رکھا تھا۔ اور اس لباس میں سے اس کے جسم کی گرمی اور نرمی بجفاظت تمام مجھ میں منتقل ہو رہی تھی۔ ہم دونوں کے اجسام لبوں کے ایک طویل لمس میں مدغم ہو کر رہ گئے اس کے لب نیم وا تھے۔ اور ان میں سے جان بخش سانسوں کی مہک میرے دل و دماغ پر آہستہ آہستہ نازل ہو رہی تھی۔ لبوں کا لمس کچھ زیادہ ہی طوالت کھینچ گیا میرا مطلب ہے اتنی طوالت جو میرے اصل ارادوں کے لئے مخدوش ثابت ہو سکتی تھی۔ اس کا منہ کچھ اور کھلا اور پھر اس کی نوک زبان میرے لبوں پر ترشح یعنی ہلکی پھوار کی صورت پھرنے لگی۔ ظاہر تھا۔ کہ یہ لڑکی جنسی معاملات میں اناڑی اور مبتدی نہیں تھی۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اپنی اس کی قربت اور محبت کے لئے ہماری رقیں ادا کیا کرتا تھا۔ اور حسب مطلب تسکین اور حظ اٹھایا کرتا تھا۔

میری باہوں کا حلقہ کچھ اور تنگ ہو گیا اور یوں گمان ہوا جیسے وہ ایکس رے کی شعاعوں کی طرح میرے جسم میں سے گزر جانا چاہتی ہے۔ میرے ایک ہاتھ نے اسے تھام رکھا تھا۔ اور دوسرا ہاتھ اس کی کمر پہ سرگشت میں مصروف تھا۔ میرے سارے وجود میں شباب کی بے بہا لہریں دیوانہ وار پیچ و تاب کھانے لگی تھیں۔ اس کی زبان کی نوک آہستہ آہستہ اپنی ساری شیریں حرارت میرے اعصاب میں منتقل کر رہی تھی۔ اچانک مجھے احساس ہوا کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو میری تجزیہ دھری کی دھری رہ جائے گی۔ تجزیہ کے مطابق میں چاہتا تھا۔ کہ وہ جذبات کی رو میں اتنی بہک جائے کہ میں مطلب کی بات اگلوا سکوں مگر یہاں تو میں خود آتش بجاں ہوا جا رہا تھا۔ اس احساس کے ساتھ ہی میں نے اپنے ہونٹ پیچھے کھینچ لئے۔ اور یوں گمان ہوا جیسے میری روح میں بھونچال آ چکا ہو۔

اس کی گرم گرم سانس میری ٹھوڑی پہ محسوس ہو رہی تھی۔ وہ خاموشی سے میری پیش قدمی کی منتظر رہی اسے معلوم تھا کہ ایسے مواقع پہ مرد کوئی حد بندی پسند نہیں کرتا۔

میں نے دھیمی آواز میں کہا۔" لولا۔"

"ہوں" اس نے جذبات سے بھیگی ہوئی آواز میں ہنکارا بھرا۔

"تمہارا جسم کتنا خوبصورت اور گداز ہے۔"

جواب میں اس نے میری ٹھوڑی کو چوم لیا۔

"اس خیال سے مجھے دکھ ہوتا ہے کہ یہ جسم کسی اور کی تحویل میں ہے۔"

"اس وقت یہ سب باتیں بھول جاؤ۔"

میں نے اپنے بازو ڈھیلے کر دیئے مگر اس کی بانہیں اب بھی میرے گلے کا ہار بنی ہوئی تھیں۔"

"دیکھو" میں نے اسے جذبات کے منجدھار سے باہر نکالنے کی کوشش کی۔ "میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں لیکن میرا خیال ہے کار میں بیٹھ کر یہ گفتگو ممکن نہیں کیا خیال ہے آبزرویشن ڈیک (مشاہدہ گاہ) پر نہ چلیں۔ وہاں سکون سے باتیں ہو سکیں گی۔

"تمہاری خوشی۔ مگر اب باتوں میں میرا جی نہیں لگے گا۔" اس نے اپنی باہیں کھینچ لیں اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

ہم دونوں کار سے باہر آئے اور باہوں میں باہیں ڈالے۔ ہوائی اڈے کی روشن اور تابندہ عمارت کی طرف چل دیئے۔ اندر پہنچ کر ہم نے سیڑھیوں کا رخ کیا اور مختصر سا زینہ طے کر کے اوپر مشاہدہ گاہ میں جا پہنچے۔ یہاں سے جہازوں کے اترنے چڑھنے۔ مسافروں کی بھگدڑ اور خوش آمدید کہنے والوں یا الوداع کہنے والے لوگوں کا منظر بڑا واضح نظر آ رہا تھا۔ ڈیک پر اس وقت ہم دو نفوس تھے۔ میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور برسبیل تذکرہ پوچھا۔ "آخری بار ہوائی سفر کا کب اتفاق ہوا تھا تمہیں؟"

اس نے زلفوں کے سائے میں سے مجھے جھانکا۔ "کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ کاش اس وقت بھی ہم کسی طیارے میں ہوتے اور دور اڑ رہے ہوتے۔"

"کاش یہ ممکن ہوتا۔"

چند لمحوں بعد اس نے کہا۔ "تم کیا پوچھنا چاہتے تھے؟"

"وعدہ کرو کہ ہنسی نہ اڑاؤ گی۔!" میں مسکرایا۔

اس نے تیکھی چتون سے میری طرف دیکھا۔ "وعدہ رہا۔"

"تم کاروبار کو چھوڑ کیوں نہیں دیتیں اور نئے سرے سے زندگی کی ابتدا کیوں نہیں کرتیں؟" اس نے نیچے پھیلے ہوئے ہجوم کی طرف دیکھا۔ "ممکن تو ہے بشرطیکہ مجھے کوئی موزوں شخص

مل جائے۔"

"کیا میں موزوں نہیں؟" یہ فقرہ میری اسکیم میں شامل تھا۔

اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ "تم مذاق کر رہے ہو۔"

میں نے اپنے بازو کا حلقہ اور تنگ کرتے ہوئے کہا "آؤ واپس کار میں چلیں۔"

"ہم ابھی تو آئے ہیں۔" اس نے کہا۔ اور پھر فوراً ہی اپنے آپ کو میری گرفت سے آزاد کرا لیا اور سیڑھیوں کی طرف یوں چلدی جیسے اسے کار میں پہنچنے کی بہت جلدی ہو۔ پتہ نہیں کار میں مٹھائی لینے جا رہی تھی۔ زینے کے قریب پہنچ کر وہ اچانک رکی اور مڑ کر بولی "تم ایک لڑکی کو دھوکہ تو نہیں دے رہے؟"

"بالکل نہیں۔ قدم بڑھاؤ۔" میں نے جواب دیا۔

ہاتھوں میں ہاتھ لئے ہم کار کے قریب پہنچے تو میں نے اس کا ہاتھ ہولے سے دبایا اور اگلے لمحے وہ میری باہوں میں جھول گئی اس مرتبہ کی ہم آغوشی کچھ یوں تھی۔ جیسے بند دروازے کے دونوں پٹ۔ پھر جلد ہی وہ الگ ہو گئی اور کار کا دروازہ کھول کر اندر جا بیٹھی۔ جب میں بھی کار میں پہنچا تو کسی ترغیب کے بغیر ہی وہ میری باہوں کی زینت بن گئی اس کی سانسوں کی رفتار غیر متوازن ہو چکی تھی۔ اور اس کا ایک ہاتھ میرے جسم کے دور دراز حصوں کی طرف سرک رہا تھا۔ اس کے نرم و گداز لب میرے لبوں کو چھوڑ کر گلے سے ہوتے ہوئے پھر میرے لبوں پر آن رکے۔ اس کا جسم جذبات کے شعلوں کی حدت سے تھر تھرا رہا تھا۔ پھر اس نے اپنا منہ یکدم ہٹایا اور اگلے ہی لمحے اس کی نوک زبان میری رگ جاں پہ چاندی کی نرم اور ٹھنڈی کرن کی طرح گھوم رہی تھی۔ اس کے ایک ہاتھ نے میری ران کو اس زور سے دبایا کہ مجھے غیر منقسم ہندوستان کے ایک مشہور شاعر غالب کا وہ شعر یاد آ گیا جس میں اس نے ان لمحات

کی سرخوشی اور مسرت کو ہاتھ پاؤں پھولنے سے تعبیر کیا تھا۔ جب اس کے محبوب نے غالب سے پاؤں ولپنے کی فرمائش کی تھی۔

ہم دونوں کی قوت برداشت جاتی رہی تو میں نے بمشکل تمام اپنے آپ کو اس سے جدا کیا۔ اور سگریٹ سلگا لیا۔ سگریٹ سلگاتے ہوئے میرا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ میرے کندھے پہ سر ٹکائے اس نے بھی سگریٹ کا دھواں اڑانا شروع کر دیا۔ میں باہر تاریکی کا نظارہ کرتے ہوئے حرف مطلب زبان پہ لانے کے متعلق سوچ رہا تھا، کہ وہ بولی" جانی۔ زندگی میں ایسے لمحات کیوں آتے ہیں جب ہم کسی کو پسند کرنے لگتے ہیں تو اچانک وہ ہم سے بچھڑ جاتا ہے اور اس طرح کہ پھر اس سے ملاقات کی کوئی امید نہیں رہتی ۔"

اس وقت وہ جذبات کی انتہائی بلندیوں پہ پہنچی ہوئی تھی۔ اور یہی وہ لمحہ تھا جس کی مجھے تلاش تھی اور جس کے لئے میں اتنی دیر سے اپنا اور اس کا ستیا ناس کر رہا تھا۔ میں نے اپنی آواز کو معمول کے مطابق رکھتے ہوئے کہا۔" جیسا کہ میٹ کے معاملے میں تمہارے ساتھ ہوا"

"ہاں" اس نے کسی تامل کے بغیر کہا۔

اس کے بعد ہم دونوں خاموش ہو گئے۔ اچانک اسے احساس ہوا کہ کہنے والی کوئی بات وہ اگل چکی ہے۔ یہ احساس ہوتے ہی وہ تن کر بیٹھ گئی اور بولی۔"کیا یہ محض تمہارا اندازہ تھا؟"

میں نے راست گوئی کو اپناتے ہوئے کہا۔" کچھ تو اندازہ تھا۔ کچھ تمہاری ایک بھول چوک تھی۔ اور کچھ اطلاعات تھیں۔"

وہ خاموش رہی تو میں نے وضاحت کی۔" یہ ٹھیک ہے کہ پولیس اور رشتہ داروں کے لئے اس کا نام ڈیوڈ سمتھ تھا۔ لیکن اس کی محبوباؤں کے لئے اس کا نام میٹ تھا جنہیں کیسینو میں

بھی اسے میٹ کہا کرتی تھی۔ اور تم نے بھی اسے ایک مرتبہ اسی نام سے پکارا تھا۔ تمہیں یاد ہوگا؟

"کب؟"

"جب ہم ہینگم یارسے بکی کا تعاقب کر رہے تھے۔ تو تم نے میتھو کو میٹ کے نام سے یاد کیا تھا۔ حبیبی نے کسی اور عورت کی موجودگی کا شبہ ظاہر کیا تھا اور کہا تھا کہ اس عورت کو ڈھونڈ لو تو قاتل تک پہنچ جاؤ گے۔"

"لیکن میں نے میٹ کو قتل نہیں کیا۔ میں قسم کھاتی ہوں۔"

"ڈرو نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ تم نے اسے قتل نہیں کیا۔ مجھے اپنے اور میتھو کے تعلقات کے متعلق کچھ بتاؤ۔" یہ کہتے ہوئے میں نے ایک نیا سگرٹ سلگا کر اسے دیا۔

دو تین کش لینے کے بعد وہ رکتے رکتے بولی۔ "میں نہیں کہہ سکتی کہ یہ سلسلہ کیسے شروع ہوا؟ ایک دن میں نے اسے ریس کورس میں دیکھا...... اس میں کوئی ایسی بات تھی کہ میرا دل اس کی طرف کھنچنے لگا پھر ہم خفیہ طور پر ملنے لگے۔ اور ہر ملاقات کے بعد ہماری محبت میں اضافہ ہوتا گیا۔" وہ اچانک رک کر بولی۔ "میرا خیال ہے تم گڑے مردے اکھاڑ رہے ہو۔"

"پروا نہ کرو اور کہتی جاؤ۔"

اس نے ایک تیز کش لیا۔ اور سگرٹ کا شعلہ اس کی آنکھوں کی طرح چمکتا ہوا دکھائی دیا۔ "پھر وہ میرے لئے گھوڑوں پر شرطیں بدنے لگا۔ میں ایبی سے بہت ڈرتی تھی۔ اور میتھو سے ملاقاتوں کے دوران ایبی کا خوف میرے اعصاب پر طاری رہتا تھا میں نے میتھو سے ملاقاتوں کے لئے ایبی سے بہانہ کیا کہ میں میتھو کی معرفت گھوڑوں پر رقم لگایا کرونگی۔ تاکہ میری بدنامی نہ ہو۔ ایبی آمادہ ہوگیا۔ مگر وہ پرلے درجے کا حاسد

اور شکی آدمی ہے۔ اس نے میتھو کی وساطت شرطیں لگانے کی اجازت تو دے دی مگر چوری چھپے میری نگرانی کرنے لگا۔ جس کا مجھے کوئی پتہ نہ تھا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے۔ کہ ایجی کاربن حاسد تھا۔ اور میتھو تمہارے لیئے اپنے کام سے گھوڑوں پر داؤ لگایا کرتا تھا۔ مگر سوال یہ ہے کہ رقم کہاں سے آتی تھی؟"

"کون سی رقم؟"

"وہی جو تم نے بلی سٹین کی جیب سے اس وقت نکالی تھی۔ جب وہ قتل ہو چکا تھا" میں نے جلدی جلدی کہا۔" مجھے یقین ہے۔ تم اس پر جھکی ہوئی اسکی جیب سے اس وقت رقم نکال رہی تھیں۔ جب میں تمہارے سر پر آن پہنچا تھا۔

"پتہ نہیں تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"تمہیں یاد ہو گا۔ کہ لوزا کے گھر جب میں نے بلی سٹین کی لاش دریافت کرنے کے بعد تم سے تمہارا پرس مانگا تو تم نے پرس کا تسمہ پکڑے رکھا تھا۔ میں نے ہتھیار کی تلاش میں تمہارا پرس محض چھو کر دیکھا تھا۔ یہ پرس ہینگر یار اور میڈلین کی تلاشی کے سوا ہر وقت تمہارے ہاتھوں میں رہا۔ اور یہ دو مواقع ایسے تھے۔ جب تم نے بلی سٹین کی جیب سے نکالی ہوئی رقم یقیناً میری کار کی سیٹ کے نیچے چھپائے رکھی۔ کیوں میرا اندازہ ٹھیک ہے نا؟۔ یہ بیان اس لیئے بھی ٹھیک ہے کہ باقی سب بکیوں کے قبضے سے وہ رقم مل گئی جو میتھو سے قرض کے طور پر ادا کی گئی تھی۔ صرف بلی سٹین کے قبضے سے کوئی رقم نہیں نکلی۔"

وہ خاموش رہی اور میں نے کہا۔" یہی وجہ تھی۔ کہ بلی سٹین کے گھر پر پولیس کے آنے سے پہلے تم نے لاش سے گھبرانے کی اداکاری کی اور میری کار میں جا بیٹھیں تاکہ رقم کو سیٹ کے نیچے چھپا سکو۔ تمہیں ڈر تھا۔ کہ کہیں پولیس تمہارے پرس میں رقم نہ دیکھ لے۔"

وہ اب بھی خاموش رہی تو میں نے پوچھا۔ "کتنی رقم تھی؟" لولا نے اس مرتبہ بھی خاموشی اختیار کئے رکھی تو میں نے کہا۔ "لو میں تمہیں بتاتا ہوں۔ یہ رقم اٹھارہ ہزار ڈالر تھی۔"

یہ سن کر وہ تقریباً اچھل پڑی۔

"سیتھو نے اتنی ہی رقم سٹین کو ادا کرنا تھی۔" میں نے کہا۔ "ہر ایک کے اس کی رقم ادا کی جاتی رہی۔ اور ننھی لولا ان رقموں کو چرانے کی کوشش میں بھاگ دوڑ کرتی رہی۔"

اس نے اس تیزی سے سگرٹ بجھایا کہ چند چنگاریاں بستر سوٹ پہ آن گریں۔ "چلو ٹھیک ہے میں نے سٹین کی رقم لے لی۔ قتل ہونے کے بعد اس رقم کا اسے کوئی فائدہ نہ تھا۔"

میں نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ دیا۔ "ٹھیک ہے اسے کوئی فائدہ نہ ہوتا لیکن اگر اس بات کا پتہ چل جاتا کہ سیتھو قرض بے باق کر کے مرا ہے تو پولیس کو ضرور فائدہ ہوتا اور قاتل کو نقصان۔ پولیس اس بات کو نظر رکھ کر تحقیقات کرتی تو یقیناً کسی نتیجے پہ پہنچ جاتی۔"

"میں اس چوری کے لئے شرمندہ ہوں۔"

"تمہیں ہونا چاہئے۔ پولیس اس بات پر حیران ہے کہ سیتھو کے پاس اتنا پیسہ کہاں سے آتا تھا کہ گھوڑوں پہ لگائے اب یہ عقدہ کھلا ہے کہ تم اسے رقم دیتی تھیں۔ تم کافی مالدار ہو! اور محض ریچی کی بدولت۔ اب اگر اویلی کا غصہ تم پہ پہاڑ کی طرح پھٹتا ہے۔ تو وہ حق بجانب ہوگا۔ تم نے ایک اہم خبر پہ پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔"

وہ چند لمحے کسی خیال میں ڈوبی رہی۔ پھر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔ "تم ابھی تسلیم کر چکے ہو کہ میں نے اسے قتل نہیں کیا۔ سو مجھ پہ صرف چوری کا الزام آئے گا جس کا میں اقبال کر لوں گی۔ مگر میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہم دونوں میں جو جذباتی رسہ کشی ہوئی۔ کیا وہ اسی مقصد کے لئے تھی۔ کہ میری زبان کھلوا سکو؟" اب

وہ نسوانی حربے استعمال کرنے پر اتر آئی تھی۔

میں نے بڑی دیانتداری سے جواب دیا۔ "تمہیں یاد ہوگا لولا۔ سٹین کی لاش کی دریافت کے فوراً بعد اس کے گھر کے باہر میری کار میں جب تم نے مجھے بوسہ دیا تھا۔ تو اس وقت تمہارا پرس نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ گرما گرم بوسہ کیا اس مقصد کے لئے نہیں تھا۔ کہ مجھے تمہاری چوری کا حال معلوم نہ ہو سکے۔"

یہ سن کر اس کا چہرہ اتر گیا۔

۱۷

صورتحال کچھ یوں رہی تھی۔ کہ ایجی شاہ خرچ تھا۔ اور لولا خوش نصیب رہی۔ پھر لولا کی قسمت پھیر میں آگئی اور مینیھو کی وساطت پینتالیس ہزار ڈالر کی مقروض ہوگئی مینیھو اس کے لئے اس لئے شرطیں لگایا کرتا تھا۔ کہ اسے لولا کے جسم کی رعنائیاں حاصل ہوتی رہتی تھیں۔ پھر جب مینیھو پینتالیس ہزار ڈالر کا مقروض ہوگیا تو اسے قتل کر دیا گیا۔ لیکن سوال یہ تھا۔ کہ پنی والٹر، سٹین اور ایڈی نورس کس مقصد کے تحت جان ہارے؟ اور کارلون؟ لیکن یہ بھی قابل غور بات تھی۔ کہ جب مینیھو نے قرض ادا کر دیا تھا۔ تو پھر اسے کیوں قتل کیا گیا؟ کچھ عجیب سی گڑبڑ تھی۔

ایئرپورٹ پر لولا سے جھوٹی محبت رچانے کے بعد میں اسے لے کر سرجینٹ میڈیرا

کے پاس گیا اور ساری بات بتانے کے بعد لولا کو میڈیرا کے حوالے کر آیا۔ میڈیرا نے اپنی رپورٹ میں اس پر یہ الزام عائد کیا کہ وہ قتل کی ایک واردات میں جائے واردات سے رقم چرانے کی مرتکب ہوئی۔

ہیڈ کوارٹر سے واپس ہوا تو سڑکیں سنسان ہونے لگیں تھیں ہوا تھم کر کچھ بھاری ہو چکی تھی میں ایک کیفے کے قریب رکا اور اندر جا کر بوتھ میں کیسل مین کے نمبر ڈائل کئے۔

مسٹر کیسل مین نے بہ نفس نفیس ٹیلیفون کا جواب دیا۔ میں نے اپنا تعارف کرایا تو وہ بولے۔" اوہ تم وہی اپریل ہو۔ جو میتھو کے قتل کے کیس میں پولیس سے تعاون کر رہا ہے۔ اور جس نے آج دن میں میری لڑکی سے بات چیت کی تھی۔"

" ہاں جناب۔" میں نے جلدی سے کہا۔

" ہوں۔ مسٹر اپریل جب میں نے یہ سنا کہ تم نے میری لڑکی سے گفتگو کی ہے اور اس کیس میں نمایاں دلچسپی لے رہے ہو۔ تو میں نے اپنا فرض جانا کہ تمہیں کچھ معاوضہ ملنا چاہیئے۔ سو میں نے پانچ ہزار ڈالر کا چیک بطور فیس بذریعہ ڈاک تمہاری ایجنسی کو بھجوا دیا ہے۔ یہ چیک کل صبح تمہاری ایجنسی کو موصول ہو جائے گا۔

میں نے فرط خوشی سے اپنا ہونٹ دانتوں میں داب لیا۔

مسٹر کیسل مین کی آواز بھر سنائی دی۔" کیسے بتاؤں کہ مجھے اپنی بچی کتنی عزیز ہے اور جس طرح تم نے اس کی دلجوئی کی ہے اس کے لئے میں تمہارا کتنا شکر گزار ہوں۔ میری بچی پر غم کا پہاڑ ٹوٹا ہوا ہے اور اس کے لئے میں ہر ممکن قربانی دینے سے ہرگز دریغ نہ کروں گا۔"

" ٹھیک ہے جناب۔" میں نے کہا۔

" میں نے پولیس کے چیف جم کو کہہ دیا ہے۔ کہ اس کیس میں ہر تعاون کرنے والی پارٹی

کہ ہر ممکن سہولت دی جائے اور تمہارے متعلق بھی میں نے اسے یہی ہدایت کی ہے۔"
"شکریہ جناب"
"جم کو میں عرصہ دراز سے جانتا ہوں.... غالباً اس وقت سے میری اہلیہ ابھی زندہ تھی۔"
میں نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔
"میری غمزدہ بچی سے کوئی بات کرنا ہے تمہیں؟"
"جی ہاں۔ مہربانی ہو گی۔"
"مہربانی کی کوئی بات نہیں۔ وہ اس وقت لائبریری میں میرے پاس بیٹھی ہوئی ہے۔"
معاً بعد آنسوؤں میں بھیگی ہوئی مس کیس مین کی آواز سنائی دی: "ہاں مسٹر اپیل"۔
اس آواز کی اداسی اور غم سے اذیت ناک تنہائی کا احساس ہوتا تھا۔ یوں گمان ہوتا تھا جیسے اپنے باپ کے خیال سے وہ اپنی آواز پہ قابو پانے کی کوشش کر رہی ہے لیکن اپنے دکھی جذبات اور مجروح دل کی وجہ سے ایسا کرنے میں ناکامی سے دوچار ہو رہی ہے۔
"مس کیس مین۔ اتنی رات گئے تمہیں فون کرنے پہ معذرت خواہ ہوں۔ لیکن ایک ضروری وجہ سے ایسا کرنا پڑا۔ مجھے یہ پوچھنا تھا۔ کہ کیا تمہیں اس بات کے متعلق پتہ تھا۔ کہ تمہارا منگیتر گھوڑوں پہ بھاری رقمیں لگانے کا عادی تھا۔
اس نے تامل کئے بغیر جواب دیا۔ "اس بات کے متعلق مجھے آج ہی پتہ چلا ہے۔"
"ہوں۔ مس کیس مین۔ کیا تمہارے گھر کے کسی اور فرد کو اس بات کا علم تھا؟"
"نہیں جناب" اس مرتبہ بھی تیزی سے جواب دیا گیا
"اچھا مس کیس مین۔ بہت بہت شکریہ۔ بس یہی معلوم کرنا تھا۔"
اس سے پہلے کہ میں خدا حافظ کہتا اور چونگا رکھ دیتا وہ درد سے لبریز آواز میں

بولی۔" کیا کوئی پتہ چلا ہے ؟ "

" ہاں مس کیبل مین ۔ اب ہم تفتیش کے آخری مراحل میں ہیں اور بہت جلد قاتل بے نقاب ہونے والا ہے تفصیل میں وہیں آکر آپ کو بتاؤں گا۔

" ضرور آنا مسٹر اپریل ۔ضرور "

اس کے بعد بوکھلاہٹ کی وجہ سے خدا حافظ کہے بغیر میں نے رسیور رکھ دیا ۔ اس کی دکھی آواز میرے اعصاب میں زلزلے برپا کئے دے رہی تھی ۔

چند لمحوں بعد اپنے اعصاب بحال کرنے کے بعد خواہش نہ ہونے کے باوجود میں نے شکاگو میں رالف کو فون کیا ۔ میری آواز سن کر اس نے چاق چوبند آواز میں کہا۔" ہاں ۔ جانی "۔ ایسا لگتا تھا ۔ جیسے وہ فون کے پاس بیٹھا جاگ رہا تھا۔

" بے وقت زحمت دینے پر اظہار افسوس کرتا ہوں ۔ رالف مجھے یہ معلوم کرنا تھا کہ مٹیھو کا حساب کتاب کیا باقاعدہ بہی کھاتوں میں لکھا جاتا تھا! "

" ہاں ہم ہر شرط لگانے والے کے متعلق ساری تفاصیل محفوظ کر لیتے ہیں ۔ کیوں کیا کسی نئی بات کا پتہ چلا ہے ! "

" ہاں مجھے معلوم ہوا ہے ۔ کہ مٹیھو خود ریس کا کھلاڑی نہیں تھا ۔ بلکہ کسی اور کے لئے بازیاں لگایا کرتا تھا ۔ وہ زیادہ تر لولا ۔ یعنی اینجی کارلیون کی محبوبہ کے لئے کھیلا کرتا تھا "

" اور کچھ ؟ "

" لولا نے سیٹن کی لاش کی جیب سے اٹھارہ ہزار ڈالر چرا لئے تھے ۔

" مزید کچھ ؟ "

" میری طرف سے یہ لکھ لو کہ کارلیون اس معاملہ میں ضرور ملوث ہے ۔ رہی یہ بات

کہ کس حد تک ؟ ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا ۔"

"شکریہ جانی" دالف نے مسرور اور مطمئن لہجے میں کہا۔ مجھے یقین ہے کہ رالف نے کاربونی کے انجام کے متعلق کوئی حتمی فیصلہ کر لیا تھا۔ اس نے قدرے توقف کے بعد کہا۔ "کسی نئے ام کا پتہ چلے تو مجھے ضرور آگاہ کرنا۔"

"ضرور۔ فکر نہ کرو۔" یہ کہنے کے ساتھ ہی میں نے رسیور رکھ دیا۔

کیفے سے باہر نکل کر میں کار یگنٹ چھوڑ دینا چاہتا تھا۔ کیونکہ وقت بڑی تیزی سے نکلا جا رہا تھا۔ مگر میں نے ایسا نہ کیا۔ اور کار میں بیٹھ کر اسے ہلکی رفتار پر چھوڑ دیا۔ اس وقت مجھ سے ایک سہو ہو گئی اور وہ یہ کہ کار میں چھلانگ لگانے وقت میں نے مناسب احتیاط نہیں کی۔

پلازا ڈسٹرکٹ کے قریب پہنچ کر مجھے اس سہو کے تلخ نتیجے سے دوچار ہونا پڑا وہاں سگرٹ سلگاتے ہوئے پیچھے کی طرف سے میری گردن پر ایک ٹھنڈی چیز چھونے لگی۔ بلاشبہ یہ کسی ریوالور کی سرد۔ بے حد سرد نال تھی۔

ایک آواز سنائی دی۔" رکو مت۔ گاڑی اطمینان اور آرام سے چلاتے رہو۔ تمہاری ہر حرکت پر میری نگاہ ہے۔"

میں نے دل ہی دل میں آواز پہچاننے کی کوشش کی اور اس نے یہ کہہ کر میری الجھن دور کر دی۔" میں ٹامی ہوں۔ تمہیں یاد ہوگا۔ چالاک جاسوس۔ میں ایجی کاربون کا ڈرائیور ہوں۔ میں اور ایجی کافی دیر سے تمہارے لئے بھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ میں تمہیں پا لینے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔"

میں آہستہ آہستہ سکون سے گاڑی ڈرائیو کرتا رہا۔

وہ کچھ دیر کامیابی کی ہنسی ہنسنے کے بعد بولا۔ "تمہیں تو معلوم نہیں ہوگا کہ تمہارے لئے دھوڑ دھوپ شروع ہو چکی ہے بہر حال فون کرنے کے لئے تم نے ایک موزوں جگہ کا انتخاب کیا۔"

"کہاں۔ کیفے میں؟" میں نے سکون سے پوچھا۔

"ہاں۔ جہاں سے تم نے ابھی فون کیا تھا۔ اچھا اب چلو ایڈی نورس کے گھر کی طرف"

مجھے یوں گمان ہوا جیسے یہ بات سنتے ہوئے میرے کان دھوکا کھا گئے ہوں میں نے چکرا کر پوچھا۔ "کہاں؟"

"میں نے ایڈی نورس کے گھر کا کہا ہے! فکر نہ کرو۔ اب وہاں مطلع صاف ہے گاڑی اس طرف لے چلو اور کوئی شرارت کرنے کی کوشش کی تو میں کسی چیز کی پرواہ کئے بغیر گولی داغ دونگا۔" یہ کہتے ہی اس نے شرارت سے ریوالور کی نال کچھ اور تان دی اب مجھے کوئی بدگمانی نہ رہی کہ وہ مجھے وہیں ختم کرنے کے لئے کتنا بے تاب ہو رہا تھا۔

"ٹامی۔ تمہیں میرا پتہ کیسے لگا؟" میں نے پوچھا۔

"بہت آسانی سے۔ میری کار میں ٹیلیفون لگا ہوا ہے۔ کیفے سے میرے آدمی نے مجھے جب تمہاری بابت فون کیا اس وقت میں کیفے سے صرف دو بلاک کے فاصلے پر تھا۔ چنانچہ اطلاع ملتے ہی کیفے پہنچ گیا۔ اور اپنی گاڑی چھوڑ کر تمہاری کار میں آچھپا۔ آسان ترکیب ہے۔ ہے نا"

"ہاں۔" میں تائید کے سوا اور کیا کر سکتا تھا۔

کار خراماں خراماں ایڈی نورس کے گھر کی طرف رواں تھی۔ اور میں تیزی سے سوچ رہا تھا کہ کیا کیا جائے۔ ریوالور کی مہلک اور یخ بستہ نال میری گردن کے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔ میرا اپنا ریوالور میری پیٹی میں موجود تھا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ میں اسے گھر

ہی چھوڑ آیا ہوتا۔ کاش کیفے سے نکل کر کار میں بیٹھتے ہوئے میں نے پچھلی سیٹ پر ایک نظر ڈال لی ہوتی۔

"کارلیون کی کار میں بھی فون لگا ہو گا؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں۔" وہ خباثت سے مکروہ ہنسی ہنسا۔ "پوچھ لو جو کچھ پوچھنا ہے۔ تمہاری زندگی کے لمحے گنے جا چکے ہیں۔"

فی الحال اور کیا پوچھوں؟" میں نے کہا۔ اور وہ خاموش رہا۔ گاہے گاہے میں عقبی عکاس پر نگاہ ڈال لیتا تھا۔ اس آئینے میں اس کا چہرہ صاف نظر آرہا تھا۔ اس چہرے پر خباثت اور نفرت کی پھٹکار برس رہی تھی۔ یا کم از کم مجھے ایسا لگ رہا تھا۔ وہ پوری احتیاط سے کام لے رہا تھا۔ گاڑی اگر تیز رفتار سے حرکت کر رہی ہوتی تو میں اچانک بریک لگا کر اس کا ریوالور والا ہاتھ جھٹک سکتا تھا۔ مگر گاڑی کی مدھم رفتار کی وجہ سے یہ ناممکن تھا۔

اب ہم ایڈی کے گھر کے نواح میں پہنچ چکے تھے۔ ایک کار کے سوا سڑک بالکل سنسان پڑی تھی اس کار کی چھت کو اب آرام دہ بستر کی صورت استعمال کیا جا رہا تھا یہ چھت بستر میں تبدیل ہو جانے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ بستر پر ایک نوجوان جوڑا دنیا جہاں سے بے خبر خر مستیوں میں مصروف تھا۔ لڑکے نے لڑکی کی کمر کے گرد ہاتھ ڈال رکھا تھا اور تھوک کے حساب سے بوسے لئے جا رہا تھا۔ اس حالت میں پر چلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

"گاڑی روک لو اور بتیاں اور انجن بند کر دو۔" ٹامی نے غرا کر حکم دیا۔ اور میں نے فرمانبرداری سے اس حکم کی حرف بحرف تعمیل کی۔ ایڈی نورس کا گھر پچاس فٹ کے فاصلے پر تھا۔ تغیر پذیر کار تقریباً بیس فٹ دور تھی۔ میرا چہرہ اگرچہ سامنے ونڈ شیلڈ کی طرف تھا مگر میں کنکھیوں سے برابر عقبی عکاس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مجھے اندازہ تھا۔ کہ وہ کیا

اقدام کرنے والا ہے۔ میری کمر پر ریوالور تانے وہ مجھے گھر کی طرف نہیں ہانک سکتا تھا۔ کیونکہ اس بات کا قوی امکان تھا۔ کہ کار کے تغیر پذیر جوڑے میں سے کوئی ایک متوجہ ہو جائے۔ وہ مجھے کار میں اسی طرح بٹھا کر گھر کی طرف بھی نہیں جا سکتا تھا۔ اور شوٹ کر دینے میں دہی خطرہ تھا جس کی وجہ سے وہ اب تک مجھے شوٹ نہیں کر سکا تھا۔ یعنی گولی کی آواز دور دور تک کے لوگوں کو متوجہ کر لیتی اور اسے بھاگنے کا موقع بھی نہ ملتا۔ صرف ایک ہی قابل عمل صورت تھی۔ اور وہ یہ کہ ریوالور کا دستہ میرے سر پہ مار کر مجھے ..... بے ہوش کر دے۔ اور پھر ایلڑی کے گھر جا کر مددگار کو بلا لے۔

اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے میں بالکل مستعد بیٹھا تھا۔ ریوالور کے دستے سے ضرب لگانے کے لئے ضروری تھا۔ کہ وہ ریوالور کی نال میری گردن سے ہٹائے اور اچھال کر یا کسی اور طریقے سے نال کو گرفت میں لا کر دستے کو میرے سر پہ مارے۔

میرے ہاتھ سٹیرنگ وہیل پر تھے۔ اور نگاہیں عقبی عکاس پر میں نے ریوالور کی نال بائیں طرف ہٹتے دیکھی اور پھر وقت کا صحیح اندازہ کر کے پھرتی سے مڑا۔ ریوالور کا دستہ تیزی سے میری کن پٹی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سیٹ میں تھوڑا سا خم کھا کر میں نے دونوں ہاتھ بڑھا کر برقی سرعت سے ٹامی کی ریوالور والی کلائی پکڑ لی۔ اس وقت دستہ میری کن پٹی سے محض سات انچ کے فاصلے پر تھا۔ میں نے پوری قوت صرف کر کے اس کا بازو مروڑ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی کلائی کی ہڈیاں کڑکڑا اٹھیں اور ریوالور ہاتھ سے چھوٹ کر کار کے فرش پہ جا گرا ۔ اچانک اس کا بایاں مکہ میرے سر کے ایک طرف پڑا اور مجھے یوں محسوس ہوا۔ جیسے دنیا ایک دھماکے سے پھٹ پڑی ہو۔ میری آنکھوں کے سامنے ایک لمحے میں ہزاروں روشنیاں جل اور بجھ اٹھیں۔ مگر میں نے اس کا بازو نہ چھوڑا۔

اور ضرب کے لمحاتی صدمے سے بحال ہوتے ہی ہاتھ اور موڑا۔ ٹامی کافی سخت جان واقع ہوا تھا۔ نہ تو اس کے منہ سے کراہ نکلی اور نہ ہی چیخ۔ البتہ اس کے سانسوں کی آمدورفت تیز ہو گئی۔ میں نے ایک اور بل دیا۔ اور اس نے میرے سر پر ایک اور مکہ رسید کیا۔ اور پھر اس کے کندھے کا جوڑ جواب دے گیا۔ چکراتے ہوئے سر اور چندھیائی آنکھوں سے میں نے دیکھا کہ اس کا بازو ٹوٹی ہوئی شاخ کی طرف لٹک گیا ہے اب وہ اس قابل نہیں رہا تھا۔ کہ بائیں ہاتھ کے مکے میرے سر پر استعمال کر سکے۔

میں نے اب بھی اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ اعصاب بحال ہوتے ہی میں محض اپنے آپ کو یقین دلانے کے لیے اس کے بازو کو تھوڑا سا اور مروڑا اور اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی کہ کڑکڑائی ہوئی کلائی اور جوڑ سے اکھڑے ہوئے کندھے نے اس سخت جان بدمعاش کو بے دم کر دیا تھا۔

میں نے اپنے سر کو چند بار جھٹک کر اس کے مکوں کا ردعمل دور کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس سے درد اور بڑھ گیا۔ عجیب بات یہ تھی۔ کہ درد کے باوجود میرا سر نہیں چکرایا البتہ سر میں کچھ گھنٹیاں سی بجتی رہیں جیسے کہ ہزاروں ٹیلیفون تن تنا رہے ہوں۔

"مجھے ڈاکٹر کے پاس لے چلو۔" اس نے درد سے کراہتے ہوئے سرگوشی کی۔

میں نے اس کے بازو پر سے ایک ہاتھ ہٹا کر جھٹکے سے اپنی بیلٹ میں سے ریوالور نکال لیا اور پھر بایاں ہاتھ بھی ہٹا لیا۔ ٹامی دھپ سے کار کی پچھلی سیٹ پہ گر گیا۔ گرنے کے بعد اس نے صحیح وسالم ہاتھ سے ٹوٹے ہوئے بازو کو کھینچ کر پکڑ لیا۔ اس حالت میں وہ درد و الم کی ایک مکمل تصویر دکھائی دے رہا تھا۔

میں خاموشی سے کار سے اترا اور کار کا پچھلا دروازہ کھول کر پہلا کام میں نے

یہ کیا کہ فرش پہ گرا ہوا ٹامی کا ریوالور اپنے قبضے میں کیا۔ اسے اپنی جیب کے حوالے
کرنے کے بعد میں نے جلدی جلدی اس کی تلاشی لی۔ مگر اس کے پاس ریوالور کے سوا اور
کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ میرا اپنا میگنم ریوالور اب تک میرے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔

"ٹامی۔" میں نے بڑی نرمی سے اسے مخاطب کیا۔ "اپنا سر بائیں طرف گھماؤ
میں تمہارے کندھے کو اپنی جگہ بٹھانے کی کوشش کر دیکھتا ہوں۔ شاید اس طرح تمہارے
درد میں کمی آ جائے۔"

مجھ پر یقین کرتے ہوئے اس نے آہستہ آہستہ گردن موڑی میں نے ریوالور کے دستے
کا ایک جچا تلا ہاتھ اس کے سر پر رسید کیا ظاہر ہے اس کے سوا اور کوئی علاج موزوں نہیں تھا
ایک لمبی آہ بھر کر وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا۔ میں نے اسے کھینچ کھانچ کر سیٹ پر لمبا
کر دیا تاکہ باہر سے واضح طور پہ دکھائی نہ دے سکے۔ اور پھر دروازہ بند کر کے ایڈی کے
گھر کی طرف چل دیا۔ "تغیر پذیر" کار میں جوڑا بدستور آؤٹ ڈور شوٹنگ میں مصروف تھا۔

گلی بالکل خالی تھی۔ کوئی اور شخص دکھائی نہ دے رہا تھا۔ میں اس الجھن کے حل میں
مصروف تھا۔ کہ آیا انجی کاربون واقعی ایڈی کے گھر میں روپوش ہے یا مجھے یہاں لانا
محض ٹامی کی اپنی تجویز تھی۔

گھر کا بغلی دروازہ مقفل تھا۔ چند سیکنڈ کی جدوجہد کے بعد میں اسے کھولنے میں
کامیاب ہو گیا۔ اندر بھیانک اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ میں نے اندھیرے میں آگے بڑھ کر اندرونی
کمرے کی مٹھی آواز پیدا کئے بغیر گھمائی اور دروازہ کھل گیا۔ اس کمرے پر بھی تاریکی اور
خاموشی کا تسلط تھا۔ اس کے بعد اندھیرے میں ٹٹول ٹٹول کر میں نے ایک ایک کمرہ دبے
پاؤں کھونڈ ڈالا مگر کہیں سے کوئی آواز ابھری نہ ہی کسی نے میرا راستہ روکا۔ میرا یہ

خیال یقین میں بدل گیا کہ مجھے یہاں لانا ٹامی کے اپنے دماغ کی اختراع تھی۔ تاہم مزید اطمینان کے لئے میں نے بتیاں روشن کر دیں اور مجھے کوئی شبہ نہ رہا کہ یہاں کاریون تو کیا کاریون کے فرشتے بھی موجود نہیں۔ گھر کا فرنیچر، غالیچے اور بتیاں وغیرہ میرا منہ چڑا رہے تھے روشنی میں تیزی سے گھر کی تلاشی لینے پر بھی نتیجہ ٹائیں ٹائیں فش رہا۔

مجھے نکی کا خیال آیا۔ یقینی بات تھی کہ وہ یہاں سے کہیں اور منتقل ہو گئی جبھی تو ٹامی مجھے بے بس کر کے یہاں لا رہا تھا۔ مزید یقین کے لئے میں اس میز کے پاس پہنچا۔ جس پر ٹیلیفون رکھا ہوا تھا۔ نکی نے بتایا تھا۔ کہ اس میز کی پچھلی طرف ایک خفیہ خانے میں ایڈی نوٹس اپنی رقم رکھا کرتا تھا۔ میز کا خفیہ خانہ تلاش کرنے میں مجھے زیادہ دیر نہ لگی۔ مگر یہ کھلا پڑا تھا۔ اور رقم غائب تھی۔ اب اس امر میں شبہ کرنے کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ کہ نکی رقم لے کر کسی محفوظ مقام پر جا چکی ہے۔ مزید رکنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ میں نے بتیاں گل کیں۔ اور وہاں سے چل دیا۔

باہر راستے میں کار والے جوڑے کو جیسے کسی کے آنے یا جانے کی کوئی پرواہ ہی نہیں تھی۔ وہ بدستور نوک جھونک میں مصروف تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر اپنی کار میں جھانکا۔ ٹامی اب تک بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ میں ڈرائیور کی سیٹ پر آ بیٹھا اور گاڑی کو حرکت میں لے آیا۔ آہستہ رفتار سے ڈرائیو کرتا ہوا میں کسی ایسے سنسان مقام کی تلاش میں تھا۔ جہاں اپنے غیر مطلوب مسافر کو اتار سکوں۔ ایک جگہ خاردار باڑھ دیکھ کر میں نے گاڑی روکی اور کار کی بتیاں بجھانے کے بعد بے ہوش ٹامی کو گھسیٹ کر باہر نکالا۔ اور باڑھ کے پیچھے ڈال دیا۔ ہوش میں آنے پر وہ خود اپنے آپ کو سنبھال لے گا۔ ورنہ پولیس اسے سنبھال لے گی۔ بہر حال مجھے اتنی فرصت نہ تھی۔ کہ اس کے بے ہوش جسم کو خواہ مخواہ گاڑی کی

سیر کرتا پھروں۔

تقریباً دو بلاک آگے جا کر میں نے کار کی بتیاں جلائیں اور پھر رفتار بڑھا کر کیسل مین کے گھر کی طرف چل دیا۔

گھر کے گرد و نواح میں پہنچ کر میں نے گاڑی کی ہیڈ لائٹس بجھا دیں۔ اور پورے گھر کی چار دیواری کے گرد ایک چکر لگایا۔ گھر کے اندر اور باہر روشنیاں ہو رہی تھیں میرا خیال ہے میری آمد کے متعلق جان کر مس کیسل مین نے یہ انتظام کروایا تھا۔ چار دیواری کے قریب مجھے کوئی اور کار دکھائی نہ دی۔ آہستہ آہستہ چار دیواری کا جائزہ لیتے ہوئے۔ میں نے کار کا ڈیلیش کمپارٹمنٹ کھولا۔ اور اس میں سے ہتھکڑی کی ایک جوڑی نکالی۔ یہ ہتھکڑی میں بوقت ضرورت استعمال کرنے کے لئے ہمیشہ اپنی کار میں رکھا کرتا ہوں۔ ہتھکڑی بھی میں نے اپنی بیلٹ میں ٹانگ لی۔

چار دیواری کے گرد چکر لگانے کے بعد اور جائزہ لینے کے بعد میں نے اپنی گاڑی تقریباً ایک بلاک دور کھڑی کی۔ اور کیسل مین کے محل نما گھر کے عقبی حصے کی طرف چل دیا۔ میں نے اس طرف سے داخلے کے لئے ایک مناسب جگہ کا انتخاب کر لیا ہوا تھا۔ دیوار پھاندنے کے بعد میں نے نگاہ ڈالی تو میرے سامنے تقریباً پچاس گز چوڑا لان پھیلا ہوا تھا۔ اس لان میں چھوٹی چھوٹی خوشنما جھاڑیاں پتھر کے مجسمے، ایک تالاب اور چند کرسیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ چاند کی زرد روشنی میں یہ سب چیزیں ایک عجیب سا منظر پیش کر رہی تھیں۔

میں اپنی موجودگی کو ظاہر کرنے کا خطرہ مول لینے کو تیار نہیں تھا۔ سو میں نے جھاڑیوں کی آڑ میں لمبے راستے کو منتخب کیا۔ اس راستے پر چھپتا چھپاتا گھر کے عقبی دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ پھر ہینڈل گھما کر میں نے دروازہ کھولا۔ اور اندر داخل ہوا۔ اچانک ہی میری

چھٹی حس نے مجھے کسی خطرے کی موجودگی سے خبردار کیا۔ اور میں اچھل کر ایک طرف ہو گیا۔ معاً کوئی چیز ہوا میں اڑتی ہوئی میرے کندھے سے ٹکرا کر گزر گئی میں تیزی سے جھپٹا اور اس ہیولے کو پکڑ لیا جس نے وار کیا تھا۔ اور غالباً دوسرے وار کی تیاری کر رہا تھا۔

میری توقعات کے برعکس ملگجے اندھیرے میں ہیولے نے کوئی جدوجہد نہ کی تاہم میں نے اسے مضبوطی سے اپنی باہوں میں جکڑے رکھا۔ اسے اپنی گرفت میں رکھتے ہوئے مجھے اپنے بازوؤں کے تمام پٹھوں کی طاقت استعمال کرنی پڑ رہی تھی۔

جب وہ ہیولا بولا۔ تو اس کی آواز بڑی نرم تھی "مجھے افسوس ہے مسٹر ایپریل۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ تم ہو۔"

ملگجے اندھیرے میں اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ وہ پلکیں جھپکائے بغیر میری طرف دیکھ رہا تھا۔

میں نے اس کی بات پر یقین کر لیا۔ اور اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا۔

"شکریہ مسٹر ایپریل۔" اس نے اسی نرم لہجے میں کہا "آؤ اندر چلیں۔ ہمارے پاس کچھ زیادہ وقت نہیں ہے۔"

میں نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "میں جانتا ہوں ٹامگ۔ آؤ چلیں۔

۱۸

چند لمحوں میں ہم اس کے کمرے کے دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔ مجھے اس وقت

اس بات کا خیال آیا کہ عقبی دروازے سے داخل ہونے کے بعد پہلا کمرہ ٹانگ کا تھا راہداری جو گھر کے باقی کمروں کو جاتی تھی۔ اس وقت خالی پڑی ہوئی تھی۔ یہ معمول سے کچھ زیادہ خاموش اور تاریک تھی۔ غالباً چند دیوارگیر بلب روشن نہیں کیے گئے تھے۔ اس نیم تاریکی میں راہداری کی دیواروں پر لٹکی ہوئی تصاویر اور ان کے مدھم سائے بڑے عجیب سے لگ رہے تھے۔ میں اچانک رک گیا اور ٹانگ نے مجھے ٹوکا۔ "جلدی کرو مسٹر اپریل۔ کچھ زیادہ وقت نہیں ہے۔"

میں نے راہداری پر ایک نظر اور ڈالی اور ٹانگ کے دروازے کو دھکا دیا۔ ٹانگ نے یہ کھلا رکھ چھوڑا تھا۔ اندر پہنچ کر ٹانگ مجھ سے رگڑ کھاتا ہوا ایک چھوٹی میز کے قریب جا رکا۔ میز پر سے اس نے ایک لمبا سا لفافہ اٹھایا۔ اسے ہاتھ میں جھلاتے ہوئے وہ بولا: "مسٹر اپریل۔ تمہارے سب سوالات کے جواب اس میں موجود ہیں۔"

میں نے اپنے ہاتھ چھاتی پہ باندھتے ہوئے کہا۔ "اور کیا اس سوال کا جواب بھی۔ کہ تم نے یہ سب کیوں کیا؟"

اس نے اس مرتبہ اور بھی مدھم آواز میں جواب دیا۔ "میں شاید پہلے بھی تمہیں بتا چکا ہوں۔ کہ چینی کے لئے میں ہر بڑی سے بڑی قربانی دے سکتا ہوں۔ کاش میں اس سے زیادہ کچھ کر سکتا۔"

اچانک ایک عجیب سی خوشبو میرے نتھنوں سے ٹکرائی۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا ایک طاق میں رکھے ہوئے اگردان میں سے دھواں بل کھاتا ہوا اٹھ رہا تھا۔ یہ خوشبو اسی دھوئیں کی پیدا کی ہوئی تھی۔ میری نگاہیں اگردان پر مرکوز دیکھ کر ٹانگ بولا۔ "یہ ہم چینیوں کا دستور ہے کہ کمرے کو خوشبودار رکھا جاتا ہے۔"

"ہوں - اچھا مجھے بتاؤ - میتھو تم پر اعتماد کیا کرتا تھا۔ ہے نا ؟"

اس نے لفافہ میز پر رکھ دیا۔ شاید اسے اندازہ ہو چکا تھا۔ کہ اس کی چلد بازی کا مجھ پر کچھ زیادہ اثر نہیں ہو رہا۔ وہ کہنے لگا۔ "ہاں مسٹر اپریل - اس نے مجھے بتا دیا تھا۔ کہ وہ کس کس کا کتنا قرض دار ہے۔" اس کے اعتراف سے معمے کا ایک سرا سلجھتا دکھائی دیا۔

"سو تم نے یہ سوچا کہ اگر رقم ادا کر دی گئی۔ تو سارا معاملہ خوش اسلوبی سے نپٹ جائے گا۔"

اس نے اقرار کرنے کے انداز میں سر ہلا دیا۔

"اور اس بات کی یقین دہانی کے لئے کہ آئندہ کوئی ایسی گڑبڑ نہ ہو۔ تم نے یہ سوچا اور مناسب سمجھا کہ چند آدمیوں کا قصہ ہی پاک کر دیا جائے۔"

"ہاں مسٹر میتھو کی نامعلوم پریشانیوں کی وجہ سے میری آقا زادی بے حد غمگین رہنے لگی تھی۔"

اپنی آقا زادی کے لئے اتنی تشویش بادی النظر میں بڑی عجیب سی بات لگتی ہے مگر ہو سکتا ہے کہ جیپنی لوگ اپنے مالکوں کو اتنی ہی عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس عقیدت کے پس منظر میں کوئی جذباتی وابستگی ہو۔ ہو سکتا ہے ٹانگ کے ذہن میں جینی کے لئے عبودیت کی حد تک احترام ہو اور اسی احترام کے پیش نظر ٹانگ کو یہ گوارا نہ ہو۔ کہ جینی کو ذرا سی تکلیف بھی پہنچے اور وہ جینی کو دکھوں کے سائے سے بچانے کے لئے اپنی جان کی بازی لگا چکا تھا۔

"تو کل رات تم بے حد مصروف رہے ؟ یہ سچ ہے نا ؟"

وہ خاموش رہا۔

"تم جانتے ہو تم نے ایک پولیس افسر کی بیڈ یرا کو تقریباً مار ہی ڈالا تھا۔" میں نے پوچھا۔ وہ خاموش رہا تو میں نے کہا۔" تمہیں ان بکیوں کے ٹھکانوں وغیرہ کے متعلق کہاں سے پتہ چلا؟"

اس سوال کا جواب مجھے بھی معلوم تھا۔ اور اس نے بھی یہی جواب دیا۔" ہم چینی لوگ قمار بازوں کی دنیا میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ جوئے بازی میں کوئی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا میرے ہم قوم لوگوں کے پاس وہ تمام اطلاعات تھیں، جن کی مجھے ضرورت تھی اور ان سے یہ اطلاعات حاصل کرنا میرے لئے مشکل نہ تھا۔ یہ کہتے ہوئے وہ چند قدم میری طرف بڑھ آیا تھا۔

"تمہیں معلوم ہونا چاہیئے ٹانگ کہ جو کچھ تم نے کیا ہے اس کا خمیازہ تمہیں بھگتنا پڑے گا۔" میں نے کہا۔

"ہاں میں خمیازہ بھگتنے کے لئے بالکل تیار ہوں۔ لیکن پہلے مجھے اپنا کام پایۂ تکمیل کو پہنچانا ہے۔" دو تین قدم وہ اور آگے آگیا۔ میں بظاہر لاپرواہی سے اپنی جگہ کھڑا تھا کمرے میں مکمل سکوت طاری تھا۔ کھڑکیوں کے شیشوں سے چھن چھن کر آنے والی۔ چاند کی روشنی میں کمرہ کچھ زیادہ تاریک نہ تھا۔ اور اس روشنی کی وجہ سے کمرے میں ٹانگ کی اشیاء کچھ پر اسرار اور طلسمی سی لگ رہی تھیں اگر دان میں سلگتی ہوئی خوشبو کمرے کو الف لیلوی ماحول عطا کر رہی تھی۔

"میں تم سے وعدہ کرتا ہوں" ٹانگ نے کہا "کہ اپنا کام ختم کرتے ہی تمہارے پاس آجاؤں گا۔ اور پھر تم مجھے پولیس کے حوالے کر دینا۔"

میں خاموشی سے وہیں کھڑا رہا۔ اس نے مجھے یوں دیکھا جیسے میرے متعلق کوئی

فیصلہ کر رہا ہو اور میں اس کے اقدام کا انتظار کرتا رہا۔

مسٹر اپریل۔ مجھے تھوڑی دیر کے لئے اجازت دو۔ میں اپنا کام ختم کئے بغیر پولیس کے پاس نہیں جاؤں گا۔"

میں نے پیٹی میں لٹکی ہوئی ہتھکڑی کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "ٹانگ۔ یہ میں تمہارے لئے ہی لایا ہوں۔"

اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ " یہ نہیں ہو سکتا۔ مجھے کسی سے ضروری ملنا ہے اور اس سے حساب صاف کئے بغیر تمہیں ایسا نہیں کرنے دونگا۔" اور یہ کہنے کے ساتھ ہی وہ جھپٹا۔

میں اس کا انتظار کر رہا تھا اگرچہ میرے پاس اتنا وقت تھا کہ میں ریوالور نکال کر اسے گولی مار دوں یا اسے پولیس کے آنے تک پکڑے رکھوں لیکن گولی چلانے سے اس بات کا خدشہ تھا۔ کہ اس کا ملاقاتی گولی کی آواز سن کر بھاگ جائے۔ اور پولیس کے آنے تک ریوالور دکھا کر اسے روکے رکھنے کا یہ مطلب ہوتا کہ اتنی ہی دیر اس کا ملاقاتی انتظار کرتا رہتا سو میں نے ٹانگ کو اپنے ہاتھوں کی مدد سے قابو کرنے کا فیصلہ کیا۔

وہ کسی تیز رفتار تارپیڈو کی مانند مجھ سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی ہوا میں سرسراہٹ سنائی دی۔ میں نے ہاتھ بڑھایا اور اپنی گردن کے گرد لپٹنے والی اس چیز کو وقت پر پکڑ لیا۔ اگر میں اسے ٹھیک وقت پر نہ پکڑتا تو میرا انجام بھی پی والٹرز اور ریلی سٹین سے مختلف نہ ہوتا۔ اس شے کو پکڑتے ہی میں نے پوری قوت سے جھٹکا دیا۔ اور ٹانگ کے ہاتھوں سے اس چیز کا سرا چھوٹ گیا۔ اور وہ چیز زمین پر جا گری۔ پھر میں نے دیکھا۔ کہ مشہور فن جنگ جوڈو کا ایک مہلک وار برق رفتاری سے میری سمت لپکا آرہا تھا۔ اگر میں جوڈو سے ناواقف ہوتا تو ٹانگ کا یہ وار میری گردن کو توڑ کر رکھ دیتا ٹانگ کے ہاتھ ایک مخصوص

انداز سے میری گردن اور شانوں کے درمیان والے جوڑ کی طرف لپک رہے تھے۔ میں نے ایک جھکائی دی۔ اور پھر جتنا بھی تن کر کھڑا ہو سکتا تھا۔ کھڑا ہو گیا۔ میری اس حرکت کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی ہتھیلیاں نرم گوشت کی بجائے تنے ہوئے پٹھوں پر پڑیں۔ اور اس کا وار بیکار ہو کر رہ گیا۔

اب وقت ضائع کرنا میرے لئے مہلک ہو سکتا تھا۔ کیونکہ مدمقابل کوئی اناڑی نہیں تھا۔ میں نے پوری قوت سے ایک تیز مکہ اس کے پیٹ پر رسید کیا۔ اس کے بعد میرا دوسرا مکہ بھی اسی مقام پر پڑا۔ درد سے دوہرا ہو کر وہ آگے کی طرف جھکا تو میں نے اپنا دایاں پاؤں کھلاڑیوں کے سے انداز میں اس کے جبڑے پر رسید کیا۔ اس کی آنکھیں دھندلا گئیں اور وہ لڑکھڑا کر کھلے منہ کے ساتھ فرش پر دراز ہو گیا۔

اسے جلدی سے اٹھا کر میں نے بستر پر لٹا دیا۔ اور پیٹی میں سے ہتھکڑی نکال کر اسے پہنا دی۔ اس کی کمر کے ساتھ پیٹی کی جگہ ایک خوشنما رسی لٹک رہی تھی۔ وہی جلدی جلدی کھول کر میں نے اس کا پاؤں پلنگ سے باندھ دیئے۔ اب میں نے فرش پر سے وہ ریشمی رومال اٹھایا۔ جو وہ گلا گھونٹنے کے لئے استعمال کیا کرتا تھا۔ مجھے معلوم تھا۔ کہ رومال گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں دو آدمیوں کی جان لے چکا ہے اس رومال سے میں نے ہتھکڑی کو باندھ کر پلنگ کی پٹی سے باندھ دیا۔ اب مجھے اطمینان ہو گیا۔ کہ کسی کی مدد کے بغیر ٹانگ کسی صورت میں حرکت کے قابل نہ ہو سکے گا۔

ظاہر تھا۔ کہ ہمارے اس جھگڑے سے کوئی بھی واقف نہیں ہوا۔ میں نے دروازہ تھوڑا سا کھول کر کچھ سننے کی کوشش کی۔ ہر طرف سکوت اور خاموشی کی حکمرانی تھی تسلی کر لینے کے بعد میں عقبی دروازے کے قریب اسی جگہ جا کر کھڑا ہو گیا۔ جہاں میں نے ٹانگ

کی موجودگی محسوس کی تھی۔ ٹانگ کے ملاقاتی کے متعلق مجھے پورا یقین تھا۔ کہ کوئی دم میں آنے والا ہے اور اسی کے دھوکے میں ٹانگ نے خنجر پھینک کر مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ میں نے پیٹی میں سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ معاً مجھے ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔

عین اسی وقت ایک آوارہ کیڑا اڑتا ہوا آیا۔ اور میری گردن پر بیٹھ گیا۔ مجھے یقین تھا کہ میں نے کوئی آواز سنی ہے۔ سو میں نے اس کیڑے سے نجات پانے کے لئے اپنے ہاتھ کو کوئی حرکت نہ دی۔ مبادا ٹانگ کا ملاقاتی مجھے اندھیرے میں میرے ہاتھ کی حرکت دیکھ کر میری موجودگی سے آگاہ ہو جائے کیڑا آہستہ آہستہ میری گردن کی طرف رینگنے لگا۔ میں خاموشی سے کیڑے کی خوش فعلیاں برداشت کرنے پر مجبور تھا۔ اب وہ نامعقول میرے منہ پر آ پہنچا تھا۔ یہاں وہ چند لمحے ادھر ادھر جائزہ لیتا رہا۔ اس کے بعد وہ میرے نتھنوں کی طرف سرکنے لگا۔ اس کے رینگنے سے میری حالت غیر ہوئی جا رہی تھی۔ حرامی کو سیر گشت کے لئے کونسا وقت اور مقام سوجھا تھا۔ اب وہ میرے ایک نتھنے کا طواف کرتے ہوئے غالباً اس سوچ میں تھا۔ کہ اس خوشنما غار کی سیر کرنا چاہیئے یا نہیں اس کے ننھے ننھے پر اور پیر میرے سارے وجود کو لرزاں کئے ہوئے تھے۔ میں نے مناسب احتیاط کے ساتھ نتھنوں کی راہ سانس خارج کر کے اسے اڑانے کی کوشش کی۔ مگر حضرت پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور بدستور چپکا رہا۔ شاید اسے ائیر کنڈیشنر کی ہوا اور بھاگئی تھی۔

کیڑے کی اٹھکھیلیوں کے باوجود میرے کان کوئی مشتبہ آواز سننے کے لئے منتظر تھے۔ پھر میں نے ایک اور آہٹ سنی۔ یہ دروازے کی مٹھی گھومنے کی آواز تھی اس کے ساتھ ہی دروازہ تھوڑا سا کھلا۔ کیڑے کو شاید میری حالت پر رحم آ گیا تھا۔ وہ میرے

نتھنے سے پرواز کر گئی۔

روشنی سے کسی قدر اندھیرے میں آنے کی وجہ سے وہ مجھے نہ دیکھ سکا۔ جبکہ میں اسے اچھی طرح دیکھ رہا تھا۔ ہلکی ہلکی روشنی میں اس کے ریوالور کی نال صاف نظر آ رہی تھی میں نے میگنم کو ہتھوڑے کی طرح استعمال کیا اور ایک جست لگا کر میگنم کا بھاری دستہ ریوالور والی کلائی پر رسید کیا۔ کلائی پر چوٹ پڑنے کے بعد اسے میری موجودگی کا احساس ہوا۔ یہ چوٹ اتنی سخت تھی۔ کہ وہ کراہ کر رہ گیا۔ مگر ریوالور اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔ اسے مہلت دیئے بغیر میں نے میگنم کی نال سیدھی کر کے چاقو کی طرح اس کے پیٹ کی آنتوں میں بھونک دی۔ اس کی انگلیاں اپنے ریوالور کے ٹرائیگر کی سمت بڑھتے بڑھتے رک گئیں اور وہ درد سے دہرا ہو کر میری طرف جھکا۔ اس کا سر تیزی سے میری طرف جھک رہا تھا۔ اور میرا مڑا ہوا گھٹنا تیزی سے اس کے سر کی طرف اٹھ رہا تھا۔ مڑا ہوا گھٹنا طوفانی رفتار سے اس کے جبڑے سے ٹکرایا اور وہ الٹ کر کھلے دروازے میں سے باہر گھاس پر جا پڑا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھوں سے ریوالور چھوٹ کر کچھ دور جا گرا۔ میں نے اس پر کوئی توجہ نہ دی۔ اور میگنم کو ہتھی میں اڑستے ہی اس کے سینے پر جا چڑھا۔ اب وہ بے بس ہو چکا تھا۔ مگر میرے دل کا غبار نہ دھلا تھا۔ میں نے اسے خوب ہی پیٹا۔ لیکن کوئی ایسا مکہ رسید نہ کیا۔ جو اسے بے ہوش کر دیتا۔ معاً اپنے پیچھے میں نے ایک آواز سنی اس آواز کو پہچانتے کے باوجود میں نے اپنے شکار کے ناک پر ایک مکہ اور رسید کیا۔ اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ پیچھے مڑ کر دیکھنے پر پتہ چلا کہ جینی کیسل مین نے وہ ریوالور پکڑ رکھا ہے۔ جو اس شخص کے ہاتھوں سے چھوٹ کر کچھ دور جا گرا تھا۔ جینی کے چہرے سے کچھ ظاہر نہ تھا۔ اور ریوالور اس کے ہاتھ میں یوں لگ رہا تھا۔ جیسے کسی مجسمے کے ساکت ہاتھوں میں پکڑا ہوا ہو۔ اس نے نرمی سے

کہا، "مہربانی کر کے ایک طرف ہو جاؤ۔ مسٹر اپریل۔"

جینی کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتے ہوئے میں نے کہا۔ یہ کیا کر رہی ہو۔ اسے قتل کرنے سے تمہارا میتھوپلٹ کر نہیں آ سکتا۔ اس کے علاوہ اپنے دکھی باپ کے متعلق سوچو اسی کا خیال کرو۔"

اپنے باپ کا سن کر وہ کسی قدر پس و پیش میں پڑ گئی۔ اور میں نے جلدی سے کہا: "تمہارے سوا اس کا دنیا میں اور کون ہے۔ مس کیسل مین۔ اسے تمہاری سخت ضرورت ہے۔"

جینی کو تذبذب کے عالم میں دیکھ کر میں نے کاربون کو اٹھاتے ہوئے کہا۔ "اسے ٹانگ کے کمرے میں لئے چلتے ہیں۔ اور پولیس کو بلا کر اسے پولیس کے حوالے کر دیتے ہیں۔"

"یقیناً مسٹر اپریل۔" اس نے متانت سے کہا۔ اس کے ریوالور کی نال اب ہم دونوں کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔ اور میں سوچ رہا تھا۔ کہ یقیناً ٹانگ نے اسے کچھ بتا دیا ہے جبھی تو یہ بپھری ہوئی شیرنی بن رہی ہے۔

ابھی کاربون ویسے تو ہوش میں تھا۔ لیکن اس کا کس بل نکل چکا تھا۔ اسے کشاں کشاں میں ٹانگ کے کمرے میں لے گیا۔ مس کیسل مین نے خالی ہاتھ سے میرے لئے دونوں دروازے کھولے تھے۔ میں نے کاربون کو ایک کرسی پر ڈال دیا۔ اور وہ پر شور آواز کے ساتھ ادھ موئے کتے کی طرح کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔

میں نے ایک تھپڑ مار کر اسے ہوشیار کرتے ہوئے کہا: "میری بات سن رہے ہو کاربون؟"

اس نے خون آلود منہ سے مدھم آواز میں، "ہاں" کہا۔

"اگر میں کوئی غلط بیانی کروں تو مجھے ٹوک دینا سمجھے؟"

اس نے نقاہت سے سر کو ہلایا۔

"ایک خوبصورت اور حسین لڑکی تمہاری دوست تھی۔ جس کا نام لولا ہے۔ اس کی معیت میں دنیا تمہارے لئے خوابوں سے زیادہ حسین تھی۔ اور زندگی بڑے مزے سے گذر رہی تھی۔ وہ ریس کھیلنے کی عادی تھی۔ اور تم نے اس کی کمزوری سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ ایک دن ریس کورس میں اس لڑکی لولا کی ملاقات ایک اور نوجوان سے ہوئی۔ وہ بڑا نفیس اور خوبرو نوجوان تھا۔ اور کبھی کبھار ریس کھیل لیا کرتا تھا۔ جیسا کہ ہم سب کرتے ہیں۔ اور پھر اسی دن سے خوابوں کی اس حسین دنیا کا شیرازہ بکھرنے لگا۔ چونکہ یہ لڑکی لولا۔ جنسی اعتبار سے ایک نادر شے تھی۔ اس لئے وہ نوجوان اس کا گرویدہ ہوگیا۔ تمہیں اس بات سے بہت دکھ ہوا کیونکہ تم بڑے حاسد شخص ہو۔ جب تمہیں لولا۔ اور اس نوجوان کے تعلقات کا یقین ہوگیا۔ تو تم نے اپنے رقیب کو راہ سے ہٹانے کی تدابیر سوچنا شروع کردیں۔ اور پھر ایک دن مناسب موقع پاکر تم نے اپنے رقیب میتھو کو قتل کردیا۔ ٹھیک ہے نا!" میں نے ایک اور تھپڑ رسید کیا۔

کاربون نے غرا کر کسی قدر تند آواز میں کہا۔ "میں اسے ایک مرتبہ اور قتل کردوں گا۔ اور تم بھی میرے ہاتھوں سے بچ نہ سکو گے۔"

میں نے ایک اور جھانپڑ دیا اور ہنس کر پوچھا۔ "وہ کیسے؟"

اس نے آہستہ آہستہ سر اٹھایا۔ اور میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گھورتا رہا۔ اس کی نگاہوں میں بے پناہ نفرت موجزن تھی۔

"جیسے میں نے کل رات میتھو کو قتل کیا تھا۔ بالآخر اس نے کہا۔" کل رات تھوڑی دیر کے لئے لولا پارٹی سے غیر حاضر ہوئی اور میں نے اس کا پیچھا کیا۔ وہ دونوں۔ میتھو اور

وہ گیراج کے قریب ہم آغوش ہوئے تھے۔ میں نے لولا کے جانے کا انتظار کیا اور پھر مٹھو کو دبوچ لیا۔ اسی طرح تم بھی جلد ہی میرے پیچھے میں آجاؤ گے۔"

میں نے سر گھما کر مس کیسل مین کی طرف دیکھا۔ کھڑکی کی راہ سے آتی ہوئی چاند کی مدھم روشنی میں وہ دم بخود کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور جامد ہو رہا تھا۔

"باقی کہانی میں پوری کرتا ہوں۔ تم آرام کرلو۔" میں نے ایک اور تھپیڑ مارنے کے بعد کہا۔ "پولیس کو کئی مرتبہ یہ کہانی سنانا پڑے گی۔ تمہیں مٹھو کو قتل کرنے کے بعد تم نے ایک تیرسے دو شکار کرنے کی کوشش کی اور اس کی لاش کو ایڈی نورس کی کار میں ڈال دیا۔ تاکہ قتل کا الزام اس کے سر آئے۔ اور ایک کامیاب بچی کاروبار میں تمہارا رقیب نہ رہے۔ ہاں یہ تم ہی ہو سکتے تھے۔ کیونکہ گہری سوچ بچار کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ مٹھو کو ایڈی کی کار میں لانے والا تمہارے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس شک کی وجہ یہ تھی۔ کہ لاش کا پتہ چل جانے کے بعد ایڈی نورس نے میرے سوا کسی کو نہیں بلایا تھا پھر تمہیں کیسے پتہ چل گیا۔ خیر اب پولیس دو آدمیوں کے قتل کے سلسلے میں خود ہی تم سے نپٹ لے گی۔"

"دو آدمیوں کا قتل!" اس نے سرگوشی کی۔

"ہاں۔ کیا ایڈی نورس کو بھول گئے ہو! اس نے تم پر اعتبار کیا۔ کیا تھا نا!" یاد دہانی کرانے کے لئے میں نے ایک ٹھوکر رسید کی۔

"ثابت کرو۔"

"پولیس خود ثبوت مہیا کرے گی۔ میرا اندازہ ہے۔ کہ ایڈی نورس نے قتل ہونے سے پہلے تمہیں فون کیا تھا۔ اور اس لئے کہ اسے تم پر اعتماد تھا۔ ممکن ہے وہ تم سے کوئی

مشورہ کرنا چاہتا ہو۔ تم اسے اس کے گھر پر ملے اور گلا گھونٹ کر اسے مار ڈالا۔ پھر تم نے نکی کی آمد کے خوف سے جلدی جلدی اسے فریزر میں بند کر دیا۔ مگر ایڈی کی ٹائی باہر بھانکتی رہ گئی۔"

"ایک بات اور تمہیں معلوم ہو چکا تھا۔ کہ بنی والٹرز اور ملی سیٹن کو ان کا قرض ادا کر دیا گیا ہے۔ سو تم نے ایڈی کے قرض کی رقم اس کی میز کی خفیہ دراز میں رکھ دی۔ تاکہ اس کے قتل کا الزام بھی اسی شخص کے سر آئے جس نے ملی اور بنی کو قتل کیا تھا۔ مگر یہاں تم نے ایک غلطی کی وہ یہ کہ ایڈی کی دراز میں رکھتے ہوئے تم نے ایک ایک ہزار کے نوٹ رکھ دیئے تھے۔ تم نے ایک اور غلطی بھی کی اور وہ یہ تھی۔ کہ دراز پر سے اپنی انگلیوں کے نشانات صاف نہیں کئے پولیس نے ان نشانات کا ریکارڈ محفوظ کر لیا ہے۔"

کارلون نے کچھ کہنے کے لئے لب کھولے مگر پھر لب بند کر لئے

"اس کے سوا ملی اور ایڈی کے قتل میں بے حد یکسانیت اور مشابہت پائی گئی ہے۔ بنی والٹر اور ملی سیٹن خود بخود تمہارے راستے سے ہٹ گئے تو تم نے ایڈی نورس کو خود اپنے راستے سے ہٹا دیا تاکہ ریس کے میدان میں کوئی بکی تمہارا مد مقابل نہ رہے اور تم واحد بکی رہ جاؤ"

گھورتے گھورتے ہوئے اس کے لبوں پر نہ جانے کیوں مسکراہٹ آ گئی۔

"ضرور مسکراؤ کارلون! — شاید پھر مسکرانے کا موقع نہ ملے۔ کیونکہ پولیس تمہارے پیچھے ہے۔ ایڈی کی محبوبہ نکی تمہارے خون کی پیاسی بنی ہوئی ہے ملکا رالف بھی تم سے حساب چکانے کو بڑا بے تاب ہے۔ میڈلین اور ریورو کا انتقام لئے بغیر وہ تمہیں نہیں چھوڑے گا۔"

"میں نے انہیں قتل نہیں کیا۔"

میں ہنس کر بولا۔" ملکا رالف کے سامنے یہ صفائی پیش کرنا۔ ویسے تمہیں بتا دوں

کہ انہیں قتل کرنے کے لئے جس شخص کو تم نے مامور کیا تھا۔ اسے رالف نے پہلے ہی اغوا کر کے شکاگو بلوا لیا ہے اور اب تم رالف کے عتاب سے بچ نہیں سکتے۔"

"مسٹر ایم پیل؟" مس کیسل مین کی پرسکون آواز سنائی دی۔ "کاربون سے حساب صاف کرنے والوں کی فہرست میں اصلی حقدار ممبر کا نام ہی تم فراموش کر گئے۔"

میں نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ بے جان مجسمے میں زندگی کے آثار پیدا ہو چکے تھے وہ غرا کر بولی۔ "مسٹر کاربون۔ تمہارا وجود ننگ انسانیت ہے۔ ٹانگ نے جو قتل کئے ان کی وجوہات قانون کے لئے قابل معافی ہوں گی۔ مگر تم نے جو قتل کئے۔ وہ قابل درگذر نہیں۔ اندھی عقیدت کے جذبے اور حرص و ہوس میں بہت فرق ہے۔"

میں نے ٹانگ پر نگاہ ڈالی۔ وہ اسی طرح پڑا ہوا تھا جیسا کہ میں اسے چھوڑ کر گیا تھا جینی کیسل مین نے میری نگاہوں کا تعاقب کرنے کے بعد کہا۔ "ٹانگ کے متعلق فکر نہ کرو۔ ایم پیل! مرنے سے پہلے اس نے یہ شبہ ظاہر کر دیا تھا۔ کہ وہ کاربون کو میکیو کا قاتل سمجھتا ہے اور پھر ٹانگ نے اپنے جرائم کا حساب خود ہی صاف کر دیا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے پھنسی پھنسی آواز میں پوچھا۔

"اس نے اپنی زبان چبا کر خودکشی کر لی ہے۔ تمہیں معلوم ہے۔ چینیوں کی خودکشی کا یہ دستور کافی پرانا ہے۔ ہاتھ پاؤں بندھے ہونے کے باوجود اس طریقے سے خودکشی کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔"

میں گم سم کھڑا رہ گیا۔ اور جینی کیسل مین کاربون سے مخاطب ہوئی۔ "اب تم رہ گئے ہو کاربون۔" اس کے کہنے کے انداز میں ایسی کوئی بات نہ تھی۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا کہ وہ کاربون پر موت کا فتویٰ صادر کر چکی ہے کاربون شاید اس کا ارادہ بھانپ

چکا تھا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی اور اس سے پیشتر کہ میں صورتحال سے آگاہ ہوتا جینی کیسل مین کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور نے تواتر سے گولیاں اگلنی شروع کر دیں۔ ایک۔ دو۔ تین۔ اس فاصلے سے نشانہ خطا ہونے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ گولیاں کاربون کی چھاتی میں پیوست ہو گئیں۔ اور اس نے زرد پڑتے ہوئے اور مسخ ہوتے ہوئے چہرے کے ساتھ کرسی سے اٹھنے کی کوشش کی۔ وہ کافی سخت جان تھا۔ اٹھنے میں کامیاب ہو کر وہ مس کیسل مین کی طرف قدم بڑھانے کی کوشش اور جدوجہد میں مصروف تھا۔ کہ جینی کے ہاتھ میں تھمے ہوئے ریوالور نے دو شعلے اور اگلے۔ کاربون نے چھاتی پر ہاتھ رکھ لیا۔ اور پھر فرش پر دھم سے جا گرا۔

"شکریہ مسٹر اپریل" میں نے بمشکل اس کی آواز سنی اور یہ کہنے کے بعد وہ مڑی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

مجھے ٹانگ کی موت پر خواہ مخواہ کی بے یقینی سی تھی۔ میں نے آگے بڑھ کر ٹانگ کی جیب ٹٹولی۔ وہاں ایک لفافہ موجود تھا۔ لفافہ کے اندر رقم موجود تھی۔ گنے بغیر ہی مجھے معلوم تھا۔ کہ یہ رقم چھ ہزار ڈالر ہے۔ اور اب کاربون ٹانگ سے یہ رقم وصول کرنے یہاں آیا تھا۔ پتہ نہیں ٹانگ نے کیسے اور کب اس سے رابطہ قائم کر کے اس وقت آنے کے لئے کہا تھا۔ بہرحال یہ ایک اتفاق تھا۔ کہ کاربون سے پہلے میں اسی راستے آیا۔

میں نے میز کے قریب جا کر یہ لفافہ وہاں رکھ دیا۔ اور دوسرا لفافہ، جو ٹانگ نے مجھے دکھایا تھا۔ وہ کھول کر دیکھا۔ اس میں تین صفحات پر پھیلا ہوا ٹانگ کا اعتراف جرم تھا۔ اس اعتراف کے آخری حصے نے میرے ذہن کی ایک اور الجھن بھی دور کر دی۔ ٹانگ کوشش کے باوجود ایڈی کو ڈھونڈنے میں کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ اور رقم ادا کرنے کے بعد اسے قتل کر

سکا تھا۔ ٹانگ نے اعتراف کیا تھا۔ کہ وہ ایڈی کو پانے میں ناکام رہا۔ اس طرح مرتے دم تک ایڈی کو یقین تھا۔ کہ میتھو اس کا مقروض ہے۔ ظاہر تھا۔ کہ یہ خبر کاریون کی پھیلائی تھی۔ کہ میتھو قرض ادا کرنے کے بعد قتل ہوا ہے۔ تاکہ اس پر شبہ نہ کیا جا سکے۔ میں نے اعتراف جرم کو دوبارہ لفافہ میں بند کر دیا اور دوسرے لفافے کے ساتھ میز پر رکھ دیا۔ اور کاریون کی لاش کی طرف چلا۔ وہ فرش پر موت کی نیند سو رہا تھا۔

دو مواقع یقینی طور پر ایسے ہوتے ہیں جب ایک آدمی غفلت کی گہری نیند سوتا ہے۔ پہلا موقع وہ جب وہ کسی عورت سے عملی طور پر اظہار محبت کرنے کے بعد سو رہا ہو۔ اور دوسرا وہ جب وہ موت کی گہری نیند سو رہا ہو۔

فرش پر لیٹا ہوا آدمی دوسری قسم کی نیند سو رہا تھا۔ چاند کی زرد اور سپاٹ کرنیں پورے کمرے کو نہائے دے رہی تھیں اور مردہ شخص کے جسم پر خون کے جمے ہوئے چھینٹے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کی لاش کو گھورتے ہوئے میں نے یونہی کندھے جھٹک دیئے۔ اس کی موت پر مجھے ذرا رنج نہ ہوا تھا۔ جب وہ زندہ تھا۔ تب بھی وہ ایک برا شخص تھا۔ اور اب موت کے بعد بھی وہ ایک ناہنجار شخص تھا۔

"ہاں تو مسٹر ایریل!" یہ آواز میرے لئے متوقع تھی۔ اس لئے میں نے مڑ کر نہیں دیکھا۔ مجھے معلوم تھا۔ یہ آواز مسٹر ایوری جے کیسل مین کی ہے۔

۱۹

چوبیسواں گھنٹہ

پولیس کا انتظار کرتے ہوئے میں نے مسٹر کیسل مین کو ساری روئیداد سنا ڈالی۔ ٹانگ کی موت اس کے لئے دوسرا صدمہ تھی۔ میرا بیان ختم ہونے پر وہ افسردگی سے بولا۔" افسوس میں اپنا سب کچھ گنوا بیٹھا ہوں۔"

"جناب ابھی آپ کی بیٹی زندہ ہے۔"

"ہاں مسٹر ایپریل۔ مگر کب تک! صرف میٹ کے قاتل سے انتقام لینے کے لئے وہ زندگی کی خواہاں رہی۔ جینی بہت حساس لڑکی ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ جسمانی اور ذہنی طور پر بہت کمزور ہے۔ میٹ کی موت کا صدمہ اس کے لئے ناقابل برداشت ہے میں اسے بچپن سے جانتا ہوں۔"

"مسٹر کیسل مین۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ وہ کہاں گئی ہے۔ ہم اب بھی اسے کسی اقدام سے روک سکتے ہیں۔ وہ جوان ہے اور اپنے آپ پر قابو پا سکتی ہے۔"

بوڑھا کیسل مین غمزدہ انداز سے مسکرا دیا۔" نہیں مسٹر ایپریل اب موت کے سوا اس کا کوئی علاج نہیں۔ میں اس کا باپ ہوں اور اس کی ذہنی حالت مجھ سے چھپی ہوئی نہیں۔ بعض اوقات ہمارے دکھوں کا واحد علاج صرف موت ہوتا ہے اور مرنے والے کو اگر یقین ہو کہ اس کی موت پر آنسو بہانے والا ایک شخص بھی موجود ہے تو وہ سکون سے مرتا ہے ہمارے خاندان میں اب تک سب

اتنے خوش نصیب رہے ہیں کہ ان کی مرگ پہ کوئی نہ کوئی ماتم کرتا آیا ہے۔ میں بوڑھا آدمی ہوں اور اپنی بیٹی کو اس خوش بختی سے محروم نہیں۔۔۔"

یہ باتیں میری سمجھ سے بالاتر تھیں میں چلا کر بولا۔ "مسٹر کیسل مین۔ ریوالور میں ابھی ایک گولی باقی ہے۔ آؤ اسے ڈھونڈیں۔" میں نے اسے پکڑ کر کھینچا۔ وہ بادل نخواستہ میرے ساتھ چلنے لگا۔ اور پھر دروازے پر پہنچنے سے پہلے ہی ہمیں گولی چلنے کی آواز سنائی دے گئی۔
مسٹر کیسل مین نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "میں نے کہا تھا۔ نا کہ اس کا علاج صرف موت ہے میرا خیال ہے وہ اپنے کمرے میں ہو گی۔"

میں بھاگتا ہوا جینی کیسل مین کے کمرے میں پہنچا۔ اور وہاں پہنچ کر میں مبہوت رہ گیا۔ چاندنی کی کرنوں نے کمرے کو منور کر رکھا تھا۔ کھڑکیوں کی راہ لان میں سے پھولوں کی مہک اور خوشبو نے کمرے کو معطر بنا رکھا تھا۔ اور جینی کیسل مین کے لباس کو خون نے سرخ عروسی رنگ میں رنگ دیا ہوا تھا۔ زندگی میں اسے دلہن بننا نصیب نہ ہو سکا۔ اس نے مرکر اپنے لباس کو دلہنوں جیسا بنا لیا تھا۔ آرام کرسی کی ٹیک کا سہارا لیئے وہ بڑی پرسکون نیند سو رہی تھی۔ محبت کی قربان گاہ پر ایک اور کشتہ محبت نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا تھا۔

میں دبے پاؤں اس کے قریب گیا جیسے مجھے خوف ہو کہ کہیں اس کی پرسکون نیند نہ کھل جائے اور مجھے یاد آ گیا کہ دو مواقع یقینی طور پہ ایسے ہوتے ہیں جب ایک عورت غفلت کی گہری نیند سوتی ہے۔ پہلا موقع وہ جب وہ کسی مرد سے عملی طور پر اظہار محبت کرنے کے بعد سو رہی ہو۔ اور دوسرا موقع وہ جب موت کی گہری نیند سو رہی ہو۔

ختم شد

کامران سیریز کی ۸۰ ویں پیش کش

مصنف :- جیمس ہیڈلے چیز

- مسٹر ڈیون جو ایک بہت بڑے بنک کا محنتی اور شریف کارکن تھا ترقی کرتے کرتے بنک کا وائس چیئرمین بن گیا۔ مگر اس کی بدقسمتی یہ تھی کہ جس قدر وہ معزز تھا اس کی بیوی اسی قدر آوارہ اور عیاش تھی۔

- ایک ساڑھے تین فٹ کا بونا جو بظاہر بے ضرر اور معصوم تھا۔ مگر درپردہ سراپا شیطان تھا۔ اس نے اپنے ذاتی مفاد کے لئے ایک ایسا منصوبہ بنایا جس کی تکمیل میں کئی قتل کئے گئے۔

- ایک خوبصورت ماڈل لڑکی جو پیسے کے لئے ہر کام کرنے پر ہر وقت تیار رہتی تھی۔ مگر انجام کار ایک ایسے کیس میں ملوث ہوئی کہ اسے خودکشی کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

- "بونا مجرم" ہیڈلے چیز کے بہترین ناولوں میں سے ایک ناول ہے کہانی اس قدر سنسنی خیز، پراسرار اور دلچسپ ہے کہ آپ ایک مرتبہ شروع کر کے ختم کئے بغیر نہیں چھوڑ سکیں گے کامران سیریز کی روایات کے مطابق ٹھیک اگلے ماہ وقت کی پابندی کے ساتھ بہترین گٹ اپ سے شائع ہو رہا ہے۔

کامران سیریز کے انمول اور معرکۃ الآرا دلچسپ جاسوسی ناول

کتاب	مصنف	مترجم	قیمت
قیدی حسینہ	رچرڈ ڈالیس داتھر	مسلم رحمانی	۲/۲۵
بیباک قاتل	" "	سراج الدین شیدا	۲/۲۵
لالچی حسینہ	جیمس ہیڈلے چیز	صدیق احمد	۲/۲۵
سنگدل مجرم	رچرڈ ڈالیس داتھر	مسلم رحمانی	۲/۲۵
قاتل کا اغوا	" " "	اثمر نعمانی	۲/۲۵
چالاک جاسوس	اے اے فیئر	"	۲/۲۵
مجرم قانون	رچرڈ ڈالیس داتھر	"	۲/۲۵
چھ سال بعد	اے اے فیئر	"	۲/۲۵
احمق مجرم	جیمس ہیڈلے چیز	"	۲/۲۵
پتھر کی انگوٹھی	" "	"	۲/۲۵
لاش کی چوری	" "	"	۲/۲۵
نقلی تصویر	" "	"	۲/۲۵
ہیرے کا راز	" "	"	۲/۲۵
جعلی نشان	ارل اسٹینلے گارڈنر	"	۲/۲۵
دشمن دوست	مائیک بریٹ	"	۲/۲۵
قاتل ہیرے	جیمس ہیڈلے چیز	"	۲/۲۵
خونی دستاویز	رچرڈ ڈالیس داتھر	مسلم رحمانی	۲/۲۵

کتاب	مصنف	مترجم	قیمت
گوریلا انسان	سیکس رہمر	اثمر نعمانی	۲/۵۰
خوبصورت لاش	جیمس ہیڈلے چیز	"	۲/۲۵
جوکر	رچرڈ ڈالیس داتھر	"	۲/۲۵
خونی وصیت	کارٹر براؤن	"	۲/۲۵
کمرہ نمبر ۲۷	اے اے فیئر	"	۲/۲۵
غدار کون	جیمس ہیڈلے چیز	"	۲/۲۵
ہرا دروازہ	اے اے فیئر	"	۲/۲۵
زہریلی آواز	جیمس ہیڈلے چیز	"	۲/۲۵
پوڈر کی ڈبیہ	" " "	"	۲/۲۵
سراغرساں کتا	" " "	"	۲/۲۵
خوبصورت انتقام	ایڈگر ویلس	"	۲/۲۵
مغرور مجرم	جان ڈکسن کار	"	۲/۲۵
نقلی لاش	جیمس ہیڈلے چیز	"	۲/۲۵
قانونی قتل	اے اے فیئر	"	۲/۲۵
پراسرار کھیل	جیمس ہیڈلے چیز	"	۲/۲۵
ڈائری کا راز	ہمٹ ہالیڈے	"	۲/۲۵
سرخ ماچس	جیمس ہیڈلے چیز	"	۲/۲۵

معصوم قاتلہ	جیمس ہیڈلے چیز	اثمر نعمانی	۲/۲۵	پراسرار جزیرہ	رچرڈ ایس راتھر	مسلم رحمانی	۳/-
لاشوں کی برسات	" "	"	۲/۲۵	خونی ٹرک	جیمس ہیڈلے چیز	سراج الدین شیدا	۳/۰
بدنصیب مجرم	" "	"	۲/۲۵	سیاہ دائرے	برکلے گرے	الیف ایم صدیقی	۲/۷۵
چالاک قاتل	" "	"	۲/۲۵	جاسوس جج	رچرڈ ایس راتھر	سراج الدین شیدا	۳/۰
ہیرے کی تلاش	" "	"	۲/۲۵	عیاش حسینہ	نک کواری	" "	۳/۰
خوش نصیب چور	" "	"	۲/۲۵	خوفناک سایہ	ہنری ولسن	مسلم رحمانی	۳/۰
سونے کی چوری	الیسٹر میکلین	"	۳/۵۰	شب کا مسافر	ڈونالڈ ہملٹن	سراج الدین شیدا	۳/-
آخری فیصلہ	جیمس ہیڈلے چیز	"	۲/۵۰	سونے کی کان	برٹ ہالیڈے	الیف ایم صدیقی	۳/۰
خونی مائیکروفون	جین بردس	سراج الدین شیدا	۲/۵۰	مقتول کا اغوا	جیمس ہیڈلے چیز	اثمر نعمانی	۳/۰
مطلبی دوست	جیمس ہیڈلے چیز	اثمر نعمانی	۲/۵۰	خاموش انتقام	ڈیوس گوڈس	سراج الدین شیدا	۳/۰
ہٹلر کے قیدی	جان کمریزی	سراج الدین شیدا	۲/۵۰	زہریلی گیس	ایڈورڈ ایس آرونر	صدیق احمد	۳/-
غدار جاسوس	ایڈورڈ ایس آرونر	محمد صدیق احمد	۲/۵۰	خوفناک سانپ	مکی سپلین	الیف ایم صدیقی	۳/-
باڈی گارڈ	جیمس ہیڈلے چیز	اثمر نعمانی	۲/۵۰	موت کا جال	جان ڈی مکڈانلڈ	سراج الدین شیدا	۳/۲۵
ہرجائی مقتول	اے اے فیئر	"	۳/-	مجرم رقاصہ	جیمس ہیڈلے چیز	اثمر نعمانی	۳/۵۰
ناکام قاتل	جیمس ہیڈلے چیز	"	۳/-	شیطانی منصوبہ	پیٹر او ڈونل	سراج الدین شیدا	۳/۵۰
موت کی وادی	مچل ایوالون	سراج الدین شیدا	۳/-	بھیانک انتقام	ایڈورڈ ایس آرونر	صدیق احمد	۳/۵۰
فرضی مجرم	جیمس ہیڈلے چیز	اثمر نعمانی	۳/-	فاتح جاسوس	برکلے گرے	الیف ایم صدیقی	۳/۵۰
فریبی حسینہ	روز میکڈانلڈ	سراج الدین شیدا	۳/-	موت کی نیند	مائیک راسکو	سراج الدین شیدا	۳/۵۰

ہر ناول مکمل، دلچسپ اور معیاری ہے۔ کم از کم تین ناول ایک ساتھ منگوانے پر ڈاک خرچ فری اور
دس ناول یا اس سے زائد کے آرڈر پر ۲۵ فیصد رعایت اور ڈاک خرچ بھی فری۔

چند اور تراجم جو ہم سے دستیاب ہیں

چھٹیا کی تکی	مترجمہ تیرتھ رام فیروزپوری	۴/۰
لنگڑا جاسوس	" "	۳/۰
تلافی گناہ	" "	۴/۰
کلب قٹ کی واپسی	" "	۵/۰
سراب زندگی	" "	۴/۰
گمنام مسافر	" "	۴/۰
سنہری بچھو	" "	۴/۵۰
زہری بان	" "	۴/۰
مقدس جوتا	" "	۳/۰
کالا کتا	" "	۳/۰
بے نام خطوط	" اگاتھا کرسٹی	۲/۲۵
عراق میں قتل	" "	۴/۵۰
خونی کیمپ	" نواب یزدانی	۲/۲۵
ایس ۲۳	" "	۲/۵۰
تیسرا ایجنٹ	" طارق علی صابری	۲/۲۵
وہ جو واپس نہ آ سکا	" "	۲/۲۵

ان کے علاوہ اور بھی تراجم خواہ کہیں بھی چھپے ہوں ہم سے طلب فرمائیں مستقل خریداروں کو خاص رعایت اور ڈاک خرچ فری۔

کامران سیریز ڈی/۷۶۴، اقبال روڈ، راولپنڈی

ہول سیلر

میں کامران سیریز کا مکمل سیٹ

کتابی دنیا

چوک لکشمی میکلوڈ روڈ لاہور سے دستیاب ہے

حیدرآباد میں

المشرق لائبریری

اینڈ بک ایجنسی

ہر قسم کے ڈائجسٹ کتب اور رسائل کے لیے

ہماری خدمات حاصل کریں

المشرق لائبریری گاڑی کھاتہ حیدرآباد

لائلپور میں

چوہان اکیڈمی

سب سے بڑی لائبریری اینڈ بک ایجنسی

ستیانہ روڈ لائلپور

کامران سیریز کی ۷۹ ویں پیشکش

ONE TEAR FOR MY GRAVE
کا آزاد ترجمہ

مصنف :- .... مائک راسکو

مترجم :- .... سراج الدین شیدا

کامران سیریز، ڈی ۴۷۶۱، اقبال روڈ، راولپنڈی

جاسوسی ادب

موجودہ ترقی یافتہ دور میں تفریحی لٹریچر اور خاص طور پر سنسنی خیز تجسس آمیز جاسوسی
ادب سے جو دلچسپی ہمارے عوام کو ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن سرسری جائزے سے یہ معلوم
کر کے افسوس ہوتا ہے کہ ہماری زبان میں جاسوسی ادب کا معیار دوسری زبانوں کے معیار سے ابھی
بہت پیچھے ہے۔ اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے نیز عوام کا ذہنی رجحان دیکھتے ہوئے ادارہ کامران سیریز
"کم قیمت اور معیاری جاسوسی ادب" کے عنوان سے بلند پایہ اور عالمی شہرت کے حامل مصنفین
کے چیدہ چیدہ شاہکار ناولوں کے اردو ترجمے ایک تسلسل سے شائع کر رہا ہے۔ جو اپنی دلچسپی اور
افادیت کی وجہ سے قلیل عرصہ میں ملک گیر شہرت حاصل کر چکے ہیں عوام کی اس سیریز سے بڑھتی ہوئی
دلچسپی کی چند امتیازی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

- اس سیریز کا ہر ناول مکمل، دلچسپ اور دو سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔
- فطرت انسانی کے تنوع کے پیش نظر ہر شمارہ میں مختلف مصنفین اور مترجمین کی رنگا رنگ تخلیقات پیش کی جاتی ہیں تاکہ قارئین مسلسل یک رنگی و یکسانی سے اکتا نہ جائیں
- انتخاب کے وقت اس امر کی بطور خاص تحقیق کر لی جاتی ہے کہ زیر ترجمہ ناول پیشتر ازیں اردو میں شائع نہ ہو چکا ہو تاکہ قارئین کے اعتماد اور ذوق لطیف کو ٹھیس نہ پہنچے اور ان کی رقم ضائع نہ ہو۔
- کتابت و طباعت صاف ستھری اور ٹائیٹل سادہ مگر جاذب نظر نیز عامیانہ اور عریاں تصاویر سے پاک ہوتا ہے۔
- اس سیریز کو ملک بھر میں کم قیمت پر معیاری جاسوسی ادب پیش کرنے میں نمایاں اور اولین مقام حاصل ہے۔

کامران سیریز ڈی ۲۷۶- اقبال روڈ، راولپنڈی